

فیقانِ سنت جلد 3 کے درجے



گفتگو¹ کے آداب

فضول²

باتوں سے بچنے کی فضیلیت

- 80 فی صد ناہربان سے ہوتے ہیں
- حضرت اقمان حکیم کے بارے میں معلومات
- بوئے سے پہلو تعلیم کا طریقہ
- فضول باتوں سے بچنے کے 25 واقعات

شیخ طریقت، امیر اہل سنت، بانی دعوتِ اسلامی، حضرت علامہ مولانا ابوالبکر

محمد الیاس عطّار قادری رضوی

صفات: 160

پاد داشت

دورانِ مطابعہ ضرورتاً اندھ لائے کیجئے، اشارات لکھ کر صفحہ نمبر نوٹ فرمائیجئے۔ اُن شاَءَ اللہُ الْکَرِيمُ علم میں ترقی ہوگی۔

فیضانِ سُنّت جلد ۳ کے دو حصے

گفتگو

کے آداب

فضول

باقتوں سے بچنے کی فضیلت

مُؤَلف

شیخ طریقت، امیرِ اہل سُنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی، حضرت علامہ مولانا ابو بلال

محمد الیاس عطار قادری رضوی

ذامث

بخاری

معجم

العناییہ

ناشر: مکتبۃ المدینہ کراچی

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلٰوٰةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى خَاتَمِ النَّبِيِّنَ، أَمَّا بَعْدُ فَاقْعُذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ.

نام کتاب : گفتگو کے آداب

مؤلف : شیخ طریقت، امیر اہل سنت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا

ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ذادم ببرکاتہم العالیہ

پہلی بار : ذوالحجہ ۱۴۴۳ھ، جولائی 2022ء تعداد: 25000 (پچیس ہزار)

ناشر : مکتبۃ المدینہ، عالمی مدنی مرکز فیضان مدینہ کراچی۔

مکتبۃ المدینہ کی بعض شاخیں

UAN: +92 21 111 25 26 92 92 فون:

فون: 92 312 4968726

فون: 041-2632625

فون: 05827-437212

فون: 022-2620123

فون: 061-4511192

فون: 051-5553765

فون: 0244-4362145

فون: 0310-3471026

فون: 055-4441616

فون: 0333-6261212

فون: 053-3512226

..... کراچی: فیضان مدینہ پرانی بسڑی منڈی 01

..... لاہور: داتا دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ 02

..... فیصل آباد: ایمن پور بازار 03

..... میرپور کشمیر: فیضان مدینہ چوک شہید ایام میرپور 04

..... حیدر آباد: فیضان مدینہ آنندی ٹاؤن 05

..... ملتان: نزد پیپل والی مسجد اندر رون بوہر گیٹ 06

..... راولپنڈی: فضل داد پلازاہ کمیٹی چوک اقبال روڈ 07

..... نواب شاہ: چکر ایاز نزد MCB بینک 08

..... سکھر: فیضان مدینہ، مدینہ مارکیٹ بیراج روڈ 09

..... گوجرانوالہ: فیضان مدینہ شاخو پورہ موڑ 10

..... گجرات: مکتبۃ المدینہ فوارہ چوک 11

التجا: کسی اور کو یہ کتاب چھاپنے کی اجازت نہیں ہے۔

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
20	صدقة یعنی؟	13	گفتگو کے آداب
21	نکی کی دعوت فوراً درجے	13	ڈرود شریف کی فضیلت
21	سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب اپچے اخلاق والے ہوں گے	13	بات چیت میں آواز بلند کرنے کی مدد ملت
21	”اپچے اخلاق“ کسے کہتے ہیں؟	13	نرم آواز سے بات کرنا شائنٹ ہے
22	سب سے زیادہ نقصان دہ چیز	14	مُشرک لین عرب اونچا بولنے کو فخر سمجھتے تھے
22	کان ششے کی طرح اور فضول کلام پھروں کی مانند ہے	14	گدھا کیوں بولتا ہے؟
22	زبان میں ہڈی نہیں مگر ہڈی یاں توڑادیتی ہے	14	زور سے چھینکنا بھی مکروہ ہے
22	کسی کو گدھایا خنزیر کہنا	15	ملنے والے کی طرف چڑھ رکھئے
23	مسلمان کو مرے لقب سے پکانا گناہ ہے	15	گفتگو سمجھ میں آئے ایسا انداز ہونا چاہئے
23	فرشتے لعنت بھیجتے ہیں	15	سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک گفتگو آسان ہوتی
24	بچوں سے بھی بچ بولئے	16	سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بات تین بارہ براتے
24	حضرت عبداللہ بن عامر کا ذکرِ خیر	16	گفتگو پر مصطفیٰ
25	مال و مکان دونوں رکھ لو (واقمه)	16	مشکل زبان بولنے والا وزیر (چیلکا)
25	ماں باپ کے نافرمان کی اصلاح کیسے ہوئی؟	17	سب سے زیادہ جہنم میں لے جانے والی دو چیزیں
26	بچوں کو جھوٹا بھلا وادیا	17	وہ جھٹی ہے، کون؟
27	بچوں کو پھسلانے کیلئے ممتاز طریقہ اختیار کیجئے	18	جھٹ کی چمانت
27	زبان سننگا لئے والے کے عمل بھی سننجل جاتے ہیں	18	80% گناہ زبان سے ہوتے ہیں
27	منڈاق میں جھوٹ بولنے والے سے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناراضی	18	زبان سے تمام اعضا کی انجام
27	جہنم کی گھرائی میں گرتا ہے	19	اجتماعی اعیکاف اصلاح کا ذریعہ بن گیا
28	کامیڈی یں مُتوڑج ہوں!	20	آرپا راظف آنے والے اونچے اونچے جھٹی مکانات
28	کامیڈی شو کا مسئلہ	20	اپچھی بات صدقہ ہے

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
38	ٹوٹش بات کی تعریف	29	آخرت کے کام میں جلدی کرنی چاہئے
39	8 مددنی پھول	29	اپچا بولنا تو فہمیں الہی اور ---
40	دنیا و آخرت میں کام آنے والی 15 باتیں	29	الفاظ کی حفاظت کرو!
42	نصیحتوں بھری 50 دلچسپ باتیں	30	دوسروں کے پاس بھی زبانیں ہیں
46	زبان کے متعلق 19 عربی مخاورے (مع اردو ترجمہ)	30	اُس بات میں کوئی بھلانی نہیں
47	11 اردو مخاورے (مع معانی)	30	اپچے انداز پر پکار کر رواب کمایے
48	گُناہوں کی عادتوں سے تو بے نصیب ہو گئی	30	کسی کے پکارنے پر جواب لے کر کہنا
51	فضول باتوں سے نجتنی کی فضیلت	31	مذاق کرنے والا نظر وں سے گرجاتا ہے
51	کثرت سے دُرود و شریف پڑھنا کام آگیا	31	آپس میں نفرت کا ایک سبب
52	اللہ پاک کو فضول باتیں ناپسند ہیں	31	ہنی مذاق سے دشمنی پیدا ہوتی ہے
53	آیت مبارکہ کی تفسیر	32	گناہ کیبرہ کی تعریف
53	بے کار باتوں سے نجتنی کی ترغیب	32	خود پسندی کی تعریف
53	محاجات کیا ہے؟	33	70 سال کے اعمال بر باد
54	زبان کی حفاظت کرنے کی ضرورت اور اس کے فوائد و فوائض نات	33	گناہ سے بھی بر اجرم
54	کھجوروں کا تحال (واقع)	33	خود پسندی کی اہم وضاحت
54	لوگ کہیں تمہارے دانت متوقّر دیں	34	خود پسندی کا ایک مجرّب علاج
55	ایک فضول موال کی انوکھی سزا (واقع)	35	خود پسندی کے آٹھ اسباب و علاج
55	دوزخ کا عذاب کوئی برداشت نہیں کر سکتا	36	بگڑا ہوا نوجوان سدھرنا شروع ہو گیا
55	بھاری اعمال	37	ٹوٹش گوئی کے بارے میں 4 فرمانیں مصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ
56	آدمی کی خوبصورتی کیا ہے؟	38	گندی زبان خطرناک بیماری ہے
56	آقا صالی اللہ علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی نصیحت	38	گئے کی شکل والا

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
67	الله پاک سے زبان کی تیزی کی شکایت	56	دعاۓ مصطفیٰ
67	ہمیں زبان سے باہر متکال	57	الله رب الغرٰت کی نظر عنایت پھر جانے کی علامت
68	زبان کو قیدی میں رہنا چاہئے	57	فُضول بولنے والے کے گناہ سب سے زیادہ
68	زبان کی حفاظت سے عبادت پر استقامت ملتی ہے	57	حضرت عبد اللہ ابن ابی اوی فی کافر کریم
68	فُضول بات پر خود کو مَرزاً (واقعہ)	57	زکوٰۃ دینے والے کے لیے دعا
69	سخت گرمی کا روزہ برداشت مگر---	58	صحابیٰ نبی سے امام ابوحنیفہ کی ملاقات
69	زبان حفاظت کی زیادہ حق دار ہے	58	فُضول بات کسے کہتے ہیں؟
70	روزی میں تنگی کا ایک سبب	59	خاموشی فکر آخرت سے خالی ہوتا غفلت ہے
70	الله پاک تمام باتیں سُنتا ہے	59	غسلت کسے کہتے ہیں؟
70	اگر فُضول بتیں کرنے پر رقم دینی پڑتی تو؟	60	مجھے تم پر غفلت کا خوف ہے
70	ہربات فرشتے لکھتے ہیں	60	بلکہ تمہاری قضا ہونے پر رور ہا ہوں
71	فُضول گفتگو کے متعلق ایک واقعہ	61	روتا ہوا دخل جہنم ہو گا
72	سات مردی چھولوں کا "فاروقی گلڈستہ"	61	بُرگ نے خواب میں ہمارت دی
72	فُضول باتوں کا حساب بہت لمبا ہو گا	63	بولنے اور چپ رہنے کی دو قسمیں
72	نہ بول، نہ مصیبت میں پڑ	64	زبان کی حفاظت نہ کرنے والے پر شیطان غالبہ پالیتا ہے
73	بولنے والے کی عقل کا اندازہ ہو جاتا ہے	64	شیطان کا سب سے بڑا ہتھیار
73	بازاری گفتگو کرنے والے کو صحت	65	صدیق اکبر منہ میں پتھر رکھ لیتے
73	دعوت اسلامی نے نمازی بنادیا	65	40 برس تک خاموشی کی مشق (واقعہ)
74	زبان گویا حملے لیئے میاں شیر	65	گفتگو لکھ کر اس کا جائزہ لینے والے تائی بُرگ
74	پھاڑ کھانے والا درندہ	66	بات چیت کے جائزے کا طریقہ
74	مال کی حفاظت آسان ہے مگر زبان.....	67	اعمال کا جائزہ

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
87	زیادہ کھانا بھی زیادہ بولنے کا ایک سبب ہے	75	عائشتوں کی 6 نشانیاں
87	بغیر بھوک کے کھانے والا بائیوں ہوتا ہے	75	جہالت کی 6 نشانیاں
87	تموار کا زخم بھرجاتا ہے مگر زبان کا زخم نہیں بھرتا	76	فال تباہوں کے چار لرزہ خیز نقصانات
87	زبان کو قید کر کے رکھو	77	خاموشی سیکھو
88	جبات دو ہوٹوں میں نہ سمائی اب وہ کہیں نہ سمائے گی	78	عبادت کی شروعات خاموشی سے
88	گھر کی بات باہر کرنے والا کم ذات ہوتا ہے	78	خاموشی عبادت کی چابی ہے
89	بعض اوقات تو ایسی بات مذہب سے نکل جاتی ہے کہ.....	78	پانچ بہترین صحیتیں
89	وہ بے فائدہ کم بولے گا	79	خاموشی کی فضیلت پر چار فرمائیں مصطفیٰ
89	زبان کا پھسلنا پاؤں کے پھسلنے سے زیادہ خطرناک ہے	79	سامنہ سال کی عبادت سے بہتر
90	نہ جانے کون ہی گھڑی قویلیت کی ہو	80	بھلائی کی بات کرو یا چپ رہو
90	فُضُول بولنے والے کی قیمت میں پانچ جگہ پریشانی	80	آقاطویل خاموشی والے تھے
91	خاموشی میں سات ہزار فائدے ہیں	81	افسوں! تلاوت سن کر بہت سے لوگ اٹھ گئے
91	جو ان دیوانی ہے اس کے شر سے بچو!	81	تلاوت سننے کا شوق
91	نہ بولنے میں نوگن	81	ایک آیت سننے کی فضیلت
92	زبان کی حفاظت سونے چاندی کی طرح کرو	82	تلاوت میں 20 برس مشقّت اٹھائی
92	خاموشی "سونا" ہے	82	جنت درکار ہو تو خیر کے سوا کچھ زبان سے مت نکلو
92	صاحبِ حکمت کون؟	83	گناہوں سے تچی تو بہ کر لی
92	کم کلام زیادہ کام	84	خاموش ایمان کی سلاقتی کا ذریعہ ہے
92	چالیس سال کی راتیں فُضُول باتوں سے پر ہیز کیا	84	جنتی ہونے کا راز (واقعہ)
93	نا فرمائی کا ایک لکظ بھی دوزخ میں پہنچا سکتا ہے	85	ہر صحابی نبی جنتی جنتی
94	بڑی صحبت نے بر باد کر کے رکھ دیا تھا	86	تمام صحابہ جنتی ہیں

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
104	دکایت کی وضاحت	95	بات کو فضولیات سے پاک کرنے کا بہترین لمحہ
105	منظر کرنے کے لئے بات چیت کے مختلف انداز اختیار کرنا	96	ذینیوی بات منہ سے نکل جائے تو کچھ ذکر اللہ کر لینا چاہیے
106	بائیں بھی زیادہ خطا میں بھی زیادہ	97	جب رحمت کی توجہ ہنادی جاتی ہے
106	جیسا سفر، ویزا اسپر ہونا چاہیے	97	حسن آخلاق اور دین کی سمجھ سے محروم
107	گھر میں شستوں بھرا ماحول بنانے میں خاموشی کا کردار	97	بولنے والا بارہ پچھتا تاہے
108	غیر ضروری سوالات کی آفات	98	”بول کر“ پچھتانا سے ”نه بول کر“ پچھتانا اپچھا
109	سیدنا لقمان حکیم در حمۃ اللہ علیہ کی حکمت	98	زیادہ بولنے والے کو نہ امت اٹھانی پڑتی ہے
110	خاموشی دانتی ہے (واقعہ)	98	جو توں کر بولتا ہے فضول باتوں سے نک جاتا ہے
110	بے فائدہ گفتگو کسے کہتے ہیں؟	99	کینسر کی مریضہ صحیح یا ب ہو گئیں
111	حضرت لقمان حکیم کے بارے میں معلومات	99	کوئی بیماری لاعلاج نہیں
111	لقمان حکیم کون تھے؟	100	کینسر کا روحلانی علاج
111	حضرت لقمان جنت کے سرداروں میں سے یہیں	100	بے وقوف جب تک خاموش رہتا ہے بیچانا نہیں جاتا
112	حکمت کی 4 تعریفات	100	آدمی رات تک اگر سورج نہ ڈوبے تو؟ (واقعہ)
112	حضرت لقمان طب (یعنی علاج) کے بھی حکیم تھے	101	کاش! میں گونگا ہوتا
112	واش روم میں دیر تک بیٹھنے کے نقصانات	101	کاش! یہ گونگی ہوتی
112	زبان و دل بگڑ جائیں تو۔۔۔	101	گھر آئمن کا گھوارہ کیسے بنے!
113	فضول سوالات کی مثالیں	102	سوش میڈیا کی ایک قابل غور پوسٹ
114	فضول گوکا جھوٹے مبالغے سے پچاہ شوار ہوتا ہے	102	ساس بہو کا بھگڑ انہمانے کا نئے
114	علاقے میں دینی ماحول بنانے میں خاموشی کا کردار	103	خاموشی کی برکت سے دیدارِ مصطفیٰ
115	دینی کاموں کیلئے مدنی ہتھیار	104	زبان کی آفیں بیہت زیادہ ہیں
116	بے وقوف بے سوچ بولتا ہے	104	عمر بن عبد العزیز پھوٹ پھوٹ کروئے

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
128	ندامت کا بہت بڑا سبب	116	زبان سننجالو سب کام سننجل جائیں گے
128	وقت توارکی طرح ہے	116	پہلے تو لو، بعد میں بولو
128	سکرات میں تلاوت	117	بولنے سے پہلے تو لئے کا طریقہ
129	جب فیضان ست گھر میں داخل ہوئی	118	چُپ رہنے کا طریقہ
131	﴿فضل باتوں سے نچنے کے بارے میں 25 واقعات﴾	118	فضل اشارے کا بھی حساب ہے
131	﴿1﴾ ایسی بات نہ کرو کہ بعد میں معذرت کرنی پڑے	119	پہلے ”تو لو“ بعد میں ”بولو“ کافا نمہ
131	حدیث پاک کے دھھوں کی شرح	120	وہشت گرد یوں کے فضول تذکرے
132	﴿2﴾ آلو جان! آپ بولتے کیوں نہیں؟	120	باٹوں نی شخص کا دل بخت ہو جاتا ہے
132	﴿3﴾ خوفِ خدا پانے کا طریقہ	121	حضرت امام مالک باٹوں نی شخص کو سمجھایا کرتے
133	﴿4﴾ کوہ صفا پر کھڑے ہو کر زبان کو نصیحت کی	121	غمڈ اشریف بن گیا
133	﴿5﴾ تجھ پر افسوس ہے	122	گناہوں کے 7 علاج
134	﴿6﴾ مجھے خاموش رہنا بولنے سے زیادہ پیارا ہے	123	جس نیکی کا کرنا مشکل ہو اس کا ثواب بھی زیادہ ہوتا ہے
135	﴿7﴾ پانی اور ہوا پر چلنے والے 3 بزرگ	124	فضول گوئی سے رُک جائے
135	جنت میں درخت۔ وباوں سے حفاظت	124	جنت میں افسوس نہ ہوگا
136	﴿8﴾ منہ میں جیسے کوئی چیز ڈال دی گئی ہو	125	قلم کا قط
136	کاش! لو ہے کا دروازہ حائل ہو	125	جنت میں وَرَخْت لَكُوا یے!
137	﴿9﴾ زبان پر حکومت	125	ڈرُود شریف کی فضیلت
137	اللہ پاک کا میابی دینے والا ہے	126	بات کرنے کا دینی یاد نیوی فائدہ
137	﴿10﴾ چار علام۔ چار ارشادات	126	سُبْحَنَ اللَّهِ كَبِيْرٌ کہلوانے کی نیت
138	﴿11﴾ چار بادشاہ۔ چار باتیں	127	سامنے ہمسال کی عبادت سے بہتر
139	﴿12﴾ چالیس برس تک نہیں بنے	128	آنمول محاجات کی قدر

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
147	یہ ہے بولنے سے پہلے تو لنا	139	خوبِ خدا کی فضیلت
148	﴿21﴾ عقلِ مند گونگا، ناسیجھ باتوں سے بہتر ہے	139	حدیث مبارکہ، خوبِ خدا رزق اور عمر میں اضافے کا سبب
148	لوگوں کو اپنے شر سے بچاؤ	140	خوبِ خدا سے کیا مراد ہے؟
149	شر سے بچانے کی فضیلت	140	﴿13﴾ چپ رہنے اور بولنے والے!
149	جنت میں لے جانے والے تین اعمال	141	﴿14﴾ نقصان چھپانے کے لئے خاموش رہنے کی تاکید
150	﴿22﴾ ہر بے کار بات پر ایک درم خیرات	141	دوسرے مسلمان کے نقصان پر خوشنی ظاہر کرنا
150	20 سال تک مسلسل کوشش	142	﴿15﴾ خاموشی عقلِ مندوں کا شیوه ہے!
150	کوشش کے متعلق آیتِ قرآنی	142	غلط مسئلہ بتانا
151	راہِ خدا میں کوشش کرنے والوں کو خوشخبری	142	جواب دینے سے ڈرنے والوں کی تین مثالیں
151	کم ذہین طالبِ علم بہت بڑے امام بن گئے (واقعہ)	143	﴿16﴾ عقلمندی دوسرے کی بات نہ کاٹنے میں ہے
152	بادشاہ اور جیوٹی (واقعہ)	143	خواہ گتواد بیچ میں بولنے والا ناسیجھ ہوتا ہے
152	بلی نے کمال کر دیا!	144	﴿17﴾ رازداری کے لئے خاموشی ضروری ہے
153	﴿23﴾ تم اپنی خاموشی پر فخر کرنا	144	واٹس ایپ کے پیغامات دوسروں کو بھیجننا
153	خاموشی میں کمال ہے	145	کسی کی بات دوسروں کو نہ بتانے کے متعلق دو فرمائیں مصطفیٰ
154	﴿24﴾ پرندہ بول کر کھنگ گیا!	145	﴿18﴾ سلامتی چاہئے تو تچپ رہنا ضروری ہے
154	”بہت افسوس ہوا“ کہنا	146	بہت بڑا دھوکا
155	”بے حد بخار ہے“ کہنا کیسا؟	146	﴿19﴾ حکمت کیسے آتی ہے؟
		147	﴿20﴾ جواب کیوں نہیں دیتے؟

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلٰوٰةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى خَاتَمِ النَّبِيِّنَ، أَمَّا بَعْدُ فَاعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ.

”پیارے احمد رضاؒ کے نارہ حروف کی نسبت میں بیسے اس کتاب کو پڑھنے کی ۱۲ فہیں

فَرَمَانَ مُصطفٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلٰيهِ وَسَلَّمَ: زَيْنَةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِّنْ عَمَلِهِ۔ مُسْلِمٌ كَيْ نِيَّتٍ اس کے عمل سے بہتر ہے۔

(معجم کبیر ج ۶ ص ۱۸۵ حدیث ۵۹۴۲)

﴿۱﴾ اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔

دو مذکون پھول:

﴿۲﴾ جتنی اچھی نیتیں زیادہ، اُتنا ثواب بھی زیادہ۔

﴿۱﴾ ہر بار حمد و ﴿۲﴾ صلوٰۃ اور ﴿۳﴾ تَعُوْذُ بِ۝ تشمیہ سے آغاز کروں گا (اسی صفحہ پر اور پردی ہوئی دو عربی عبارات پڑھ لینے سے چاروں نیتوں پر عمل ہو جائے گا) ﴿۴﴾ تشمیہ سے آغاز کروں گا (اسی صفحہ پر اور پردی ہوئی دو عربی عبارات پڑھ لینے سے چاروں نیتوں پر عمل ہو جائے گا) ﴿۵﴾ قرآنی آیات و ﴿۶﴾ احادیث مبارکہ کی زیارت کروں گا اور ان میں بیان کردہ احکامات پر عمل کی کوشش کروں گا ﴿۷﴾ جہاں جہاں ”اللّٰهُ پاک“ کا ذاتی یا صفاتی نام پاک آئے گا وہاں ”پاک“ یا ”کریم“، وغیرہ کلمات شناپڑھوں گا اور ﴿۸﴾ جہاں جہاں ”سرکار صَلَّى اللّٰهُ عَلٰيهِ وَسَلَّمَ“ کا کوئی بھی ذاتی یا صفاتی نام مبارک آئے گا وہاں صَلَّى اللّٰهُ عَلٰيهِ وَسَلَّمَ پڑھوں گا ﴿۹﴾ اگر کوئی بات سمجھنہ آئی تو علمائے کرام سے پوچھ لوں گا ﴿۱۰﴾ دوسروں کو یہ کتاب پڑھنے کی ترغیب دلاؤں گا ﴿۱۱﴾ اچھی نیتوں کے ساتھ کتاب پڑھنے پر جو ثواب حاصل ہوگا وہ ساری امت کو ایصال کروں گا ﴿۱۲﴾ اس کتاب میں دیئے ہوئے طریقے کے مطابق اس کتاب سے ڈالس دوں گا۔



الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى خَاتَمِ النَّبِيِّنَ،
أَمَّا بَعْدُ فَاعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ، إِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ.

گفتگو کے آداب

یا ربِ مصطفیٰ! جو کوئی ”گفتگو کے آداب“ کے 37 صفات پڑھ یا سن لے اُسے سُنّت کے مطابق بات چیت کرنا آجائے اور اُس کی بے حساب مغفرت ہو۔ امین بجاہ خاتم النبیین صَلَّى اللّٰهُ عَلٰيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

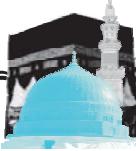
درودِ شریف کی فضیلت فرمان مصطفیٰ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: ”بے شک بروز قیامت لوگوں میں سے میرے قریب تر وہ ہوگا جو مجھ پر سب سے زیادہ درود کیجیے۔“ (ترمذی ج ۲ ص ۲۷ حدیث ۴۸۴)

اے عاشقانِ رسول! بے شک آدمی کو بات چیت کرنے کی ضرورت پڑتی رہتی ہے مگر یہ یاد رہے کہ غیر ضروری جائز گفتگو سے بھی خاموشی بہتر ہے۔

بیاتِ چیت میں آواز اللہ پاک پارہ 21 سورہ لُقْمَن آیت 19 میں ارشاد فرماتا ہے:
بَلَّنِدِكَرَنَے کی نَدَمَسَتٍ وَأَعْصُضُ مِنْ صَوْتِكَ إِنَّ أَنْجَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَسِيرِ

آسان ترجمہ قرآن کنزُ العِرْفَان: اور اپنی آواز کچھ پست رکھ، بے شک سب سے بُری آواز لگدھے کی آواز ہے۔

نرم آواز سے بات حضرت علامہ مفتی سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ اس مبارک آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: شور چاننا اور آواز بلند کرنا مکروہ و ناپسندیدہ ہے اور اس میں کچھ فضیلت نہیں ہے، گدھے کی آواز باوجود بلند ہونے کے مکروہ (یعنی ناپسندیدہ) اور



وَحَشْتَ أَنْجِيزٍ (یعنی فَرَتْ دلانے والی) ہے۔ نبی کریم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَالْهُوَ أَكْبَرُ کو زَمَّ آواز سے کلام (یعنی بات چیت) کرنا پسند تھا اور سَخَّت آواز سے بولنے کو ناپسند رکھتے تھے۔
(خرائن المعرفان ص ۷۶۲)

حضرت علام اسامی علیل حَقِّیٰ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ لکھتے ہیں: جب لوگ آپس میں گفتگو کریں تو ان میں سب سے زیادہ بُری اور وَحَشْتَ ناک (یعنی فَرَتْ دلانے والی) آواز اُس کی ہے جو گدھے کی طرح اونچی آواز سے بولتا ہے۔ مُشرِکین عَرَبُونَ کو سُخْتَجَهَتْ تَحْتَهُ میں اونچا بولنے کو فَرَتْ سمجھتے تھے، اس آیت میں ان کے اس فَرَتْ یہ طریقے کا رد فرمایا گیا۔
(روح البیان ج ۷ ص ۸۷ سے خلاصہ)

گدھے کی آواز کا تذکرہ ہو رہا ہے تو اس بارے میں ایک معلوماتی روایت پیش کی جاتی ہے۔ چنانچہ فرمانِ مصطفیٰ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَالْهُوَ أَكْبَرُ: ”جب تم مُرْغٍ کی آذان سُنُوتِ اللہ پاک سے فضل کی دُعا کرو یونکہ وہ فرشتے کو دیکھتا ہے۔ اور جب تم گدھے کا رینکنا (یعنی بولنا) سُنُوتِ شیطان سے اللہ پاک کی پناہ مانگو کیوں کو وہ شیطان کو دیکھتا ہے۔“ (بخاری ج ۲ ص ۴۰۵ حدیث ۲۳۰۳) مشاً یوں کہئے: **أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ**
(تيسیر شرح جامع صغیر ج ۱ ص ۱۰۷)

حضرت علام اسامی علیل حَقِّیٰ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ او پر بیان کی ہوئی آیتِ مبارکہ کے تعلق سے مزید لکھتے ہیں: اس سے چھینک کا مسئلہ (مَشْ - أَلَهُ) بھی واضح (یعنی ظاہر) ہو گیا کہ زور سے چھینکنا مکروہ (یعنی ناپسندیدہ) ہے، اسی لَهْلَمْ ہے کہ جتنا ممکن ہو آہستہ آواز سے چھینکنے کی کوشش کرے۔ (روح البیان ج ۷ ص ۸۸ ملخصاً) فرمانِ مصطفیٰ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَالْهُوَ أَكْبَرُ: ”زور سے چھینکنا شیطان کی طرف سے ہے۔“
(عمل الیوم واللیلة ص ۱۱۹ حدیث ۲۶۵) سر کارِ دواعِ مُنَاوِی رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَالْهُوَ أَكْبَرُ مسجد میں زور کی چھینک کو ناپسند فرماتے۔ (شعب الایمان ج ۷ ص ۲۲)

حضرت علام عبدالعزیز اوف مُنَاوِی رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ اس حدیث پاک کے بارے میں فرماتے ہیں: مطلب یہ ہے کہ



فَوْمَانٌ مُصْطَلِّهٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مجھ پر کثرت سے ڈرڈ پاک پڑھوبے تک تمہارا مجھ پر ڈرڈ پاک پڑھنا تمہارے گناہوں کیلئے مغفرت ہے۔ (ابن عساکر)

مسجد میں زور سے چھینکنا زیادہ مکروہ (یعنی سخت ناپسندیدہ) ہے اور مسجد کے علاوہ کم۔ (فیض القدیر ج ۳ ص ۳۱۱ تحت الحدیث ۷۱۵۶)

پارہ ۲ سوہنہ لفظ من آیت ۱۸ میں ارشاد الہی ہے: **وَلَا تُقْسِرْ حَدَّكَ لِلشَّائِ**

آسمان ترجمہ قرآن کنزُ العرفان: ”اور لوگوں سے بات کرتے وقت اپنا رخسار بڑھانے کر۔“

حضرت علامہ سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ اس مبارک آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

جب آدمی بات کریں تو انہیں (یعنی جس سے بات کر رہے ہیں ان کو) حقیر جان کران کی طرف سے رُخ پھیرنا، جیسا مُنتکبِرین (یعنی

مُغوروں) کا طریقہ ہے، اختیار نہ کرنا، غنی و نقیر (یعنی امیر و غریب) سب کے ساتھ بتواضع (یعنی عاجزی سے) پیش آنا۔ (خزانہ اعرافان ج ۱ ص ۷۱)

حضرت علامہ اسماعیل حنفی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح البیان میں لکھتے ہیں کہ سلام و کلام اور ملاقات کے وقت بطور

تواضع (یعنی عاجزی کے طور پر) اپنا پورا چہرہ لوگوں کے سامنے لا یئے، ان سے چہرہ نہ ہٹایے اور نہ اس کا کچھ حصہ چھپائیے،

مُنتکبِرین کی عادت ہوتی ہے کہ لوگوں کو ایسے ہی حقارت کی زگاہ سے دیکھتے ہیں اور فُقر او مساکین کو غصے سے دیکھتے ہیں،

بلکہ تمہارے ہاں امیر و غریب دونوں اچھے سُلُوك کے معاملے میں بُرا بُرہوں۔ (روح البیان ج ۷ ص ۸۴)

بازاری آنداز میں چلا چلا کر باتیں کرنے سے بچنا چاہئے کہ رسول پاک

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی بھی اس طرح باتیں نہیں کرتے تھے۔ آپ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گفتگو شریف میں آواز نہ زیادہ بلکہ ہوتی، نہ اتنی

دھیکی کہ سامنے والے کو سُننے میں دُشواری پیش آئے۔

اُمُّ الْمُؤْمِنِين (یعنی تمام مسلمانوں کی ماں) حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سر کار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صاف صاف گفتگو فرماتے، ہر

گفتگو انسان ہوئی۔ سُننے والا اُسے سمجھ لیتا تھا۔ (ابوداؤد ج ۴ ص ۳۴۳ حدیث ۴۸۳۹)

مِنْ وَالِّيٰ کی طرف چہرہ رکھنے

سَرْکَارِ وَالْمُسْلِمِ کی مَبَارِکَ

مِنْ گفتگو انسان ہوئی



سیر کار میں بارہ رات خادم اللہؐ، حضرت سیدنا اُس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کوئی بات فرماتے تو اس کو تین مرتبہ ذہراتے تاکہ اسے سمجھ لیا جائے۔ (بخاری ج ۱ ص ۵۲ حدیث ۹۵)

شرح حدیث: ”مرآت شریف“ میں ہے: یعنی مسائل بیان کرتے وقت ایک ایک مسئلہ تین بار فرماتے تاکہ لوگوں کے ذہن میں اُتر جائے، (یہاں) ہر کلام (تین بار ذہرا) مُراد نہیں۔ (مرآت ج ۱ ص ۱۹۴)

گفتگو مصطفے صراطِ ایمان جلد 7 صفحہ 502 پر ہے: سیرت کی کتابوں میں مذکور (یعنی بیان کیا گیا) ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت تیزی کے ساتھ جلدی جلدی گفتگو نہیں فرماتے تھے بلکہ ٹھہر ٹھہر کر کلام (یعنی بات چیت) فرماتے تھے اور آپ کا کلام اتنا صاف اور واضح ہوتا تھا کہ سُننے والے اس کو سمجھ کر یاد کر لیتے تھے اور اگر کوئی آہم بات ہوتی تو اس ٹھہر کو بھی بھی تین بارہ مرتبہ فرمادیتے تاکہ سُننے والے اس کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلا ضرورت گفتگو نہیں فرماتے تھے بلکہ اکثر خاموش ہی رہتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ”جامع کلمات“ کا مخزہ عطا کیا گیا تھا کہ مُختصر سے ٹھہر میں لمبی چوری بات کو بیان فرمادیا کرتے تھے۔

مشکان بولنے والا اوز بر (چٹکا) بولنے میں الگاظ سادہ اور صاف صاف ہونے چاہیں، مشکل الگاظ استعمال کرنے میں ہو سکتا ہے کہ اگلے پر آپ کی ”زبان دانی“ کی دھاک تو بیٹھ جائے مگر آپ کہنا کیا چاہ رہے ہیں وہ اُس کی سمجھ میں نہ آئے۔ میری اس بات کو اس ”فرضی پٹکا“ سے سمجھنے کی کوشش کیجیے: ایک بار وزیرِ زراعت و آب پاشی (یعنی MINISTER FOR IRRIGATION) ایک گاؤں کے دورے (یعنی VISIT) پر تھے، کسانوں کا ایک وفد (یعنی DELEGATION) ملنے آیا، ان لوگوں نے وزیر سے



فَمَنْ مُصْطَلِّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: جو مجھ پر ایک دن میں 50 بار دُڑوپاک پڑھے قیامت کے دن میں اس سے مصافحہ کروں (یعنی باختملاؤں) گا۔ (ابن بکری)

اجازت لینے کے لئے ایک کسان کو اندر بھیجا، وزیر صاحب نے سراٹھا کر دیکھا اور پوچھا: ”تمہاری کشت زار پر امسال تقاضہ امطار ہوا یا نہیں؟“ ان پڑھ کسان (FARMER) نے جب یہ جملہ سنا تو فوراً بہر نکل آیا اور ساتھیوں سے کہنے لگا: ”وزیر صاحب تلاوت فرمائے ہیں۔“

اے عاشقانِ رسول! وزیر صاحب اگر مُشکل زبان نہ بولتے تو کسان پر بیشان نہ ہوتا، حالانکہ وہ تلاوت نہیں تھی، بات ذرا بنا سجا کر پیش کی گئی تھی، وزیر کے جملے کا معنی ہے: ”تمہارے کھیت پر اس سال بارش ہوئی یا نہیں؟“ لہذا جب بھی کسی سے بات چیت کریں یا تقریر و بیان فرمائیں یا مضمون و کتاب وغیرہ لکھنے کی ترکیب کریں تو منہ پڑھنے والوں کی سمجھ میں آسکیں ایسے الگاظ استعمال کرنے کی کوشش فرمائیں۔

سب سے زیادہ جہنم میں جائز والی دو چیزوں میں

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! زبان کو قابو میں رکھنا بہت ضروری ہے، بے شمار لوگ ایسے بھی ہوں گے جو صرف زبان کی وجہ سے جہنم میں داخل ہوں گے، حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: سرکارِ دُو عَالَمَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے پوچھا گیا کیون سا عمل لوگوں کو کثرت سے جنت میں داخل کرے گا؟ آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: وَهَتَّقَوَى اور اچھا اخلاق ہے۔ اور پوچھا گیا: کیا چیز لوگوں کو کثرت سے جہنم میں داخل کرے گی؟ فرمایا: ”دو چیزیں: مُنْهَى اور شَرْمَ گاہ۔“ (ابن ماجہ ج ۴ ص ۴۸۹ حدیث ۴۲۶)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مَدْنَى آقا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ”اللَّهُ ۝ پاک نے جس کو جبڑوں کے درمیان اور ظانگوں کے درمیان والی چیزوں (یعنی مُنْهَى اور شَرْمَ گاہ) کی برائی سے بچا لیا وہ جنت میں داخل ہوگا۔“ (ترمذی ج ۴ ص ۱۸۴ حدیث ۲۴۱۷)



فَوْمَانُ مُصْطَلِّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰيهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: بروز قیامت لوگوں میں سے میرے قریب تر وہ ہوگا جس نے دنیا میں مجھ پر زیادہ درود پاک پڑھے ہوں گے۔ (ترمذی) (تزمی)

جنت کی ضمانت

جو اپنے منہ اور شرم گاہ کی حفاظت کرے یعنی ان کا خلاف شریعت استعمال نہ کرے وہ جتنی ہے۔ چنانچہ صحابی رسول، حضرت سیدنا شہل بن سعید رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے، سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”جو مجھا پنے بجڑوں اور ٹانگوں کے درمیان والی چیزوں (یعنی منہ اور شرم گاہ) کی ضمانت (GUARANTEE) دے میں اُسے جنت کی ضمانت (یعنی گارنٹی) دیتا ہوں۔“ (بخاری ج ۴ ص ۲۴۰ حديث ۶۴۷۴) یعنی منہ اور شرم گاہ کو شریعت کی منع کی ہوئی چیزوں سے بچانے پر جنت کا وعدہ ہے۔

80% گناہ زبان سے ہوتے ہیں

دو بجڑوں کے درمیان کی چیز زبان اور تالوں وغیرہ ہے اور دوپاؤں کے پیچ کی چیز شرم گاہ ہے یعنی اپنی زبان کو جھوٹ غیبت ناجائز باتیں کرنے سے بچائے، اپنے منہ کو حرام غذا سے محفوظ رکھے، اپنی شرم گاہ کو بدکاری کے قریب نہ جانے دے۔ ظاہر بات ہے کہ ایسا مسلمان مُتّقٰ (یعنی پرہیزگار) ہوگا۔ خیال رہے کہ تقریباً آسی (80) فی صدی (یعنی زیادہ تر) گناہ زبان سے ہوتے ہیں۔ جو اپنی زبان کی حفاظت کرے تو وہ چوری ڈکیتی قتل بھی نہیں کرتا، انسان جُنم جب ہی کرتا ہے جب وہ جھوٹ بولنے پر آمادہ (یعنی بیمار) ہو جائے کہ اگر پکڑا گیا تو میں انکار کر دوں گا۔ جھوٹ تمام گناہوں کی جڑ ہے۔ خیال رہے کہ حُضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی یہ ضمانت (یعنی گارنٹی) تاقیامت انسانوں کے لیے ہے اور حُضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ضمانت خدا کی ضمانت (یعنی گارنٹی) ہے۔ (مرآت ج ۲ ص ۴۴۷ تخریج)

زبان سے تمام اعضاء کی بجا

صحابی نبی حضرت سیدنا ابو سعید خُدرا رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”جب انسان بُخ کرتا ہے تو اس کے اعضا (یعنی بدن کے حصے) جھک کر زبان سے کہتے ہیں: ہمارے بارے میں اللہ پاک سے ڈر! کیونکہ ہم تجھ سے متعلق ہیں، اگر تو سیدھی رہے گی، ہم بھی سیدھے رہیں گے اور اگر تو طیز ہوگی ہم بھی طیز ہے ہو جائیں گے۔“ (ترمذی ج ۴ ص ۱۸۳ حديث ۲۴۱۵)



پیارے پیارے اسلامی بھائیو! اگر ہم نے زبان کا صحیح استعمال کیا تو اس کا جو

کچھ فائدہ ہو گا وہ جنم کے سارے آعضا (PARTS) پائیں گے اور اگر یہ سیدھی

نہ چلی کسی کو گالی وغیرہ دے دی تو زبان کو کوئی تکلیف ہو یا نہ ہو پٹائی بدن کے

دیگر اعضا (یعنی حصوں) کی ہوگی۔ زبان کی احتیاط کا ذہن بنانے کیلئے دعوتِ اسلامی کے دینی ماحول سے ہر دم وابستہ

رہئے اللہ کریم توفیق دے تو ماہِ رمضان المبارک میں دعوتِ اسلامی والے عاشقان رسول کے ساتھِ اعتکاف کی

سعادت حاصل کیجئے سب سخن اللہ! اعتکاف کی بھی کیا خوب برکتیں ہیں! آئیے! ایک "مدنی بہار" آپ کے گوش گزار

کروں۔ ضلعِ منڈی بہار الدین (پنجاب) کے ایک اسلامی بھائی کی بیان کردہ تفصیلات کے مطابق وہ دعوتِ اسلامی کے

دینی ماحول میں آنے سے پہلے معاذ اللہ شاشا کیا کرتے تھے، شراب اور چیز کی ایسی لٹ لگ چکی تھی کہ نشا اور چیزیں

خریدنے کے لئے چوری اور ڈیکھتی بھی شروع کر دی تھی جس کی وجہ سے ان کے گھر، بلکہ علاقے والے بھی پریشان تھے۔

ان کا سُدھرنے کی منزل کی طرف سفر اس طرح شروع ہوا کہ انہیں رمضان کے برکت والے مہینے میں دعوتِ اسلامی کے

عاشقانِ رسول کے ساتھ سنتِ اعتکاف کی سعادت حاصل ہوگی، اعتکاف میں اچھی تھجت بھی ملی اور کتاب "فیضانِ

سنت" کا مطالعہ بھی کرتے رہے۔ کچھ غرے سے بعد انہیں "منڈی بہار الدین" میں قائم دعوتِ اسلامی کے مدنی مرکز

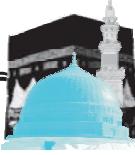
"فیضانِ مدینہ" میں ہونے والے ہفتہ وار اجتماع میں شرکت کا موقع ملا جہاں اسلامی ہلیے میں موجود عاشقانِ رسول کی

کثیر تعداد دیکھ کر دل کی حالت بدلنے لگی۔ ایک ہفتے بعد مقررہ وقت پر یہ پھر ہفتہ وار اجتماع میں پہنچ گئے اور بیان سننے

لگے، بیان میں کچھ ایسا آخر تھا کہ ان کے دل کی دُنیا زیر و زبر ہو گئی اور یہ اپنے گناہوں سے توبہ کر کے ہی گھر لوٹے۔ وہ نہ

صرف پانچ وقت کی فرض نمازوں کی پابندی کرنے لگے بلکہ ان کے چہرے پر ایک مُمُھیٰ داڑھی بھی سچ گئی اور ان کا لباس بھی

ستنوں کے سانچے میں ڈھل گیا۔ اللہ حمد للہ الکریم انہیں دعوتِ اسلامی کے مدنی قافلوں میں عاشقانِ رسول کے



فَرْمَانٌ مُصْطَفَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: شبِّ بُحْر اور روزِ محمدؐ پر درود کی کشتم کر لیا کرو جو ایسا کرے گا قیامت کے دن میں اس کا شیق و گواہ ہوں گا۔ (شعب الایمان)

ساتھ سفر کر کے نیکی کی دعوت کی دھو میں مچانے کا موقع بھی ملا۔

إِنَّ شَاءَ اللَّهُ بِهَايَ سُدُّهُرَ جَاؤَكَ، مَدْنِي مَاحُولَ مِنْ كَرْتُمَ اعْتِكَافَ

عَرَضِ عَصَيَانَ سَمِّيَّ چُبُكَارَتِمَّاَوَّكَ، مَدْنِي مَاحُولَ مِنْ كَرْتُمَ اعْتِكَافَ (وسائل بخشش ص ۶۴)

صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَى الْحَبِيبِ صَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ

مسلمانوں کے چوتھے خلیفہ، حضرت سیدنا مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں ایسے بالا خانے (یعنی اپنے اپنے مکانات) ہیں جن کے باہری حصے اندر سے اور اندر کے حصے باہر سے نظر آتے ہیں۔ ایک اُغرا بی (یعنی گاؤں کے رہنے والے صاحب) نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ کس کے لئے ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو اچھی نفتگو کرے، کھانا کھائے، ہمیشہ روزے رکھے اور رات کو نماز ادا کرے جب لوگ سوئے ہوئے ہوں۔“ (ترمذی ج ۳ ص ۳۹۶ حدیث ۱۹۹۱)

اچھی بات کرنا اچپ رہنے سے افضل ہے اور اچپ رہنا افضل بات کہنے سے افضل جب کہ بُری بات کہنا تو بُرا ہی بُرًا ہے اور اچھی بات صدقہ ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اچھی بات صدقہ ہے۔“ (بخاری ج ۲ ص ۳۰۶ حدیث ۲۹۸۹)

یہاں ”صدقہ“ سے مراد ”صدقہ کا ثواب ملنا“ ہے۔ فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم: ہر بھلائی صدقہ ہے۔ (بخاری ج ۴ ص ۱۰۵ حدیث ۶۰۲۱) شریح حدیث: یعنی صدقہ

صرف مال ہی سے نہیں ہوتا بلکہ ہر معمولی (یعنی چھوٹی سے چھوٹی) نیکی (بھی) اگر اخلاص سے کی جائے تو اس پر صدقہ کا



فَرْمَانٌ مُصْطَلَّهٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: جو مجھ پر ایک بار درود پڑتا ہے اللہ پاک اس کیلئے ایک قبراطاً اجر لکھتا ہے اور قبراطاً اخذ پہرا جتنا ہے۔ (عبد الرزاق)

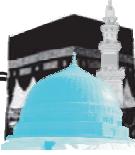
(مراتج ۳۳ ص ۹۵)

ثواب ملتا ہے حتیٰ کہ مسلمان بھائی سے میٹھی اور زرم باتیں کرنا بھی صدقہ ہے۔

ایسی کوئی بھی فائدہ مند بات ترک نہ کرے (یعنی آہوری نہ چھوڑے) جس کے متعلق جانتا ہو کہ حاضرین اُس کیلئے دوسری مجلس (یعنی نشست) کے محتاج (یعنی شرورت مند) ہوں گے (آخر ض فوراً پوری بات بتادے، یہ نہ کہے کہ باقی آئندہ بتاؤں گا) کیونکہ (بتانے والے کا اور جس کو بتانا ہے اُس کے) دوسری مجلس تک زندہ رہنے کا کوئی بھروسہ نہیں۔ (اصلاح اعمال ص ۳۶۰، الحدیقة الندية ج ۱ ص ۹۵)

صحابی رسول حضرت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مرنی آقاصی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ”بیشک تم میں سے مجھے سب سے زیادہ پیارے اور قیامت کے دن میرے نزدیک تروہ لوگ ہوں گے جو تم میں سے زیادہ اپنے اخلاق والے ہیں۔ اور تم میں سے مجھے سب سے زیادہ تائپند اور قیامت کے دن مجھ سے زیادہ ذوروہ لوگ ہوں گے جو بڑے اخلاق والے ہیں، جو زیادہ بتیں کرنے والے مونہ پھٹ، باچھیں کھول کر اور مونہ بھر کر بتیں کرنے والے ہیں۔“ (شعب الایمان ج ۶ ص ۲۳۴ حدیث ۷۹۸۹)

حضرت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث پاک کی شرح میں فرماتے ہیں: کیونکہ اپنے اخلاق والا آدمی اکثر نیک اعمال زیادہ کرتا ہے گناہ اس سے کم تر زد ہوتے ہیں۔ دیانت داری (یعنی ایمان داری، آمانت داری، سچائی)، وعده پورا کرنا، معااملات (یعنی لین دین وغیرہ) کا ذریشت ہونا سب ہی خوش خلق (یعنی اپنے اخلاق) میں داخل ہیں۔ اور بد خلق (یعنی بد اخلاق لوگ) اکثر بد عمل ہوتے ہیں، بد خلق (یعنی بد اخلاقی) خود بھی بد عملی ہے اور بہت سی بد عملیوں کا ذریعہ۔ جھوٹ، (امانت میں) خیانت، وعده خلافی، بد معااملگی (یعنی لین دین میں ہیرا پھیری وغیرہ) سب ہی بد اخلاقی کی شاخیں (BRANCHES) ہیں۔ (مراۃ المناجیح ج ۴ ص ۴۳۶ ملتحماً)



فَوْلَانٌ مُصْطَلِّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: جب تم رسولوں پر درود پڑھو تو مجھ پر بھی پڑھو، بے شک میں تمام جہاںوں کے رب کا رسول ہوں۔

اے عاشقانِ رسول! زبان کی حفاظت بہت ضروری ہے کیونکہ سب سے زیادہ فسادات و نقصانات اسی سے ظاہر ہوتے ہیں۔ صحابی رسول حضرت سیدنا مسیحان بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک بار دربار

رسالت میں عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ میرے لئے سب سے زیادہ خطرناک و نقصان دہ چیز کسے قرار دیتے ہیں؟ تو سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک پکڑی پھر فرمایا: ”اسے۔“ (ترمذی ج ۴ ص ۱۸۴ حدیث ۲۴۱۸)

حضرت علامہ عبدالوہاب شعراوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے شیخ افضل الدین رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے سنا کہ کان شیشے کی طرح اور فضول کلام پتھروں کی طرح ہے، جب بھی اس شیشے میں پتھر پھینکے

جائیں تو شیشہ ٹوٹ کر چورا چورا ہو جائے گا۔

(المن کبری ص ۵۴۷)

کہا جاتا ہے: ”زبان میں بڑی نہیں مگر بڑیاں تڑوادیتی ہے، زبان تلوار نہیں مگر خون بہادیتی ہے۔“ کسی نے کتنی خوب صورت بات کہی ہے: ”جن باتوں پر جھگڑا کر کے لوگ منوں میٹی تلے جاسوئے ہیں اُن ہی باتوں پر بلکی سی میٹی ڈال کر دُنیا میں پُر سکون زندگی گزاری جاسکتی ہے۔“

تابعی بزرگ حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص کسی کو گدھا (DONKEY) یا خنزیر (PIG) کہہ کر پکارے گا تو قیامت کے دن اُس (پکارنے والے) سے پوچھا جائے گا:

بتا! کیا میں نے اسے گدھا بنایا تھا؟ بتا! کیا میں نے اسے خنزیر پیدا کیا تھا؟

(احیاء العلوم (اردو) ج ۳ ص ۴۹۴، احیاء العلوم ج ۳ ص ۲۰۰)



اے عاشقانِ رسول! مسلمان کو بُرے نام سے پکارنا حکمِ قرآنی مُمْثُل ہے۔ اللہ پاک پارہ 26 سورہ الحجرات آیت 11 میں فرماتا ہے:

مسلمان کو بُرے لقب سے پکارنا گناہ ہے

﴿وَلَا تَنَبِّرُوا بِالْأَلْقَابِ﴾ آسمان ترجمہ قرآن کنز العِرْفَان: ”اور ایک دوسرے کے بُرے نام نہ رکھو،“ معلوم ہوا مسلمان کا بُرے نام رکھنا مُمْثُل ہے، مُفسرین کرام نے جدا جد الفاظ میں اس آیت مبارکہ کی وضاحت فرمائی ہے ان میں سے صراطِ اچھاں جلد 9 صفحہ 431 تا 432 سے دو اضافیں پیش خدمت ہیں: ۱) بعض علماء نے فرمایا کہ اس سے وہ آلقاب فرمایا: بُرے نام رکھنے سے مراد کسی مسلمان کو کتنا، یا گدھا، یا سُور کہنا ہے۔ ۲) بعض علماء نے فرمایا کہ اس سے وہ آلقاب (TITLES) مراد ہیں جن سے مسلمان کی بُرائی نکلتی ہو اور اُس کو ناگوار ہو (لیکن تعریف کے آلقاب جو سچے ہوں ممنوع نہیں، جیسے کہ (مسلمانوں کے پہلے غایفہ) حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا لقب تَقِیٰ اور (دوسرے خلیفہ) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فاروق اور (تیسرا خلیفہ) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ذُؤالثُورین اور (چوتھے خلیفہ) حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ابو تراب اور (صحابی رسول) حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا سَیفُ اللہ تھا) اور جو آلقاب گویا کہ نام بن گئے اور آلقاب والے کو ناگوار نہیں وہ آلقاب بھی ممنوع نہیں، جیسے (مشہور محدثین) اعمش (یعنی کمزور نظر والا) اور اغْرِج (یعنی ایک پاؤں سے مَعْذُور) وغیرہ۔ (خازن ج ۴، ص ۱۷۰)

الله پاک کے پیارے پیارے آخری نبی، محمد عزیزی صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: جس کسی نے مسلمان کو اس کے نام کے علاوہ کسی لفظ (یعنی بُرے نام) سے پکارا اُس پر فرشتے لکنت کرتے (جامع صغیر ص ۵۲۵ حدیث ۸۶۶۶)

فرشته لعنت بی صحیح ہیں

شرح حدیث: حضرت علامہ عبد الرؤوف مُناوی رحمۃ اللہ علیہ (وفات: 1031 ھجری) بیان فرماتے ہیں: ”اس کے لئے فرشتے لکنت کرتے ہیں“ کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان کو بُرے نام سے پکارنے والے کیلئے فرشتے نیک لوگوں



کے مقام و مرتبے سے محرومی کی دعا کرتے ہیں۔ جب کہ نام کے علاوہ کسی اور لفظ سے پکارنے سے مراد یہ ہو سکتی ہے کہ ایسے نام (یا لقب) سے پکارنا جو اسے بُرا لگے ہاں اگر ایسے لفاظ سے پکارا جو بُرے نہ لگتے ہوں تو حرج نہیں، جیسے ”کسی کو اُس کے اصل نام کے بجائے اے عبدُ الله!“ (اے بھائی!) وغیرہ کہہ کر پکارنا۔ (خلاصہ: فیض القدیر ج ۶ ص ۱۳۳ تحت الحدیث ۸۶۶۶)

پچھوں سے ھی پچھوں لئے صحابی نبی حضرت عبدُ الله بن عامر رضی اللہ عنہ (اپنے بچپن شریف کا واقعہ بیان کرتے ہوئے) فرماتے ہیں کہ نبی کریم صَلَّی اللَّہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ایک دن ہمارے گھر تشریف فرماتھے کہ میری امی میں تمہیں کچھ دوں گی۔ رسول اکرم صَلَّی اللَّہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے (میری امی جان سے) پوچھا: ”تم نے اسے کیا دینے کا ارادہ کیا ہے؟“ انہوں نے عرض کی: ”میں اسے کچھ دوں گی۔“ آپ صَلَّی اللَّہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ”اگر تم اسے کچھ نہ دیتیں تو تمہارا ایک جھوٹ لکھ دیا جاتا۔“

(ابوداؤد ج ۴ ص ۳۸۷ حدیث ۴۹۹۱)

حضرت عبدُ الله بن عامر کا ذکر خیر آئیے! یہ روایت بیان کرنے والے صحابی نبی حضرت عبدُ الله بن عامر رضی اللہ عنہ کے مبارک حالات سُنتے ہیں، آپ کا نام مبارک: عبدُ الله بن عامر ابن کُرَیْزَہ، آپ قریشی ہیں، مسلمانوں کے تیرے غلیقہ، حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ماموں زاد بھائی ہیں۔ ولادت (یعنی BIRTH) کے بعد انہیں سرکار دو عالم صَلَّی اللَّہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں لا یا گیا آپ نے ان پر دام کیا۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں بصرے اور خراسان کے گورنر ہے، حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے آپ کو اس عہدے پر قائم رکھا، مہرِ بصرہ آپ نے ہی کھدوائی، بڑے تھی تھے۔ 58 ہجری میں وفات پائی۔

(الاصابہ لابن حجر ج ۰ ص ۱۱۵)



صحابی نبی حضرت عبد اللہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے تابعی بزرگ حضرت خالد بن عقبہ

زَهْمَةَ اللَّهِ عَلَيْهِ سے ان کا بازار والا مکان 70 یا 80 ہزار دلار میں خریدا۔ رات ہوئی تو

حضرت خالد زَهْمَةَ اللَّهِ عَلَيْهِ کے گھر والوں کے رونے کی آواز سنی، تو اپنے گھر والوں سے

پوچھا: یہ کیوں رو رہے ہیں؟ انہوں نے کہا: مکان کے فروخت (یعنی SALE) ہو جانے کی وجہ سے۔ تو (آپ رضی اللہ عنہ

کا دریائے سخاوت جوش میں آیا اور) اپنے غلام سے فرمایا: اے غلام! حضرت خالد بن عقبہ کے پاس جا کر کہو: تم مکان بھی

اور اس کی جو رقم طے ہوئی وہ بھی اپنے پاس رکھ لو۔ (شعب الایمان ج ۷ ص ۴۳۸ قول نمبر ۱۰۸۸۷) اللہ رب العزت کی ان

پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

أَمِينٌ بِجَاهِ خَاتَمِ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

صلوٰعَلٰی الحَبِيبِ صَلَّى اللَّهُ عَلَیٖ مُحَمَّدٍ

صحابہ وآلہ بیت علیہم الرضوان کی محبت بڑھانے، مسلمانوں کے

نام لگاؤنے سے بچنے کا ذہن بنانے اور بچوں کے ساتھ بھی ہمیشہ سچ

بولنے کی عادت اپنانے کا جذبہ پانے کیلئے دعوتِ اسلامی کے مدنی

قافوں کے مسافر بنئے۔ دعوتِ اسلامی کے دینی ماحول کی برکت سے ایک ماں باپ کے نافرمان نوجوان کی اصلاح

ہو جانے کی ایک "سمانی بہار" سُنْتَه اور جھومنَه: جھنگ، پنجاب کے ایک نوجوان پہلے پہل بے نمازی اور ماں باپ کے

نافرمان تھے، یوں یہ اللہ پاک کا بھی اور بندوں کا بھی حق ضائع کر رہے تھے۔ ایک مرتبہ ان کے والد صاحب کی دکان

پر ایک رشتہ دار ملاقات کے لئے آئے جو دعوتِ اسلامی کے دینی ماحول سے تعلق رکھتے تھے۔ اس وقت یہ بھی وہاں

موجود تھے، ان اسلامی بھائی نے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں شرکت کی دعوت پیش کی جو



انہوں نے قبول کر لی اور جمعرات کو اجتماع میں شریک ہو گئے۔ انہیں اجتماع میں کچھ ایسا روحانی سکون نصیب ہوا کہ پھر باقاعدہ ہر جمعرات کو اجتماع میں شرکت کرنا ان کا معمول بن گیا۔ اتنا ہی نہیں، ریشنٹ دار اسلامی بھائی کی انفرادی کوشش کی بدولت انہوں نے سنتیں سیکھنے سکھا نے کہ تین دن کے مدنی قافلے میں بھی سفر کی سعادت حاصل کی۔ مدنی قافلے میں عاشقانِ رسول نے انہیں تربیتی کورس کرنے کا زہن دیا۔ جب یہ مدنی قافلے سے گھر لوٹے تو مان باپ کی نافرمانیوں پر شرمزندہ تھے، انہوں نے ماں باپ کے قدموں میں بیٹھ کر روتے ہوئے ان سے معافی مانگی، انہوں نے بھی شفقت کرتے ہوئے انہیں معاف کر دیا۔ اس کے بعد انہوں نے ماں باپ سے عرض کی: زندگی بہت تھوڑی ہے، نہ جانے کب ختم ہو جائے! میں جیتے جی عالم دین سیکھنا چاہتا ہوں، اس طرح کی گفتگو کر کے انہوں نے تربیتی کورس کے لئے ماں باپ کو راضی کر لیا اور اجازت ملنے پر خوشی خوشی اپنا سامان اٹھا کر تربیتی کورس میں شریک ہو گئے جہاں انہیں بہت کچھ سیکھنے کو ملا۔ ان کی زندگی کا آنداز کچھ ایسا بدلا کہ جو پہلے والدین کی نافرمانی کرتے تھے، اب گھر سے لکھنے سے پہلے ان کے قدم چوتے۔ پھر انہوں نے فرض علموم کورس بھی کیا، بڑھتے بڑھتے انہیں دعوتِ اسلامی کے تنظیمی سیٹ اپ میں حلقة مشاورت کے نگران کی ذمے داری بھی ملی۔ اللہ رب العزت انہیں اور ہمیں دعوتِ اسلامی کے دینی ماحول میں استقامت نصیب فرمائے۔

أَمِينٍ بِجَاهِ خَاتَمِ النَّبِيِّنِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اللہ کرم ایسا کرے تھوڑے جہاں میں اے دعوتِ اسلامی تری دھوم بھی ہو
صَلُوَاعَلَى الْحَبِيبِ صَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ

**پچھو کو جھوٹا
بہلا وادیتیا** تابعی بزرگ حضرت امام ججاید رحیمه اللہ علیہ فرماتے ہیں: گفتگو (اعمال نامے میں) لکھی جاتی ہے حتیٰ کہ ایک شخص اپنے بیٹے کو چوپ کرانے کے لئے کہتا ہے: میں تمہارے لئے فلاں فلاں چیزیں خریدوں گا (حالانکہ خریدنے کی نیت نہیں ہوتی) تو اُسے جھوٹا لکھا جاتا ہے۔

(احیاء العلوم (اردو) ج ۳ ص ۳۵۰، احیاء العلوم ج ۳ ص ۱۴۲)



بچوں کو پھنسانے کیلئے محتاط طریقہ اختیار کیجئے

افسوس! آج کل بچوں کو بہلانے کیلئے بکثرت جھوٹ بولے جاتے ہیں، مثلاً نیت نہ ہونے کے باوجود کہا جاتا ہے: تمہیں کھلونے، جھولا، ٹافیاں، فُل ایسٹ لا کر دیں گے، فُل ایش پکا کر کھلائیں گے، فُل جگہ سیر کرنا (یعنی گھمانے پھرانے) لے جائیں گے وغیرہ وغیرہ۔ ہمارا سچا اللہ اپنے سچے حبیب امین بجاہ خاتم النبیین صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَالْوَسْلَمُ کے طفیل ہمیشہ سچ بولنے کی توفیق عطا فرمائے۔

زبان سنبھالنے والے کے عمل بھی بھل جاتے ہیں

حضرت یُوسُف بن عَبْدِ رَحْمَةِ اللَّهِ عَلَيْهِ فرمایا: ”جو شخص زبان کو سنبھال کر استعمال کرتا ہے میں اُس کو نیک اعمال کرتے دیکھتا ہوں۔“ (الصیت مع موسوعة للامام ابن ابی الدنياج ۷ ص ۶۳ قول نمبر ۶۰)

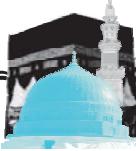
پیارے پیارے اسلامی بھائیو! جو کوئی زبان کو بے سوچ سمجھے قنچی کی طرح چلاتا ہے اُس سے پھر جھوٹ، غبیبت سب کچھ صادر ہوتا رہتا ہے، زیادہ بولنے والے کا انکی مذاق سے بچنا بھی مشکل ہوتا ہے، اور انکی مذاق میں جھوٹ کی آمیزش (یعنی ملاوٹ) بھی ہوتی ہے۔ یاد رکھئے! مذاق میں بھی جھوٹ جائز نہیں۔

مذاق میں جھوٹ بولنے والے سرکار صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَالْوَسْلَمُ کی ناراضی

فرمان مصطفیٰ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَالْوَسْلَمُ: ہلاکت ہے اُس کے لیے جو بات کرتا ہے اور لوگوں کو بہنانے کے لیے جھوٹ بولتا ہے، اُس کے لیے ہلاکت ہے، اُس کے لیے ہلاکت ہے۔ (ترمذی ج ۴، ص ۱۴۲ حدیث ۲۳۲۲)

جہنم کی کہانی میں کرتا ہے

فرمان آخری نبی صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَالْوَسْلَمُ: ”بندہ بات کرتا ہے اور رخض (یعنی صرف) اس لیے کرتا ہے کہ لوگوں کو بہنائے! اس کی وجہ سے جہنم کی اتنی گہرائی میں گرتا ہے جو آسمان و زمین کے درمیان کے فاصلے سے زیادہ ہے اور زبان کی وجہ سے جتنی لغوش ہوتی ہے وہ اس سے کہیں زیادہ ہے جتنی



(شعب الایمان ج، ص ۲۱۳ حدیث ۴۸۳۲)

قدم سے لغزش ہوتی ہے۔“

حضرت علام عبد الرزاق وف معاوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہاں ہنسانے والی بات سے مراد ایسی بات ہے جس میں غیبت، ایذاء مسلم (یعنی مسلمان کو تکلیف دینے) (یا کوئی گناہ) کا پہلو پایا جائے ورنہ

(فیض القدیر ج ۲ ص ۴۲۵ تحت الحدیث ۱۹۸۴)

مُخْضٌ مِزاجٌ وَالٰٰ بَاتٌ پَرِيهٌ وَعِيدٌ نَّبِيِّنَ ہے۔

”مرآت“ جلد ۶ صفحہ ۴۶۳ پر ہے: اس فرمانِ عالی سے آج کل کے مُخترے (یعنی کامیڈیں) وغیرہ عبرت پکٹریں جو لوگوں کو ہنسا کر گزارہ کرتے ہیں، جن کی کمائی لوگوں کی

ہنسائی ہے۔ اس حصہ حدیث: ”زبان کی وجہ سے جتنی لغزش.....“ کے تخت ہے: ”پاؤں کی پھسلن سے زبان کی لغزش (یعنی پھسلن) زیادہ خطرناک ہے کہ پاؤں کی لغزش (یعنی پھسلن) سے بدن چوٹ کھاتا ہے مگر زبان کی لغزش (یعنی پھسلن) سے دل، جان، ایمانِ رُحْمَی ہوتا ہے۔ زبان کی لغزش (یعنی پھسلن) سے ہی قتل و خون ہوتے ہیں، زبان ہی کی لغزش سے انسان کافروں بے دین ہو جاتا ہے، ایلیس (یعنی شیطان) اپنی زبان کی لغزش کی تسریاً اب تک پار ہا ہے۔“

کامیڈیں کامداقِ مُختری کا شو (SHOW) مجموعی طور پر ناجائز ہے کہ اس میں دیگر لوگوں کا مذاقِ اڑانا یاد کیجئے والوں کو مذاقِ اڑانے کی تعلیم اور کئی لوگوں کی دل آزاری پائی جاتی ہے، یونہی فُرش (یعنی بے حیائی والی حرکتوں) کا استعمال بھی اشارے کنائے میں موجود ہوتا ہے، فکس (FIX) افراد کی غیبت یا ان کی مجبوریوں کا مذاقِ اڑانا بھی عام ہوتا ہے، جو موجود ہوں ان کی اور غائب ہوں ان کی شکل و صورت کا مذاقِ اڑانا بھی پایا جاتا ہے اور غیبت کے ساتھ ساتھ بہتان کی صورتیں بھی پیش آتی رہتی ہیں۔ کئی موقع پر تو معاذ الدّلّه کُفر بھی تہزاد ہو رہا ہوتا ہے۔ اگر فرض ان تمام امور سے خالی ہونا بہت مشکل ہے اس لیے ایسے پروگرام پر ناجائز کا حکم ہو گا۔ ایسا شو کرنا، کروانا، دیکھنا، دکھانا، اس کی اجرت لینا دینا، اس کی ویڈیو، آڈیو زندگانی، لوگ دیکھیں



فَرْمَانٌ مُصْطَلَّهٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: جس نے مجھ پر صحیح دشام وسیں بارڈروپاک پڑھائے قیامت کے دن بیرخ خفاعت ملے گی۔

سُینیں اس کے لئے وائرل کرنا وغیرہ حرام و جہنم میں لے جانے والے کام ہیں۔

صلوٰعَلِ الْحَبِيبِ صَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ

مکی مدنی آقا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ہر چیز میں اطمینان سے کام کرنا اچھا ہے، سوائے آخرت کے کاموں میں۔

(ابوداؤد ج ۴ ص ۳۳۵ حدیث ۴۸۱)

بِآخْرَتِكَ كَامِلٌ جَلْدِيَ كَرِنِي پُجَاهِمْ

شرح حدیث: یعنی دُنیاوی کام میں دیر لگانا اچھا ہے کہ ممکن ہے وہ کام خراب ہو اور دیر لگانے میں اس کی خرابی معلوم ہو جائے اور ہم اس سے باز رہیں مگر آخرت کا کام تو اچھا ہی اچھا ہے اسے موقع (CHANCE) ملتے ہی کر لو کہ دیر لگانے میں شاید موقع جاتا رہے۔ بہت دیکھا گیا کہ بعض کو (جب حج کا) موقع ملا (اُس وقت) نہ کیا پھر نہ کر سکے۔ اللہ پاک فرماتا ہے: فَاسْتِيقْوَا الْخَيْرَاتِ (ترجمہ: بھلائیوں میں جلدی کرو) (پ ۲، البقرۃ: ۱۴۸) شیطان کا رخیر (یعنی نیک کام) میں دیر لگوا کر آخر میں اس سے روک دیتا ہے۔

حضرت امام ابو حمید محمد بن محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: رہبان کا بولنا جسم کے تمام اعضا (یعنی PARTS) پر اثر انداز ہوتا ہے، اچھا بولے تو توفیق الہی اور بُرُّ بولے تو ذلت و رسوائی۔ (منهج العابدین (اردو) ص ۴۲، منهج العابدین ص ۶۵)

اچھا بولنا توفیق ملِ ای اور... دین

کسی نے کہا ہے: حیالوں کی حفاظت کرو یہ آلفاظ بن جاتے ہیں، دین الفاظ کی حفاظت کرو یہ اعمال بن جاتے ہیں، اعمال کی حفاظت کرو یہ کردار بن جاتے ہیں، کردار کی حفاظت کرو یہ پہچان بن جاتے ہیں۔



اپنی زبان دوسروں کے عیبوں سے آلوہ نہ کرو کیوں کہ عیب تمہارے بھی ہیں اور زبانیں دوسرا لے لوگوں کے پاس بھی۔

مسلمانوں کے پہلے خلیفہ، حضرت سیدنا صدیقؓ اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”اُس بات میں کوئی بھلائی نہیں جس کا مقصد اللہ پاک کو راضی کرنا نہ ہو۔“

(جلیلۃ الاولیاء ج ۱ ص ۷۱ قول نمبر ۸۲)

ہونٹوں سے ”شش شی“ کی آواز نکال کر کسی کو بلانا یا مُتَوَجِّه کرنا اچھا آندراز نہیں، معلوم ہونے کی صورت میں بہتر یہ ہے کہ نام یا گنیت (گن۔ یت) سے پکارے کہ سنّت ہے، اگر نام معلوم نہ ہو تو اس مقام کے عُرف کے مطابق مہذب آندراز والفاظ میں پکارا جائے۔ جب بھی کسی مسلمان کو پکارا جائے تو اس کا دل خوش کرنے کا ثواب کمانے کی نیت کے ساتھ اچھے میں اچھا آندراز ہو اور نام بھی پورا لیا جائے نیز موقع کی مناسبت سے آخر میں لفظ ”بھائی“ یا ”صاحب“ وغیرہ کا بھی اضافہ ہو، حج کیا ہے تو ” حاجی“ کا لفظ بھی شامل کر لیا جائے۔

کسی کے پکارنے پر جس کو پکارا گیا اس کیلئے بہتر ہے کہ وہ ”لبیک“ (یعنی میں حاضر ہوں) کہے۔ تاہم موقع محل دیکھ لیا جائے ایسا نہ ہو کہ آپ کے ”لبیک“ کہنے سے سامنے والا کنفیوز ہو جو باللبیک کہنا

جائے۔ الحمد لله الکریم دعوتِ اسلامی کے دینی ماحول میں کسی کی پکار پر بعض اوقات جواباً ”لبیک“ کہا جاتا ہے جو کہ سُنّت میں بہت بھلامعلوم ہوتا ہے اور اس سے مسلمان کے دل میں خوشی داخل ہو سکتی ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے والدِ ماجد حضرت علام نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ”جو آپ (صلی اللہ علیہ

جگہنگو کے آداب



والله وسلام کو پکارتا جواب میں ”لبیک“ (یعنی حاضر ہوں) فرماتے۔ (شروع القوب ص ۱۸۲) اللہ پاک کے سب سے آخری نبی، محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے پکارنے پر صحابہ کرام علیہم الرضوان کا ”لبیک“ کے ساتھ جواب دینا احادیث مبارکہ میں بیان کیا گیا ہے، اس کے علاوہ ایک ولی اللہ کے فعل سے بھی اس کا ثبوت ملتا ہے۔ چنانچہ کروڑوں عظیمین پیشو احضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے مسئلہ (مشـ۔ الـ) معلوم کرنے کے لیے انہیں جب کوئی اپنی طرف متوجہ کرتا تو اکثر ”لبیک“ فرماتے۔ (مناقب امام احمد بن حنبل للجوzi ص ۲۹۸) مسنون دعاؤں کی مشہور کتاب: ”حسن حسین“ میں ہے: ”جب کوئی شخص تجھے بلاۓ تو جواب میں کہے: لبیک“ (حسن حسین ص ۱۰۴)

یا اللہ پاک! ہمیں مسلمانوں کو اچھے ناموں سے پکار کر ان کے دلوں میں خوشیاں داخل کرنے والی نیکیاں کمانے کی توفیق عطا فرما۔ امین بجاہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

مسلمانوں کے دوسرا خلیفہ، حضرت سیدنا عمر فاروق عظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”جون مذاق کرتا ہے وہ لوگوں کی نظروں سے گرجاتا ہے۔“

(احیاء العلوم (اردو) ج ۳ ص ۳۸۹، احیاء العلوم ج ۳ ص ۱۵۸)

حضرت سیدنا عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ”آپس میں مذاق مشخری مت کیا کرو کہ اس طرح (ہنسی ہی ہنسی میں) دلوں میں نفرت بیٹھ جاتی ہے۔“ (سیرت ابن عبد الحکم ص ۱۱۴)

حضرت امام محمد بن محمد بن محمد بن محمد بن محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”کہا جاتا ہے کہ ہر چیز کا نیچ ہوتا ہے اور دشمنی کا نیچ مزاج (یعنی ہنسی مذاق) ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ مزاج (یعنی ہنسی مذاق) عقل کو چھین لیتا اور دوستوں کو جدا کر دیتا

اپس میں نفت کا ایک سبب

ہنسی مذاق سے شہنسی پیدا ہوتی ہے



فِرْمانُ مُصْطَلِّهٗ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَالَّهُ وَسَلَّمَ: جس کے پاس میرا ذکر کرو اور اُس نے مجھ پر ڈڑو پاک نہ پڑھاں نے بُخت کا راست چھوڑ دیا۔

(احیاء العلوم (اردو) ج ۳ ص ۳۹۲، احیاء العلوم ج ۳ ص ۱۵۹)

ہے۔“

اے پیارے پیارے اللہ پاک! ہمیں لوگوں کا مذاق اڑانے اور دل دکھانے والی مُخْتَریوں سے بچا اور

احترام مسلم کا جذبہ نصیب فرم۔ امین بجاہ خاتم النبیین صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَالَّهُ وَسَلَّمَ

صلوٰعَلی الْحَبِيبِ صَلَّى اللَّهُ عَلَیْ مُحَمَّدٍ

پارہ ۲۷ سورہ النجم آیت ۳۲ کے حصے الَّذِينَ يَجْتَبِيُونَ كَبِيرًا الْأَثَمُ وَالْفَوَاحشُ

(آسان ترجمہ فرآن کنز العرفان: وہ جو بڑے گناہوں اور بے حیائیوں سے بچتے ہیں) کی تفسیر میں صراطُ الْجَنَانِ جلد ۹ صفحہ ۵۶۷ پر ہے: گناہ وہ عمل ہے جس کا کرنے والا عذاب کا حقدار ہو یا یوں کہہ لیں کہ ناجائز کام کرنے کو گناہ کہتے ہیں۔ بہر حال گناہ کی دو قسمیں ہیں: (۱) صغیرہ (۲) کبیرہ گناہ وہ ہے جس کے کرنے پر دنیا میں حد جاری ہو (یعنی شریعت کے حکم کے مطابق سزا دی جائے) جیسے قتل، زنا اور چوری وغیرہ یا اس پر آخرت میں عذاب کی وعید (یعنی سزا) ہو جیسے غیبت، چُغل خوری، خود پسندی اور ریا کاری وغیرہ اور فواحش (یعنی بے حیائیوں) میں ہر قیچی قول، فغل (یعنی بُری بات اور بُرا کام) اور تمام صغیرہ، کبیرہ (یعنی سبھی چھوٹے بڑے) گناہ داخل ہیں، آبلتہ یہاں (یعنی اس حصہ آیت میں) فواحش (یعنی بے حیائیوں) سے وہ کبیرہ (یعنی بڑے) گناہ مُراد ہیں جن کی قباحت (یعنی بُرائی) اور فساد، بہت زیادہ ہو جیسے زنا کرنا، قتل کرنا اور چوری کرنا وغیرہ۔

(خازن ج ۴ ص ۱۹۶-۱۹۷، مدارک ص ۱۱۸۱، ابو سعود ج ۵ ص ۶۴۸ ملقطاً)

اے عاشقانِ رسول! بیان کردہ تفسیر میں گناہوں کے تذکرے میں خود پسندی کا بھی ذکر کیا گیا ہے، خود پسندی کو عربی میں ”عجب“ کہتے ہیں۔ مکتبۃ الْمَدіنیہ کی ۳۵۲ صفحات کی کتاب، ”باطشی بیماریوں کی معلومات“، صفحہ ۳۶ تا ۳۷ پر عجب یعنی خود پسندی

گناہ کبیرہ

خود پسندی



فَرْمَانٌ مُصْطَلِّهٗ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مجھ پر دُوداپ کی کثرت کرو بے شک تہارا مجھ پر دُوداپ پڑھنا تہارے لئے پکری گی کا باعث ہے۔ (ابی عیال)

کی تعریف یوں لکھی ہے: اپنے کمال (مشائیم ایمل یاماں) کی اپنی طرف نسبت کرنا اور اس بات کا خوف نہ ہونا کہ یہ چھن جائے گا۔ گویا خود پسند شخص نعمت کو ٹھیم حقيقی (یعنی اللہ پاک) کی طرف منسوب کرنا ہی بھول جاتا ہے۔ (یعنی ملی ہوئی نعمت مشائیم صحت یا حسن و جمال یا دولت یا ذہانت یا خوش اخراجی یا منصب وغیرہ کو اپنا کارنا مسمی بیٹھنا اور یہ بھول جانا کہ سب رب الحضرت ہی کی عنایت ہے اور اللہ پاک جب چاہے دیا ہوا کمال یا عطا کی ہوئی خوبی واپس بھی لے سکتا ہے) (باطنی پیاریوں کی معلومات ص ۳۷۳۲، احیاء العلوم ج ۳ ص ۴۵؛ ملخصاً خود پسندی نیکیوں کیلئے صحیح تباہ کن ہے جیسا کہ رسول پاک صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: عجب (یعنی خود پسندی) 70 سال کے اعمال بر باد کرتا ہے۔

(جامع صغیر ص ۱۲۷ حدیث ۲۰۷)

مدینے کے تاجدار صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خود پسندی کی تباہ کاری سے خبردار کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”اگرچہ تم سے کوئی گناہ سرزد نہ ہو لیکن مجھے تم پر گناہ سے بھی بڑے جرم کا خوف ہے اور مذہبی برادر نے وہ عجب (یعنی خود پسندی) ہے۔“ (شُقُبُ الْإِيمَان ج ۵ ص ۴۵۳ حدیث ۷۲۰۵) اس فرمان مبارک میں آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے عجب کو بہت بڑا گناہ قرار دیا۔

اور کسی بھی ظاہری و باطنی گناہ سے بچنا ہر مسلمان پر لازم ہے۔ چنانچہ اللہ پاک قرآن پاک کے پارہ ۸ سورۃ الائمه آیت ۱۲۰ میں ارشاد فرماتا ہے:

وَذُرُّوا ظَاهِرَ الْإِثْمِ وَبَاطِنَهُ

ترجمہ کنز العرفان: اور ظاہری اور باطنی سب گناہ چھوڑو۔

حضرت امام ابو حامد محمد بن محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ جو شخص علم، عمل اور مال کے ذریعے اپنے نفس (یعنی خود) میں کمال (یعنی خوبی) جانتا ہو اس کی دو حالتیں ہیں: (۱) ان میں سے ایک یہ ہے کہ اسے اس کمال کے



فَرْمَانٌ مُصْطَلَّهٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: جس کے پاس میرا ذکر ہوا وہ مجھ پر ڈرو در شریف نہ پڑھے تو وہ لوگوں میں سے کچوں ترین شخص ہے۔

(منذر احمد)

زوال کا خوف ہوا اور اس کو اس بات کا ڈر ہو کہ اس خوبی میں کوئی تبدیلی آجائے گی یا بالکل ہی ختم ہو جائے گی تو ایسا آدمی خود پسند نہیں ہوتا (۲) دوسری حالت یہ ہے کہ وہ اس کے زوال (یعنی کم یا ختم ہونے) کا خوف نہیں رکھتا بلکہ وہ اس بات پر مطمئن و خوش ہوتا ہے کہ اللہ رب العزت نے مجھے یعمت عنایت فرمائی ہے اس میں میرا پنا کوئی کمال نہیں۔ یہ بھی خود پسند نہیں ہے اور اس کے لیے ایک تیسری حالت بھی ہے جو خود پسندی ہے اور وہ یہ ہے کہ اس کمال کے زوال (یعنی اس خوبی کے کم یا ختم ہونے) کا خوف نہیں ہوتا بلکہ وہ اس پر مطمئن و خوش ہوتا ہے اور اس کی خوشی کا باعث یہ ہوتا ہے کہ یہ کمال نعمت اور بھلائی اور سر بُندی ہے، وہ اس لیے خوش نہیں ہوتا کہ یہ اللہ پاک کی عنایت و نعمت ہے بلکہ اس (یعنی خود پسند بندے) کی خوشی کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ اُسے اپنا وصف (یعنی خوبی) اور خود اپنا ہی کمال سمجھتا ہے وہ اسے اللہ رب العزت کی عطا و عنایت تصوّر نہیں کرتا۔

(احیاء الغلوب ج ۳ ص ۴۵۴)

خود پسند کی کامیاب علاج

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سَحَابَةُ رَبِّ الْرِّضْوَانِ اپْنِيْ زُهْدِ وَقُوَّتِيْ کے باوجود یہ تنہا کیا کرتے کہ کاش! وہ مٹی، بھوسا یا پرندہ ہوتے۔ تو صاحب بصیرت

(یعنی عقل مند) شخص کیسے اپنے عمل پر خود پسندی کر سکتا ہے یا اتر سکتا ہے اور کیوں نکر اپنے نفس سے بے خوف ہو سکتا ہے؟ یہ خود پسندی کا علاج ہے جس سے خود پسندی کا مادہ بالکل جڑ سے کٹ جاتا ہے۔ جب خود پسندی میں بنتا شخص اس طریقہ علاج کے مطابق خود پسندی کا علاج کرتا ہے تو جس وقت اس کے دل پر خود پسندی غالب آتی ہے تو نعمت چھن جانے کا خوف اسے اترانے (یعنی تکبیر کرنے) سے بچاتا ہے بلکہ جب وہ کافروں اور فاسقوں کو دیکھتا ہے کہ کسی گناہ کے بغیر ان کو ایمان و اطاعت اللہ کی دولت سے محروم ملی ہے تو وہ ڈرتے ہوئے یہ سوچتا ہے کہ جس ذات کو اس بات کی پرواہ نہیں کر دی بغیر کسی جرم کے کسی کو محروم کر دے یا بغیر کسی وسیلے کے کسی کو عطا کرے تو وہ دی ہوئی نعمت کو اپس بھی لے سکتا ہے۔ کتنے ہی ایمان والے مرتد ہو کر اور اطاعت گزار (یعنی نیک مسلمان) فائز ہو کر

مکہ
الْمُكَرَّمَةُ

المتوّدةُ

الْمُدْتَوَّنةُ



بُرے خاتے کا شکار ہوئے۔ جب آدمی اس طرح سوچ گا تو خود پسندی اس میں باقی نہیں رہے گی۔

(احیاء العلوم (اردو) ج ۳ ص ۱۱۰۶، احیاء العلوم ج ۳ ص ۴۵۸)

حُبِّ جاہ و خود پسندی کی مظاہرے عادتیں

یا اللہ! باغِ جہت کی عطا کر راحتیں

أَمِينٍ بِجَاهِ الْخَاتِمِ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

امام ابو حامد محمد بن محمد بن محمد بن محب بن محمد بن محب غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے ”احیاء العلوم“ میں عجب

یعنی خود پسندی کے یہ ۸ اسباب اور ان کے علاج بیان فرمائے ہیں:

﴿۱﴾ پہلا سبب: ”اپنی جسمانی خوب صورتی کے حوالے سے

خود پسندی میں بنتا ہونا۔“ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ اپنی باطنی گندگیوں پر غور کرے اور اپنے آغاز و انجام (یعنی شروع میں

گندہ قطرہ تھا اور آخر میں سڑا ہوا مردہ ہو گا اس) کے بارے میں غور کرے۔

﴿۲﴾ دوسرا سبب: ”اپنی طاقت و قوت پر ناز کرنا۔“ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ یہ سوچے کہ اللہ پاک معمولی سی

آزمائش (مثلاً بیماری، حادثہ وغیرہ) میں بنتا فرما کر بھی یقوت واپس لے سکتا ہے۔

﴿۳﴾ تیسرا سبب: ”عقل و ذہانت کے حوالے سے خود پسندی میں بنتا ہونا۔“ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ یہ سوچے کہ کسی

بھی مرض یا حادثہ وغیرہ کے سبب یہ نعمت چھینی جاسکتی ہے۔

﴿۴﴾ چوتھا سبب: ”عالي نسب (یعنی اونچا خاندان) ہونے پر فخر کرنا ہے۔“ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ یہ سوچے کہ اپنے

آباء و آجداد (یعنی باپ دادوں) کی طرح نیک اعمال نہ کرنے کے باوجود ان کے درجے تک کیسے پہنچ سکتا ہے؟

﴿۵﴾ پانچواں سبب: ”ظالم کی حمایت پر اثر انہا ہے، اور اہل دین اور اہل علم کی طرف اپنی نسبت کو آہمیت نہ دینا ہے۔“ اس



فَوْمَانٌ مُصْطَلِّهٌ صَلَی اللّٰہُ عَلٰی وَاللّٰہُ سَلِّمَ : جو لوگ اپنی مجلس سے اللہ پاک کے ذکار و نبی پر رُوز و شریف پر ہے بغیر اٹھ گئے تو وہ بد بودار مردار سے اٹھ۔ (شعب العیام)

کا علاج یہ ہے کہ بندہ ان ظالم لوگوں کے اُخْرَوِیِّ انجام پر نظر کر کے اور یہ سوچے کہ ظالم لوگ تو اللہ پاک کے غضب کے لائق ہیں۔

﴿6﴾ چھٹا سبب: ”اپنے نوکر چاکرو گیرہ پر اترانا۔“ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ اپنی کمزوری پر نظر کر کے یہ ذہن نشین کر لے کہ تمام لوگ اللہ پاک کے عاجز بندے ہیں۔

﴿7﴾ ساقواں سبب: ”مال و دولت پر اترانا۔“ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ مال و دولت کی آفات، اس کے حقوق اور اس سے پیدا ہونے والے فتنوں کو پیش نظر کر کے۔

﴿8﴾ آٹھواں سبب: ”اپنی غلط رائے پر اترانا۔“ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ اپنی رائے کی صحیت پر ہرگز ہرگز بھروسانہ کرے۔ (یعنی غور کرے کہ ہو سکتا ہے میری رائے غلط ہو) (بالنی پیاریوں کی معلومات میں ۴۳۲۳۸، ۱۱۱۹ تا ۱۱۰۷ ص ۳ ج ۱۱۱۹ ملخصاً)

صلوٰاتٰ علی الحٰبِبِ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ

بِكَرٍ أَهْوَانُ جَوَانٍ اے عاشقانِ رسول! خود پسندی اور دیگر برائیوں کی معلومات پانے، گناہوں کی عادت مٹانے اور نیکیوں کا جذبہ بڑھانے کیلئے دعوتِ اسلامی کے دینی ماحول سے ہر دم وابستہ رہئے۔ دعوتِ اسلامی کے دینی ماحول میں بگڑے ہوئے لوگوں کا سدھار ہوتا ہے اس کی ایک ”مدنی بہار“ آپ کے گوش گزار کرتا ہوں: لا ہور، پنجاب کے ایک نوجوان کھلینے کے نہایت شوقیں تھے، صبح سے شام تک کھلیل، کھلیل اور بس کھلیل، ہی ان کا کام تھا، ان کے ابو جان جو ایک مسجد کے امام بھی ہیں وہ انہیں بہت سمجھاتے تھیں یہ بازنہ آتے۔ کھلیل کا شوق اتنا بڑھا کہ انہوں نے معاذ اللہ جو کھلینا بھی شروع کر دیا۔ کھلیل کے میدان کے علاوہ دوستوں کے ساتھ رات گئے تک گلیوں اور بازاروں میں گھومنا پھرنا، انٹرنیٹ کیفی میں جانا ان کا پسندیدہ مشغله تھا۔ صحیح بولنے کی بھی عادت نہیں تھی جس کی وجہ سے جب رات کو دیر سے گھر پہنچتے تو تاخیر ہونے کی وجہ بھی



فَرْمَانٌ مُّصْطَفَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: جس نے مجھ پر روز جمعہ دوسوار ڈروپاک پڑھاؤں کے دوسارے کے گناہ معاہف ہوں گے۔

غلط بتاتے تھے۔ ان کی زندگی میں تبدیلی کچھ اس طرح آئی کہ ان کے ابو جان نے دعوتِ اسلامی کے دینی ماحول سے وابستہ ایک اسلامی بھائی کو ان کی کیفیت بتائی اور ان کی اصلاح کرنے کی درخواست کی۔ اُس اسلامی بھائی کی انفرادی کوشش سے یہ دو تین بار سُنْتُوں بھرے اجتماع میں شرکت کے بعد تین دن کے سُنْتِیں سیکھنے سکھانے کے مَدَنِی قافلے کے مسافر بن گئے، عاشقانِ رسول کی محبت میں انہیں وہ سُنْتِیں وغیرہ سیکھنے کو ملیں جو یہ پہلے نہیں جانتے تھے۔ جب یہ مَدَنِی قافلے سے لوٹے تو عزم یہ تھا کہ اب معاشرے میں شریف و نیک انسان بن کر زندگی گزارنی ہے۔ اللہُ رَبُّ الْعِزَّتِ کی رحمت سے یہ دعوتِ اسلامی کے دینی ماحول سے وابستہ ہو گئے۔

رب کے در پر گھلکیں، التجائیں کریں

بَابُ رَحْمَةِ گَھَلَّیْنِ، قَافَلَےِ مِنْ چَلَوْ (وسائلِ پیشش ص ۶۷۱)

صَلَوَا عَلَى الْحَبِيبِ صَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ

فُخْشُ گُولَی کے بارے میں ۱۴ فُخْشُ گُولَی (یعنی بے حیائی بھری باتیں کرنے والا) انسان بے باک (یعنی بے ادب و بے خوف) ہوتا ہے اور اس کی سب سے بڑی محرومی یہ ہے کہ اللہ پاک اور اس کے پیارے رسول صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ایسے شخص کو پسند نہیں کرتے اور فُخْشُ گُولَی کا ٹھکانا جہنم ہے، اس سلسلے میں ۴ فرمانیں مصطفیٰ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُنّتے اور عبرت حاصل

کیجئے: (۱) فُخْشُ گُولَی (یعنی بے حیائی بھری باتیں) بدآخلاقی کی ایک شاخ ہے اور بدآخلاقی جہنم میں (لے جانے والی) ہے۔ (ترمذی ج ۳ ص ۴۰۶ حدیث ۲۰۱۶)

(۲) بُرے کاموں اور بُری (بے حیائی بھری) باتوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ (مسند احمد بن حنبل ج ۷ ص ۴۳۱)

(۳) فُخْشُ گُولَی اور بدَرَبَانِ کوَالِّهِ پاک پسند نہیں فرماتا۔ (مسلم ص ۹۲۰ حدیث ۵۶۰۹) (۴) فُخْشُ گُولَی اگر انسانی شکل میں حدیث ۲۰۹۹۷ (ص ۴۰۶ حدیث ۲۰۱۶)

(الصَّمْتُ لِابْنِ آبِي الدُّنْيَا مَعَ مُوسَوعَةِ ج ۷ ص ۲۰۶ حدیث ۳۳۱)

ہوتی تو بُرے آدمی کی صورت میں ہوتی۔



تابیٰ بُرُّگ حضرت آخَفَ بْنَ قَيْسَ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ نے ایک مرتبہ لوگوں سے فرمایا: میں تمہیں بدترین بیماریاں نہ بتاؤں؟ لوگوں نے کہا: ضرور، آپ نے فرمایا: بدآخلاقی اور گندی زبان سب سے زیادہ خطرناک بیماریاں ہیں۔ (ابد الدینیا والدین ص ۳۸۳)

یارب المصطفے! مسلمانوں کے تیرے خلیفہ حضرت عُثَمَانٍ غَنِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کی شرم و حیا کا صدقہ ہمیں فُحش باتوں اور بے حیائی کے کاموں سے بچا۔
امین بِجَاهِ خَاتَمِ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ابراہیم بن میثراہ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ فرماتے ہیں، کہا جاتا ہے: ”فُحش کلامی (یعنی بے حیائی کی باتیں) کرنے والا قیامت کے دن گُٹے کی شکل میں آئے گا۔“

(الصَّنْتُ لِابْنِ آبِي الذِّئْبَا مَعَ مُوسَوعَةِ ج ۷ ص ۲۰۵ قول نمبر ۳۲۹)

کتنے خوش نصیب ہیں وہ اسلامی بھائی اور اسلامی بھائیں! جو صرف اچھی گفتگو کے لیے زبان کو حرکت میں لاتے اور خوب خوب ”نیکی کی دعوت“ لوگوں تک پہنچاتے ہیں۔ آفسوس! آج کل لوگوں کی کم بیٹھکیں (یعنی گیرنگز - GATHERINGS) ایسی ہوتی ہوں گی جو فُحش باتوں سے پاک ہوں حتیٰ کہ مذہبی حلیے میں نظر آنے والے افراد بھی بسا اوقات اس سے بچنے ہیں پاتے، شاید عوام کو یہی نہیں پتا ہوتا کہ فُحش (یعنی شرم ناک) بات کے کہتے ہیں! تو سنئے: فُحش بات کی تعریف یہ ہے: التَّغْيِيرُ عَنِ الْأُمُورِ الْمُسْتَقْبَحَةِ بِالْعَيَّارَاتِ الصَّرِيْحَةِ یعنی شرم ناک اور کاموں کا کھلے الفاظ میں تذکرہ کرنا۔ (احیاء العلوم ج ۳ ص ۱۵۱) تو وہ نوجوان جو ”مخصوص خواہش“ کی تسلیم کی خاطر فُحش یعنی بے حیائی کی باتیں کرنے والے بلکہ صرف سُن کر دل بھلانے والے، گندی گالیاں زبان پرلانے والے، بے شرم والے اشارے کرنے والے، ان گندے اشاروں سے لطف اندوز ہونے والے اور ”گندی لذتوں“ کے حصول کی خاطر فلمیں ڈرامے (کہ ان میں عنواناً بے حیائی کی بھرمار ہوتی ہے) دیکھنے والے ایک دل ہلا دینے والی روایت بار بار پڑھیں



فَرْمَانٌ مُصْطَلِّهٗ صَلَى اللَّهُ عَلَيْهِ وَالَّهُ وَسَلَّمَ: مجھ پر کثرت سے ڈرڈوپاک پڑھو بے شک تھا مجھ پر ڈرڈوپاک پڑھنا تمہارے گناہوں کیلئے مغفرت ہے۔
(ابن عساکر)

اور خوفِ خداوندی سے لرزیں، چنانچہ فرمانِ مصطفیٰ ﷺ: اُس شخص پر جنت حرام ہے جو خوش (یعنی بے حیائی کے قول یافع) سے کام لیتا ہے۔ (الصَّمْت ج ۷ ص ۲۰، ۲۵ حديث ۲۰۴)

غیر عورتوں یا آمردوں کے بارے میں آنے والے گندے و سوسوں پر توجہ بھانے، جان بوجھ کر شرم ناک خیالات میں خود کو گمانے اور معاذ اللہ، ”گندی حرکت“ کے تصویر کے ذریعے لذت

اٹھانے والوں کو بیان کردہ روایت سے عبرت حاصل کرنی چاہئے۔
(۱) سراج منیر شرح جامع صغیر ج ۳ ص ۸۴

آئیں نہ مجھ کو وسو سے اور گندے خیالات

الله! کل جائے ہر اک دل سے بُری بات

صلوٰعَلِيُّ الْحَبِيبِ صَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ

اچھا بولو کا سڑھرو فی
پسیبَت سے ۸ مدینی پھول

(۱) مسکرا کر اور خندہ پیشانی سے بات چیت کرنا سُنّت ہے۔

(۲) بات چیت کرتے ہوئے چھوٹوں کے ساتھ شفقت بھرا اور بڑوں کے ساتھ آدب والا آجھہ رکھئے، إِنْ شَاءَ اللَّهُ الْكَرِيمُ دونوں کے بیہاں آپ عزّت پائیں گے۔

(۳) چلا چلا کر بات چیت کرنا سُنّت نہیں۔

(۴) دوڑاں گفتگو ایک دوسرے کے ہاتھ پر تالی دینا ٹھیک نہیں ہے کہ یہ معزّز و مہنّد ب (یعنی اچھے) لوگوں کے طریقے کے خلاف ہے۔
(صراط البجنان ج ۷ ص ۵۰۲ تا ۵۰۳)

(۵) بات چیت کرتے ہوئے دوسرے کے سامنے بار بار ناک سہلاتے رہنا، ناک یا کان میں انگلی ڈالنا، ٹھوکتے رہنا، بدن کا میل اتنا رہا، پردے کی جگہوں کو جھونوا یا جھگاتے رہنا اچھی بات نہیں، اکیلے میں بھی بلا وجہ یہ کام نہیں کرنے چاہئیں۔



﴿٦﴾ جب تک دوسرا بات کر رہا ہو، ادھر ادھر دیکھے بغیر اُس کی طرف پوری طرح متوجہ ہو کہ اطمینان سے سننا چاہئے، فتح میں بولنا بھی نہیں چاہئے کہ کسی کی بات کا شاخلافِ ادب ہے۔ اللہ پاک کے پیارے پیارے آخری نبی، بکی منی محمد عربی صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَالَّذِي سَلَّمَ کسی کی بات کو نہ کاٹتے البتہ اگر کوئی حد سے تجاوز کرنے لگتا تو اسے روک دیتے یا وہاں سے اٹھ جاتے۔ (شمائل ترمذی ص ۲۰۰ مُلْخَصًا)

﴿٧﴾ ہکلے یعنی رُک کربات کرنے والے یا نُتلے کی پیچھے سے نقل نہ اُتاریں کہ غیبت ہے اور اس کے سامنے سے نقل اُتارنا اس کی دل آزاری کا بھی سبب ہے۔

﴿٨﴾ زیادہ باتیں کرنے اور دورانِ گفتگو تھیں گاتے رہنے سے عزّت و رُغب میں کمی آتی ہے۔
صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَى مُحَمَّدٍ

”خاموشی کی نعمت ہے“ کے پندرہ حروف کی نسبت سے دنیا و آخرت میں کام آنے والی ۱۵ باتیں

﴿۱﴾ حضرتِ لُقَمانَ حَكِيمَ زَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَيْهِ سے پوچھا گیا: آپ اس مقام و مرتبے تک کیسے پہنچ؟ انہوں نے فرمایا: سچ کہنے، امانت ادا کرنے اور بیکار باتوں کو چھوڑ دینے سے۔ (حلیۃ الاولیاء ج ۶ ص ۳۵۸، حدیث ۴۲ ص ۴۹، اللہ والوں کی باتیں ج ۲ ص ۴۲)

﴿۲﴾ فرمانِ امام غزالی زَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَيْهِ: جوبات (کسی کو اُس کی اصلاح کیلئے) سب لوگوں کے سامنے کی جائے اُسے ڈانٹ دیپٹ اور بے عزّتی کرنا شمار کیا جاتا ہے اور جوبات (کسی کی اصلاح کیلئے) تنہائی (یعنی اکیلے) میں کی جائے وہ شفقت و نصیحت سمجھی جاتی ہے۔ (احیاء العلوم (اردو) ج ۲ ص ۶۵۹)

﴿۳﴾ چار چیزیں چار چیزوں کی طرف لے جاتی ہیں: (۱) ”خاموشی“، سلامتی کی طرف (۲) ”نیکی“، بُرُگی کی طرف



جو مجھ پر ایک دن میں 50 بار دُڑوپاک پڑھے قیامت کے دن میں اس سے مصروف کروں (یعنی باختم ملاوں) گا۔ (ابن بکری)

(۳) ”سخاوت“ سرداری کی طرف اور (۴) ”شکر“ نعمت کی زیادتی کی طرف۔
(دین و دنیا کی انوکھی باتیں ج اص ۸۴)

(۴) ”آدمی کا بات کرنا“ اُس کی فضیلت کا بیان اور عَنْشَل کا ترجمان ہوتا ہے لہذا اسے اچھی اور تھوڑی بات تک ہی محدود رکھو۔ (یعنی بولنے سے بندے کی سمجھداری کی پہچان ہوتی ہے، لہذا کام بولے تاکہ پورہ رہے کہ باتیں کرتے چلے جانے سے اُس کے اندر چھپی ہوئی کم عقلی اور نادانی ظاہر ہو سکتی ہے)

(۵) آدمی اپنی بات چیت کے ذریعے پہچانا جاتا اور اپنے کام کے ذریعے مشہور ہوتا ہے، لہذا اُرست بات کہو (اور صرف اچھے کام کرو)۔

(۶) جو اپنے آپ کو پہچان لے، اپنی زبان کی حفاظت کرے، فضول کاموں میں نہ پڑے اور اپنے مسلمان بھائی کی بے عزتی نہ کرے تو وہ ہمیشہ سلامت رہتا اور اُسے شرمندگی کم اٹھانی پڑتی ہے۔

(۷) خاموشی اختیار کرو اور سچے بن کر رہو کیونکہ خاموشی حفاظت کرنے والی اور سچائی عزت دلانے والی ہے۔

(۸) جو زیادہ بولتا ہے سمجھدار لوگ اُس سے کتراتے اور دور بھاگتے ہیں۔

(۹) جو اپنی گفتگو میں سچ بولتا ہے اُس کی خوش آخلاقی میں اضافہ ہوتا ہے۔

(۱۰) ایسی خاموشی جس سے سلامتی ملے اُس گفتگو سے بہتر ہے جس سے شرمندگی اٹھانی پڑے۔

(۱۱) جو نامناسب گفتگو کرتا ہے اُسے ناپسندیدہ باتیں سننی پڑتی ہیں۔

(۱۲) زبان کا رُخْم تلوار کے رُخْم سے زیادہ سُخت ہے۔

(۱۳) جاہل کی بے ہودہ اور تکلیف دہ بات پر خاموش رہنا اُس کے لئے بھرپور جواب اور اُس جاہل کیلئے خوب تکلیف کا باعث ہے۔

(۱۴) زبان ایسی کاٹ کرنے والی تلوار ہے جس کے وار سے بچنا ممکن نہیں اور کلام (یعنی بات) ایسا نکلا ہوا تیر ہے جسے



(دین و دنیا کی انوکھی باتیں ج اص ۸۸ تا ۸۵ تغیریں)

واپس لانا ممکن نہیں۔

(15) کسی کو اپنا راز مت بتاؤ کہ جوبات دو ہو تو میں میں نہیں سما تی وہ کہیں بھی نہیں سما سکتی۔

نیچی چتوں بھری ۵۰ لپس پتاں

(یہ باتیں سو شل میڈیا اور غیرہ سے لے کر بالائی تشریف یعنی تبدیلی کے ساتھ پیش کی گئی ہیں)

(1) دھا گا اور لمبی ربان عُومًا اُجھ جاتے ہیں اس لئے دھا گا پیٹ کرو اور ربان سمیٹ کر رکھئے۔

(2) شوگر (کی بیماری) میٹھا کھانے سے ہوتی ہے، میٹھا بولنے سے نہیں۔

(3) جب چاؤ، خجر، تیر اور تلوار بیٹھے سوچ رہے تھے کہ کون زیادہ گہرا ذمہ دیتا ہے تب الفاظ پیچھے بیٹھ کر مُسکرا رہے تھے۔ (یعنی الفاظ کے ذمہ سب سے گہرے ہوتے ہیں)

(4) جن باتوں پر جھگڑا کر کے لوگ منوں مٹی تلے سو جاتے ہیں انہی باتوں پر ہمکی سی مٹی ڈال کر دنیا میں پُرسکون زندگی گزاری جاسکتی ہے۔

(5) چُھری ہی سے نہیں لفظوں سے بھی ذبح کیا جاتا ہے، گولی ہی صرف ہلاک نہیں کرتی، رَویَّے (یعنی غلط برداو) بھی مار دیتے ہیں، بے شک گولی اور چُھری دُنیا سے تعلق خشم کروادیتی ہے لیکن لفظوں کی کاث اور رَویوں کی مار حلق کا پھندا بن کرنہ جیئے دیتی ہے نہ مرنے۔

(6) تب بولئے جب آپ کے الفاظ آپ کی خاموشی سے زیادہ مفید و خوبصورت ہوں۔

(7) طوطا مر چیں کھا کر بھی میٹھا بولتا ہے جب کہ انسان بسا اوقات میٹھا کھا کر بھی کڑوا بولتا ہے۔

(8) میٹھا بولنے والے کا ”رَهْرَ“ بھی بک جاتا ہے جبکہ کڑوا بولنے والے کا ”شَهْدَ“ بھی نہیں بکتا۔



- ﴿٩﴾ جس طرح پھل خریدتے وقت ”میٹھے پھل“، کا انتخاب کرتے ہیں ایسے ہی بولتے وقت بھی ”میٹھے بول“، منتخب کیجئے۔
- ﴿١٠﴾ جس طرح چھوٹے چھوٹے سوراخ، بند کمرے میں سُورج نکلنے کا پتادے دیتے ہیں، اسی طرح چھوٹی چھوٹی باتیں بھی انسان کا کردار نمایاں کرتی ہیں۔
- ﴿١١﴾ بے شک الفاظ کی بھی آہنگیت ہوتی ہے مگر بعض اوقات الجھوں کا اثر بہت زیادہ ہوتا ہے۔
- ﴿١٢﴾ ہمیشہ ”میٹھا“ بولوکہ اگر کبھی واپس لینا پڑے تو ”کڑوا“ نہ لگ۔
- ﴿١٣﴾ کچھ سوالات کے جوابات زبان نہیں وہشت دیتا ہے اور وہشت جوابات دیتا ہے وہ لا جواب ہوتے ہیں۔
- ﴿١٤﴾ کہتے ہیں: ذرا سی بات سے تعلق ٹوٹ گیا حالانکہ اُس ”ذرا سی بات“ کے پیچے بعض دفعہ ”بہت سی باتیں“ ہوتی ہیں اور وہ ذرا سی بات دراصل برداشت کی آخری حد ہوتی ہے۔
- ﴿١٥﴾ انسان اپنی زبان کے پیچے چھپا ہوا ہے اگر اُسے سمجھنا ہے تو اُسے بولنے دیجئے۔
- ﴿١٦﴾ لفظوں کے دانت نہیں ہوتے مگر یہ کاٹ لیتے ہیں اور جب یہ کاٹتے ہیں تو ان کا زخم آسانی سے نہیں بھرتا۔
- ﴿١٧﴾ بعض اوقات لوگ ترجم لبھ سے اتنی گرم بات کر جاتے ہیں کہ ان لفظوں کی تپش (یعنی گرمی) ٹھنڈی ہونے (یعنی بھولنے) میں عمر لگ جاتی ہے۔
- ﴿١٨﴾ عقل چھوٹی ہو جائے تو زبان لمبی ہو جاتی ہے۔
- ﴿١٩﴾ ”مشین“، کوزنگ لگ جائے تو پرزرے (یعنی PARTS) شور کرتے ہیں اور جب ”عقل“، کوزنگ لگے تو زبان فضول بولنے لگ جاتی ہے۔
- ﴿٢٠﴾ سونچ سمجھ کر بولنے کا آپ کے الفاظ کسی کا دل بڑی طرح توڑ بھی سکتے ہیں۔
- ﴿٢١﴾ عمده لبھ میں بولے گئے الفاظ سے بات سمجھ میں آتی، اور دل میں اُتر جاتی ہے کیوں کہ بعض اوقات جادو وال الفاظ



میں کم اور لمحے میں زیادہ ہوتا ہے۔

(22) یوں تو بونا سبھی کو آتا ہے مگر کسی کا دماغ بولتا ہے تو کسی کا آخلاق۔

(23) ”گفتگو“ ایک ایسا عمل ہے جس کے ذریعے یا تو انسان کسی کے ”دل میں اُتر“ جاتا ہے یا پھر کسی کے ”دل سے اُتر“ جاتا ہے۔

(24) دو میٹھے بول، پُر خُلوص الفاظ اور مُؤَذَّبَانَہ (یعنی بادب) لمحے کی رُوح کو تروتازہ کر سکتے ہیں۔

(25) حقارت بھرے زہر یا الفاظ بسا اوقات کسی کو جیتے جی مارڈانے کے لیے کافی ہوتے ہیں۔

(26-27) ساری دنیا کا شہد جمع کر لیجئے مگر زبان کا ایک ”میٹھا بول“، اُس (دنیا بھر کے شہد) سے زیادہ میٹھا ہے اور ساری دنیا کا زہر جمع کر لیجئے مگر زبان کے ایک ”کڑوے بول“ کا زہر اُس (سارے زہر) سے زیادہ کڑوا ہے۔

(28) اپنی زبان کو کڑوی باتوں سے بچانا بہت بڑی کامیابی ہے۔

(29) پیارا اور ”میٹھے بول“ سے ساری دنیا فتح کی جاسکتی ہے۔

(30) زبان کا سائز اگرچہ کم ہے مگر بہت کم لوگ اسے سنبھال پاتے ہیں۔

(31) صرف اپنی زبان پر قابو پالینے سے آپ بہت ساری مشکلات سے نجح سکتے ہیں۔

(32) اگر کسی کی اصلاح کرنی ہو تو زرم لمحے میں کیجئے، کیونکہ زرم لمحہ اصلاح کے جذبے کو جگاتا ہے جب کہ سخت لمحہ ضد پیدا کرتا ہے۔

(33) کچھ باتوں کا جواب صرف خاموشی ہے اور خاموشی بہت خوبصورت جواب ہے۔

(34) پرندے اپنے پاؤں اور انسان اپنی زبان کی وجہ سے جال میں پھنستے ہیں۔

(35) گفتگو میں نزی انتیار کیجئے الفاظ سے زیادہ لمحے کا اثر ہوتا ہے۔



(36) پچھے ناپاک ہو جائے تو تھوڑے سے پانی سے پاک کی جاسکتی ہے مگر زبان ناپاک ہو جائے تو اُسے سات سمندر کا پانی بھی پاک نہیں کر سکتا۔

(37) اگر کوئی کھانے میں زہر گھول دے تو اس کا علاج ممکن، مگر کوئی کان میں زہر گھول دے تو اس کا علاج بہت مشکل ہو جاتا ہے۔

(38) اپنی زبان کو مسلمانوں کو سلام کرنے کا عادی بنایجئے اس سے دوست بڑھتے اور دشمن کم ہوتے ہیں۔

(39) بچے کی زبان بسا آوقات انسان کی اچھی یا بُری شخصیت کا راز اُگل دیا کرتی ہے۔

(40) ہمیشہ چھوٹی چھوٹی باتوں میں بھی احتیاط کرنی چاہئے کہ انسان پھاڑوں ہی سے نہیں پھروں سے بھی ٹھوکر کھاتا ہے۔

(41) بدگمانی اور بدزبانی دو ایسے عیب ہیں جو انسان کے ہر کمال (یعنی خوبی) کو رووال (یعنی نقصان) میں بدل سکتے ہیں۔

(42) چھوٹی چھوٹی باتوں کا خیال رکھنے سے بڑی بڑی محبّتیں پیدا ہوتی ہیں۔

(43) زبان کی حفاظت کیجئے إِنْ شَاءَ اللّٰهُ الْكَرِيمُ عَزَّتْ پا میں گے، بصورتِ دیگر ذلت کے استقبال کیلئے تیار رہئے۔

(44) آواز بُلند کرنے کے بجائے اپنی دلیل کو بلند کیجئے، پھول بارش سے کھلتے ہیں باد لوں کے گر جنے سے نہیں۔

(45) ایک بار کا جھوٹ آپ کی ہمیشہ کی سچائی پر سوالیہ نشان بناسکتا ہے!

(46) عقلمند انسان اُس وقت تک نہیں بولتا جب تک سب خاموش نہیں ہو جاتے۔

(47) بُری باتیں سُن کر حوصلہ نہ ہارو، شور کھلاڑی نہیں تماشائی کرتے ہیں۔

(48) کسی کو چار پیسے دے کر خوش نہیں کر سکتے تو ”دو میٹھے بول“ ہی بول کر خوش کر دیجئے۔

(49) لوگوں کے ساتھ ہمیشہ اچھا سلوک کیجئے إِنْ شَاءَ اللّٰهُ الْكَرِيمُ اُنْ کے دل میں آپ کیلئے ہمیشہ عزّت بنی رہے گی۔

(50) میرے عیب میری اصلاح کی نیت سے مجھے ہی بتائیے، میری کوئی دوسرا براخ نہیں۔

صَلَوٰاتٌ عَلَى الْحَبِيبِ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰيْهِ مُحَمَّدٌ



”بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ“ کے انپس حروف کی نسبت سے زبان متعلق ۱۹ عربی محاورے (معاً درویجمہ)

﴿١﴾ خَيْرُ الْكَلَامِ مَا قَلَ وَدَلَ (بہترین بات وہ ہے جو قلیل یعنی مختصر و پر دلیل ہو)

﴿٢﴾ عَيْبُ الْكَلَامِ تَطْوِيلُهُ (کلام یعنی بات کا (پلا ضرورت) لمبا کرنا کلام کا عیب ہے)

﴿٣﴾ بَلَاءُ الْإِنْسَانِ مِنَ الْلِسَانِ (انسان پر آزمائش زبان کی وجہ سے آتی ہے)

﴿٤﴾ لِسَانُكَ دَاءٌ مَا لَهُ دَوَاءٌ (تیر ازبان کا غلط استعمال کرنا ایسی بیماری ہے جس کی کوئی دو ایسیں)

﴿٥﴾ لَا تُكْثِرْ كَلَامَكَ فَيَقِلْ مَقَامُكَ (زیادہ گفتگو نہ کرو ورنہ تمہارا مقام و مرتبہ کم ہو جائے گا)

﴿٦﴾ حِفْظُ الْلِسَانِ سَلَامَةُ الْإِنْسَانِ (زبان کی حفاظت میں انسان کی سلامتی ہے)

﴿٧﴾ يَمُوتُ النَّفَرُ مِنْ عَثْرَةِ بِلْسَانِهِ وَلَيْسَ يَمُوتُ مِنْ عَثْرَةِ الرِّجْلِ (نوجوان اپنی زبان کے پھسلنے سے مرتا ہے، پاؤں کے پھسلنے نہیں)

﴿٨﴾ خَيْرُ الْخَلَالِ حِفْظُ الْلِسَانِ (زبان کی حفاظت بہترین خصلت وعادت ہے)

﴿٩﴾ صَدْرُكَ أَوْسُعُ لِسِرِّكَ (تیر اسیدہ تیرے اپنے راز کے لئے وسیع ترین جگہ ہے لہذا اپنی کمزوریاں کسی کو مت بتا)

﴿١٠﴾ مَا أَصْغَرَ الْلِسَانَ وَمَا أَكْثَرَ نَفْعَهُ وَضَرَرَهُ (زبان کتنی چھوٹی سی ہے لیکن اس کا نفع و نقصان کتنا زیادہ ہوتا ہے)

﴿١١﴾ جُرْحُ الْلِسَانِ أَنْكَى مِنْ جُرْحِ السَّهَامِ (زبان کا زخم تیر کے زخم سے زیادہ تکلیف دہ ہے)

﴿١٢﴾ مَنْ حَفِظَ لِسَانَهُ نَجَا مِنَ الشَّرِّ كُلِّهِ (جس نے اپنی زبان کی حفاظت کی اس نے (بہت) ساری برا بیوں سے نجات پائی)

﴿١٣﴾ لَا تَرُكْ لِسَانَكَ يَقْطَعُ عُنْقَكَ (اپنی زبان کو ایسا گھلامت چھوڑو کہ تمہاری گردن کٹوادے)



- ﴿14﴾ مَنْ كَثُرَ كَلَامُهُ قَلَّ فِعْلُهُ (جس کی باتیں زیادہ ہوں اس کا کام کم ہوتا ہے)
- ﴿15﴾ مَنْ كَثُرَ كَلَامُهُ كَثُرَ مَلَامُهُ (جس کی گفتگو زیادہ ہو اسے شرمندگی کا سامنا بھی زیادہ ہوتا ہے)
- ﴿16﴾ مَنْ عَذَبَ لِسانُهُ كَثُرَ أخْوَانُهُ (جس کی زبان میٹھی ہو اس کے دوست زیادہ ہوتے ہیں)
- ﴿17﴾ الْلِسَانُ مِفْتَاحُ الْخَيْرِ وَالشَّرِّ (بھلاکی اور بُرائی کی چاپی زبان ہے)
- ﴿18﴾ الْحَرْبُ أَوْلُهَا كَلَامُ (لڑائی کی ابتداءاتوں سے ہوتی ہے)
- ﴿19﴾ إِنِّي أَكُلُمُ الْكَلَامَ قَيْدُ الْقُلُوبِ (زرم بول دلوں کو لوث لیتے ہیں)

صلوٰعَلَى الْحَبِيبِ صَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ

”پا رب! کرم فرمائے گیا رہ حروف کی نسبت 11 اردو محاورے (مع معانی)

(محاورہ: یعنی وہ الفاظ یا جملہ جسے اہل زبان نے لغوی معنی کی مناسبت یا غیر مناسبت سے کسی خاص مفہوم کے لئے مخصوص کر لیا ہو)

- ﴿1﴾ زبان بد لئے سے گلی بد لانا بہتر ہے (یعنی وعدہ و فانہ کرنے سے نقصان اٹھانا بہتر ہے)
- ﴿2﴾ زبان پر سردینا (یعنی عہد پورا کرنے کے لئے جان کی بازی لگادینا)
- ﴿3﴾ زبان سے پھول جھڑنا (یعنی نہایت میٹھا بولنا)
- ﴿4﴾ زبان پیچھی کی طرح چلنا (یعنی بہت تیزی سے گفتگو کرنا)
- ﴿5﴾ زبان کو لگام دو (یعنی سوق بسکھ کر بولو)
- ﴿6﴾ زبان ہلانے سے کام نکلتا ہے (یعنی کہنے شننے ہی سے کام ہوتا ہے، سفارش سے مقصد حاصل ہوتا ہے)



﴿7﴾ پہلے تو بعد میں بولو (یعنی پہلے غور کر لو بات کرنے جیسی ہو تو کرو ورنہ چپ رہو)

﴿8﴾ ایک چپ سو سکھ (یعنی خاموشی میں آرام ہی آرام ہے)

﴿9﴾ ایک چپ سو کوہ رائے (یعنی چپ رہنے والا ہی کامیاب ہوتا ہے)

﴿10﴾ جوبات دو ہونٹوں میں نہیں سماتی وہ کہیں بھی نہیں سماتی (یعنی کسی کو راز بتا کر یہ امید رکھنا بے کار ہے کہ دوسروں کو پتا نہیں چلے گا)

﴿11﴾ زبان میں کھجولی ہونا (یعنی توٹوں میں میں کرنے کو جی چاہنا)

اے عاشقانِ رسول! بے شک بات چیت بھی عمل ہے اگر رضاۓ الٰہی کے مطابق ہو تو ثواب، گناہ بھری ہو تو عذاب اور فضُول ہو تو بروز آخرت حساب۔ ان چیزوں کی معلومات اور عمل کا جذبہ بڑھانے کیلئے

دعوتِ اسلامی کے سُنتیں سیکھنے سکھانے کے مَدْنِی قافلوں میں سفر کرنا مفید ہے۔ ایک ”مَدْنِی بہار“ پیش کی جاتی ہے: کراچی کے علاقے لائز ایریا کے ایک نوجوان دینی ماحول میں آنے سے پہلے گناہوں بھری زندگی گزار رہے تھے۔ جھوٹ بولنا، ماں باپ کی نافرمانی کرنا، بات بات پر غصہ کرنا، ناجائز انوٹی اور چھلے پیننا اور چھنگلی کے ناخن خوب بڑھا کر رکھنا وغیرہ گویا ان کی زندگی کا حصہ بن چکا تھا، لوگوں کے سمجھانے کے باوجود بھی فائدہ نہ ہوتا۔ بالآخر اسلامی بھائیوں کی

انفرادی کوشش کی برکت سے ان کو دعوتِ اسلامی کے سُنتیں سیکھنے سکھانے کے تین دن کے مَدْنِی قافلے میں سفر کی سعادت حاصل ہوئی، مَدْنِی قافلے کی برکت یہ ظاہر ہوئی کہ انہوں نے جھوٹ بولنے کی گندی عادت سے توبہ کی اور خوب بڑھایا ہوا ناخن جو شُع کرنے کے باوجود بھی نہیں کاٹتے تھے اسے دورانِ مَدْنِی قافلے ہی کاٹ دیا۔ مزید یہ کہ انہوں نے اپنی بُری عادتوں سے توبہ کرتے ہوئے اچھی اچھی نیتیں کیں کہ والدین سے معافی مانگ کر ان کو راضی کروں گا، اپنے غصے پر قابو رکھوں گا، دعوتِ اسلامی کے دینی کاموں میں خود بھی حصہ لوں گا اور دوسروں کو بھی اس کی دعوت دوں گا۔

اے عاشقانِ رسول! اس سَمَنِی بہار میں آپ نے سنا کہ وہ نوجوان اسلامی بھائی ”ناجائز انگوٹھی اور چھلے پہنا کرتے تھے،“ اس حوالے سے مکتبۃ الْمَدِینہ کی کتاب ”رِفِیْقُ الْحَرَمَیْن“، صفحہ نمبر 82 پر ہے: اسلامی بھائی جب کبھی انگوٹھی پہنیں تو صرف چاندی کی ساڑھے چار ماشے (یعنی 4 گرام 374 ملی گرام) سے کم وزن کی ایک ہی انگوٹھی پہنیں ایک سے زیادہ نہ پہنیں اور اس ایک انگوٹھی میں نگینہ بھی ایک ہی ہوا ایک سے زیادہ نگینے نہ ہوں اور بغیر نگینے کے بھی نہ پہنیں۔ نگینے کے وزن کی کوئی قید نہیں۔ چاندی یا کسی اور دھات کا چھلا (چاہے میں شریف ہی کا کیوں نہ ہو) یا چاندی کے بیان کردہ وزن وغیرہ کے علاوہ کسی بھی دھات (میثل—METAL مثلاً سونا، تانبा، لوہا، پیتن، آسٹھیل وغیرہ) کی انگوٹھی نہیں پہن سکتے۔ سونے چاندی یا کسی بھی دھات کی زنجیر گلے میں پہننا گناہ ہے۔

نیز بیان کردہ سَمَنِی بہار میں یہ بھی تھا کہ وہ نوجوان ”چھوٹگی یعنی ہاتھ کی سب سے چھوٹی انگلی کا ناخن خوب بڑھا کر رکھتے تھے،“ اس بارے میں شرعی مسئلہ یہ ہے کہ ”چالیس روز سے زیادہ ناخن یا موئے بغل یا موئے زیرِ ناف (یعنی ناف کے نیچے کے بال) رکھنے کی اجازت نہیں، بعد چالیس روز کے گناہ گار ہوں گے، ایک آدھ بار میں گناہ صغيرہ (یعنی چھوٹا گناہ) ہوگا، عادت ڈالنے سے کبیرہ (یعنی بڑا گناہ) ہو جائے گا، فشق ہوگا۔“ (فتاویٰ رضویہ ح ۲۲۸ ص ۶۷۰)

سنتیں سیکھنے تین دن کیلئے

ہر میںے چلیں تافلے میں چلو (وسائل پختش ص ۶۷۰)

صَلُوٰعَلَیْ الْحَبِیْبِ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ

یا ربِ المصطفیٰ! ہمیں گفتگو کرنے کے آداب پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرم۔ اور ہماری زبان سے کبھی بھی

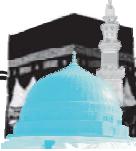
أَمِينٌ بِجَاهِ خَاتَمِ النَّبِيِّنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰیہِ وَآلِہِ وَسَلَّمَ

تیری ناراضی والی بات نہ نکل۔

نیکی کی دعوت (مختصر)

ہم اللہ پاک کے گناہ گار بندے اور اُس کے پیارے حبیب صَلَّی اللہ علیہ وَاٰلِہٖ وسَلَّمَ کے غلام ہیں۔ یقیناً زندگی مختصر ہے، ہم ہر وقت موت کے قریب ہوتے جا رہے ہیں۔ ہمیں جلد ہی اندھیری قبر میں اُتار دیا جائے گا۔ نجات اللہ پاک کا حکم ماننے اور رسولِ کریم صَلَّی اللہ علیہ وَاٰلِہٖ وسَلَّمَ کی سُنتوں پر عمل کرنے میں ہے۔

عاشقانِ رسول کی دینی تحریک، ”دعوتِ اسلامی“ کا ایک مدنی قافلہ سے آپ کے علاقے کی مسجد میں آیا ہوا ہے۔ ہم ”نیکی کی دعوت“ دینے کیلئے حاضر ہوئے ہیں۔ مسجد میں ابھی دُرس جاری ہے، دُرس میں شرکت کرنے کیلئے مہربانی فرماء کرا بھی تشریف لے چلنے، ہم آپ کو لینے کیلئے آئے ہیں، آئیے! تشریف لے چلنے! (اگر وہ تیار نہ ہوں تو کہیں کہ) اگر ابھی نہیں آسکتے تو نمازِ مغرب و ہیں ادا فرمائیجئے۔ نماز کے بعد ان شَاءَ اللہ سُنتوں بھرا بیان ہوگا۔ آپ سے دُرخواست ہے کہ بیان ضرور سُننے گا۔ اللہ پاک ہمیں اور آپ کو دونوں جہانوں کی بھلائیاں نصیب فرمائے، امین۔



الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى خَاتَمِ النَّبِيِّنَ،
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ، إِسْمَ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ.

فضول باقول سے بچنے کی فضیلت

یارب المصطفیٰ! جو کوئی "فضول باقول سے بچنے کی فضیلت" کے 105 صفحات پڑھایاں ہو اُسے فضولیات سے بچا، نیک بنا اور بار بار حج و دیدار مذینہ کا شرف عطا فرم۔ امین بجاہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت سیدنا ابو بکر شبلی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے شریف پڑھنا کا آذنا لی یعنی اللہ پاک نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ وہ بولا: میں تخت ہونا کیوں سے دوچار (یعنی مصیبت میں بتلا) ہوا، منکرنگیر کے سوالات کے جوابات بھی مجھ سے نہیں بن پڑ رہے تھے، میں نے دل میں خیال کیا کہ شاید میرا خاتمه ایمان پر نہیں ہوا! اتنے میں آواز آئی: "دنیا میں زبان کے غیر ضروری استعمال کی وجہ سے تجھے یہ سزا دی جا رہی ہے۔" اب عذاب کے فرشتے میری طرف بڑھے۔ اتنے میں ایک خوب صورت عمدہ خوشبو والے صاحب میرے اور عذاب کے درمیان آڑ ہو گئے اور انہوں نے مجھے منکرنگیر کے سوالات کے جوابات یاد دلادیئے اور میں نے اُسی طرح جوابات دے دیئے، الحمد للہ عذاب مجھ سے دور ہوا۔ میں نے ان بزرگ سے عرض کی: اللہ پاک آپ پر رحم فرمائے آپ کون ہیں؟ فرمایا: "تیرے کثرت کے ساتھ دُرود شریف پڑھنے کی برکت سے میں پیدا ہوا ہوں اور مجھے ہر مصیبت کے وقت تیری مدد پر مأمور کیا گیا ہے۔"



آپ کا نامِ نامی اے صلی علی

ہر جگہ ہر مصیبت میں کام آ گیا

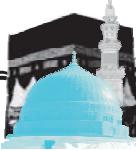
صلوٰعَلِي الحَبِيب صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ مُحَمَّد

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! یہاں آج کل بد قسمی سے خاموش رہنے والے بہت کم ملتے ہیں۔ بعضوں کی زبان دن بھر چلتی رہتی ہے، صرف سوتے وقت زبان کو کچھ آرام ملتا ہو گا، اور بعض تو نیند میں بھی باتیں کرنے لگ جاتے ہیں! جو زیادہ بولتا ہے بسا اوقات اُس کے منہ سے جھوٹ بھی نکل سکتا ہے، غیبت بھی ہو سکتی ہے، چغل خوری بھی کر بیٹھتا ہو گا، راز بھی فاش کر ڈالتا ہو گا، دل آزاریاں بھی کرتا رہتا ہو گا، لوگوں کی ہربات کو پیچھی کی طرح کامٹے رہنے کی وجہ سے اپنا وقار بھی کھو بیٹھتا ہو گا، بارہا ایسا بھی ہوتا ہو گا کہ بول کر پچھتا تا ہو گا، پھر با تو نی شخص کے ”بک بک“ کرنے سے دوسروں کو بھی تو بوریت ہوتی ہے، لوگ بیزار ہو کر اس سے پیچھا چھڑانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر ضریب زیادہ باتیں کرنے میں بے شمار نقصانات ہیں۔ اسی لیے تو کسی نے کہا ہے کہ ”نہ بولنے میں نو گن“ (یعنی نہ بولنے میں 9 خوبیاں) کیونکہ خاموش آدمی بہت ساری آفتون سے امن میں رہتا ہے۔ اللہ کریم ہم سب کو بے ضرورت باتیں کرنے سے محفوظ فرمائے اور زبان کی آفتون سے بچائے۔ آمین۔

صلوٰعَلِي الحَبِيب صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ مُحَمَّد

اللَّهُمَّ كَوْفُضُولُ
آیت 3 میں فُضُول باتوں کے متعلق ارشاد فرماتا ہے: وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ
بَاتِئِنْ نَا پَسِندٌ هُنْ
مَنْ لَعِيْلُ اللَّهُ عَزَّلَ مُعَرِّضُونَ^۱ (آسان ترجمہ قرآن کنزُ العِرْفَان: اور وہ جو فُضُول

بات سے منہ پھیرنے والے ہیں)



آیتِ مبارکہ کی تفسیر سلسلے میں تفسیر صراطِ اجْنَانِ جلد ۶ صفحہ ۴۹۹ تا ۵۰۱

اس آیتِ مبارکہ میں کامیابی حاصل کرنے والے مومنوں کی دوسرا خوبی کا بیان فرمایا گیا ہے کہ وہ ہر لہو و باطل سے بچ رہتے ہیں۔ اس آیتِ مبارکہ میں ”لغو“ کا تذکرہ ہے اس دینتی سلسلے میں تفسیر صراطِ اجْنَانِ جلد ۶ صفحہ ۴۹۹ تا ۵۰۱ پر ہے: علامہ احمد صاوی رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں: ”لغو سے مراد ہر وہ قول، فعل اور ناپسندیدہ یا مباحث کام ہے جس کا مسلمان کو دینی یا دینی کوئی فائدہ نہ ہو جیسے مذاق مشخری، بیہودہ (یعنی فضول) گفتگو، کھیل کو، فضول کاموں میں واثق ضائع کرنا، شہوات (یعنی خواہشات) پوری کرنے میں ہی لگر رہنا وغیرہ وہ تمام کام جن سے اللہ پاک نے منع فرمایا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ مسلمان کو اپنی آخرت کی بہتری کے لئے نیک اعمال کرنے میں ماضر و رہنا چاہئے یا وہ اپنی زندگی بسر کرنے کے لئے بقدر ضرورت (حلال) مال کمانے کی کوشش میں لگا رہے۔“

(تفسیر صاوی ج ۴، ص ۴۰۳)

صلوٰعَلٰی الْحَبِيبِ صَلَّی اللَّهُ عَلٰی مُحَمَّدٍ

آحادیث میں بھی لا یعنی اور بیکار کاموں سے بچنے کی ترغیب دی گئی ہے، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّی اللَّهُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”آدمی کے اسلام کی اچھائی میں سے یہ ہے کہ وہ لا یعنی چیز چھوڑ دے۔“ (موطا امام مالک ج ۲ ص ۴۰۳ حدیث ۱۷۱۸) یعنی جو چیز کارا مدنہ ہو اس میں نہ پڑے، زبان، دل اور دیگر اعضا کو بے کار باقوٰ کی طرف منتوجہ نہ کرے۔

(بہار شریعت ج ۳ ص ۵۲۰)

صلوٰعَلٰی الْحَبِيبِ صَلَّی اللَّهُ عَلٰی مُحَمَّدٍ

حضرت سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”میں حضور اقدس صَلَّی اللَّهُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: نجات کیا ہے؟“ ارشاد فرمایا:



اپنی زبان پر قابو رکھو اور تمہارا اگر تمہارے لیے گنجائش رکھے (یعنی بے کار ادھر ادھرنہ جاؤ) اور اپنی خطاط پر آنسو بھاؤ۔ (ترمذی ج ۴، ص ۱۸۲ حدیث ۲۴۱۴)

صلوٰعَلٰی الحَبِيبِ صَلَّی اللَّهُ عَلٰی مُحَمَّدٍ

یاد رہے کہ زبان کی حفاظت و نگہداشت اور فضولیات و

لغویات سے اسے باز رکھنا بہت ضروری ہے کیونکہ زیادہ

سرکشی اور سب سے زیادہ فساد و فُقْسان اسی زبان سے

رو نما ہوتا ہے اور جو شخص زبان کو کھلی چھٹی دے دیتا اور اس کی لگام ڈھیلی چھوڑ دیتا ہے تو شیطان اسے ہلاکت میں ڈال دیتا

ہے۔ زبان کی حفاظت کرنے کا ایک فائدہ یہ یہ ہے کہ اس سے نیک اعمال کی حفاظت ہوتی ہے کیونکہ جو شخص زبان کی

حفاظت نہیں کرتا بلکہ ہر وقت گفتگو میں مَصْرُوف رہتا ہے تو ایسا شخص لوگوں کی غیبت میں بُتلا ہونے سے بچ نہیں پاتا، یونہی

اس سے اُپر یہ آنفاظ نکل جانے کا بہت آندیشہ (یعنی RISK) رہتا ہے اور یہ دونوں ایسے عمل ہیں جس سے بندے کے نیک

اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔

کَبْحُورُوكَا تَحَالٌ (وَاقِعَةٌ) حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ سے کسی شخص نے کہا: فُلاں شخص نے آپ

کی غیبت کی ہے۔ یہ سن کر آپ نے غیبت کرنے والے آدمی کو کھجوروں کا

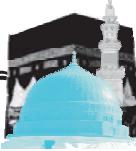
تحال بھر کر روانہ کیا اور ساتھ میں یہ کھلا بھیجا: سنا ہے کہ تم نے مجھے اپنی نیکیاں ہدایہ (یعنی GIFT) کی ہیں، تو میں نے ان کا

بدلہ دینا بہتر جانا (اس لئے کھجوروں کا یہ تحال حاضر ہے)۔ (منہاج العابدین ص ۶۵)

اور دوسرا فائدہ یہ ہے کہ زبان کی حفاظت کرنے سے انسان دنیا کی آفات سے محفوظ

رہتا ہے، چنانچہ حضرت سُفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: زبان سے ایسی بات نہ

دانستہ توڑ دیں۔ کالو جسے سُن کر لوگ تمہارے دانت توڑ دیں۔ اور ایک بُزرگ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے



(منهج العابدين ص ٦٦)

ہیں: اپنی زبان کو بے لگام نہ چھوڑو تو تا کہ یہ تمہیں کسی فساد میں بُتلانہ کر دے۔

نیز زبان کی حفاظت نہ کرنے کا ایک نقصان یہ ہے کہ بندہ ناجائز و حرام، لغو اور بیکار باتوں میں مھروف ہو کر گناہوں میں بُتلہ ہوتا اور اپنی زندگی کی قیمتی ترین چیز "وقت" کو ضائع کر دیتا ہے۔ حضرت حسان بن سنان رضی اللہ عنہ علیہ کے بارے میں مروی ہے کہ آپ ایک بالاخانے (یعنی مکان کی حیثیت پر بنایا جانے والا کمرے) کے پاس سے گزرے تو اس کے مالک سے پوچھا: یہ بالاخانہ بنائے تمہیں کتنا غصہ گزرا ہے؟ یہ سوال کرنے کے بعد آپ کو دل میں تخت ندامت (یعنی شرمہنگی) ہوئی اور نفس کو مخاطب کرتے ہوئے یوں فرمایا: "اے مغروف نفس! تو فضول اور لا یعنی سوالات میں قیمتی ترین وقت کو ضائع کرتا ہے!" پھر اس فضول سوال کے لفڑے میں آپ نے ایک سال روزے رکھے۔ (منهج العابدين ص ٦٥)

اور دوسرا نقصان یہ ہے کہ ناجائز و حرام گفتگو کی وجہ سے انسان قیامت کے دن جہنم کے دُرداک عذاب میں بُتلہ ہو سکتا ہے جسے برداشت کرنے کی طاقت کسی میں نہیں۔ لہذا عافیت اسی میں ہے کہ بندہ اپنی زبان کی حفاظت کرے اور اسے ان باتوں کے لئے استعمال کرے جو اُسے دنیا اور آخرت میں نفع دیں۔ اللہ پاک تمام مسلمانوں کو زبان کی حفاظت و نگہداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے، امین۔ (صراط الجہان حج ٤٩٩ ص ٥٠١ تا ٥٠٢)

صلوٰعَلَى الْحَبِيبِ صَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ

حضرت سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ پاک کے پیارے رسول صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: "کیا میں تمہیں ایسا عمل نہ بتاؤں جو بدن پر ہلاکا اور میزان (یعنی SCALE) میں بھاری ہو؟" میں نے عرض کی: کیوں نہیں۔ ارشاد فرمایا: وہ خاموشی، اچھے اخلاق اور بے فائدہ



فَوْمَانٌ مُصْطَطَفٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: جس کے پاس بیرا ذکر ہوا اور اُس نے مجھ پر ڈر دوپاک نہ پڑھا اس نے جذت کا راستہ چھوڑ دیا۔

(الْحَصْنُ لَابْنِ آبِي الدُّنْيَا مِعَ مُوسَوعَةِ ج ٧ ص ٨٧ حديث ١١٢)

گفتگو کو چھوڑ دینا ہے۔

صلوٰعَلٰى الْحَبِيبِ صَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ

آدمی کی خوبصورتی کیا ہے؟ [دیتہ] ہمارے پیارے آقا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے اپنے پچا جان نے مجھ تجھ میں ڈال دیا۔ حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ! آدمی کی خوبصورتی کیا ہے؟ آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: تمہاری خوبصورتی

(ادب الدنيا والدين ص ٤١)

صلوٰعَلٰى الْحَبِيبِ صَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ

آقا [دیتہ] صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی نصیحت جنت کے نوجوانوں کے سردار، صحابی اہن صحابی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے اپنے ناجان، مکے مدینے کے سلطان صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو صحابۃ کرام عَلَیْہِمُ الرَّیْضُونَ کو جو صحیت فرماتے سناؤں میں سے ایک یہ ہی ہے: ”خوشخبری ہے اُس کے لئے جو نُخُضُول گفتگو سے زکار ہے۔“ (حلیۃ الاولیاء ج ۳ ص ۲۳۶ حديث ۳۸۱۷)

صلوٰعَلٰى الْحَبِيبِ صَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ

دعا مصطفیٰ [دیتہ] حضرت اُنس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے تین بار یہ بات ارشاد فرمائی: ”اللَّهُمَّ أَكُ أُسْرِحُ مَرَأْيَتِي!“ بات کرتا ہے تو فائدہ (یعنی ثواب) پاتا ہے اور خاموش رہتا ہے تو سلامت رہتا ہے۔ (شعب الایمان ج ۴ ص ۲۴۱ حديث ۴۹۳۸)

صلوٰعَلٰى الْحَبِيبِ صَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ



فَرْمَانٌ مُصْطَلِّهٗ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مجھ پر رُزو دپاک کی کثرت کرو بے شک تہارا مجھ پر رُزو دپاک پڑھنا تمہارے لئے پکری گی کا باعث ہے۔ (ابی عیال)

فرمان امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ: بندے کا بے فائدہ
کاموں میں مشغول ہونا اس بات کی علامت (یعنی نشانی)
ہے کہ اللہ پاک نے اس سے اپنی نظر رحمت پھیر لی

(التمہید لابن عبدالبرج ۴ ص ۱۷۹)

صحابی ابن حبیب حضرت سیدنا عبد اللہ بن ابی اوی رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: مکنی مدنی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن لوگوں میں سب سے زیادہ اُس کے گناہ ہوں گے جو سب سے زیادہ لا یعنی (یعنی بے

(جامع صغیر ص ۸۶ حدیث ۱۳۸۶) کار فضول) باتیں کرے۔

شَرِحُ حَدِيثِ: اس لیے کہ جو زیادہ باتیں کرے گا اُس میں بے کار اور خلافِ شریعت باتیں بھی زیادہ ہوں گی تو خلافِ شریعت باقی سے اُس کے گناہ بڑھیں گے اور اس طرف اُس کی توجہ بھی نہ ہوگی۔

(التیسیر شرح الجامع الصغیر ج ۱ ص ۲۰۰، فتاویٰ رضویہ ج ۲۸ ص ۶۴۵ تسهیلہ)

آئیے! یہ روایت بیان کرنے والے صحابی بنی حضرت عبد اللہ بن ابی اوی رضی اللہ عنہما کے مبارک حالات سنتے ہیں، آپ کا نام: عبد اللہ بن ابی اوی اور کنیت: ابو معاویہ ہے۔

صحابی ابن حبیب حضرت سیدنا عبد اللہ بن ابی اوی رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں میرے والد (ابی اوی رضی اللہ عنہ)

زکوٰۃ لے کر حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا دی: **اللَّهُمَّ صَلِّ**

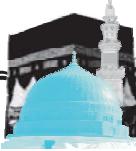
اللَّهُمَّ رَبُّ الْعِزَّةِ كَيْ نَظَرْ
عَنْ أَيْتِكَ هُنْ جَازِي عَلَامَتِ

فضُولٌ بُولَنَّ وَالْ
مَكَّةَ گَنَاهُ سَبَّ زَيَادَه

(کار فضول) باتیں کرے۔

حَضْرَتُ عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ
إِبْيَ اُوْيِي كَادِكَ خَيْرَهُ

زَكْوَةَ دِينِيَّنَّ وَالْ
مَكَّةَ بِلَيْتَ دُعَاءً



فَوْمَانٌ مُصْطَلِّفٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰيْهِ وَاللّٰهُ وَسَلَّمَ: جس کے پاس میراڑ کہو اور وہ مجھ پر ڈرو دریف نہ پڑھے تو وہ لوگوں میں سے کئوں ترین شخص ہے۔

(بخاری ج ۱ ص ۴ ۵۰ حديث نازل فرما!

حضرت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث پاک کی وضاحت میں لکھتے ہیں: حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ

فخر یہ طور پر خدا کا شکر ادا کر رہے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا میں ہمیں اور ہمارے والدِ محترم کو بھی مل

چکی ہیں۔ بعض نے فرمایا کہ یہاں لفظ آل زائد ہے مگر حق یہ ہے کہ آل اپنے معنے ہی میں ہے، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم
وسلم صرف ان لوگوں ہی کو نہیں بلکہ ان کے بال بچوں سارے گھر والوں کو بھی دعا میں دیتے ہیں۔ (مراتج ۳ ص ۱۱)

مراہات میں ہے: حضرت سیدنا عبد اللہ بن ابی اوفر رضی اللہ عنہما کو فی میں

87 ہجری میں وفات پانے والے آخری صحابی ہیں۔ آپ ان صحابہ سے ہیں جن

سے حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات ہے کیونکہ آپ کی وفات کے

وقت امام عظیم کی عمر ۷ سال (اور بعض کے نزدیک ۱۷ سال (زہبۃ القاری ج ۱ ص ۷۰ مخوذ)) تھی۔ (مراتج ۵ ص ۳۸۲) اللہ رب العزت کی

ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ امین بجاہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

صلوٰعَلیِ الْحَبِیْبِ صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّدٍ

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! حضرت امام محمد بن محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ ”احیاء

العلوم“ میں فرماتے ہیں: اگر ایک کلمے (یعنی لفظ) سے اس (بات کرنے والے) کا مقصود

(یعنی مطلب) حاصل ہو سکتا ہو اور وہ دو کلمے (یعنی دو افاظ) استعمال کرے تو دوسرا کلمہ فضول

یعنی حاجت (یعنی ضرورت) سے زیادہ ہوگا۔ (احیاء الفکوم ج ۳ ص ۱۴۱) اگر ایک لفظ سے کام نہ چلتا ہو تو ایسی صورت میں دو یا

ضرورت کے مطابق جتنے بھی الفاظ بولے گئے وہ فضول نہیں۔ جن چیزوں میں لفظان ہے اور مُؤاخذہ (مُآخذہ یعنی

پوچھ چکھ) اور عذاب ہے اُن سے بچنا تو ہر انسان کی عقل کا بھی تقاضا ہے، لیکن جو باتیں ایسی ہوں جن سے نفع ہونے



نقسان وہ بھی وہ حقیقت نقسان ہی کی باتیں ہیں کیونکہ جتنی دیر ایسی باتیں کیں اتنی دیر ذکر و ذرود ہو سکتا تھا، تلاوت کر سکتے تھے۔ ان منافع (یعنی فائدوں) کا ضائع ہونا نقسان نہیں تو اور کیا ہے؟ پھر جب فضول باتیں شروع ہو جاتی ہیں تو بڑھتے بڑھتے (اساوقات) لوگوں کی بُرا نیوں اور غیبتوں تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ اس لیے خیر (یعنی بھلانی) اسی میں ہے کہ خاموش رہے یا اللہ پاک کا ذکر کرے، اور بقدر ضرورت دُنیا کی تھوڑی بہت بات کرے جو جائز امور سے متعلق ہو، دُنیا کی جائز باتوں کی کثرت بھی دل میں قساوت (یعنی سختی پیدا ہونے کا ذریعہ بن جاتی ہے)۔

صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَى الْحَبِيبِ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَى مُحَمَّدٍ

خَامُوشِ فَلَرَآخْرَتْ سَے حضرت عیسیٰ عَلَيْهِ الصَّلَوةُ وَالسَّلَامُ کا ارشاد مبارک ہے کہ اللہ پاک کے ذکر سے جو گفتگو خالی ہے وہ لَغُو (یعنی فضول) ہے اور جو خاموشی فلر آخِرَت سے خالی ہے وہ عَقْلَتْ ہے۔ اور جو زگا عبرت سے خالی ہے وہ فَضُولُ وَ بَے کار ہے۔ وہ شخص مبارک (یعنی برکت والا) ہے جس کی بات چیت میں اللہ پاک کا ذکر ہے، جس کی خاموشی میں غور و فکر ہے، جس کی آنکھ میں عبرت ہے۔

عَقْلَتْ كَسَرَ كَسَرَ كَسَرَ كَسَرَ كَسَرَ اے عاشقانِ رسول! اس فرمان عیسیٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ میں یہ بھی ہے کہ ”جو خاموشی فَلَرَآخْرَت سے خالی ہے وہ عَقْلَتْ ہے۔“ آئیے! جانتے ہیں کہ غفلت کیا ہے۔ ”آلِغَرِیفات“ میں ہے: **الْعَفْلَةُ: مُتَابَعَةُ النَّفْسِ عَلَى مَا تَشَتَّهِيَهُ**۔ یعنی ”نفس“ کو خواہشات کے پیچھے لگائے رکھنا غفلت کہلاتا ہے۔

غافلوں کی نمائت میں قرآن کریم پارہ ۹ سورۃ الْأَعْرَاف آیت ۲۰۵ میں ارشادِ الہی ہے:



آسان ترجمہ قرآن کنز العرفان : اور اپنے رب کو اپنے دل میں یاد کرو گڑھاتے ہوئے اور ڈرتے ہوئے اور بلندی سے کچھ کم آواز میں صبح و شام، اور غافلوں میں سے نہ ہونا۔

وَإِذْ كُرْسَبَكَ فِي نَفْسِكَ تَصْرُّعًا
خِيْفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ
بِالْغُدُوٍ وَالْأَصَالِ وَلَا تَنْكِنْ مِنَ
الْغَفِيلِينَ ۝

بِحَمْمٍ غَفَلْتَ هَـ

بخاری شریف کی ایک حدیث پاک میں یہ بھی ہے: اللہ پاک کی قسم! مجھم پر قرق (یعنی غربت) کا خوف نہیں لیکن مجھے ڈر ہے کہ تم پر دُنیا پھیلادی جائے گی جیسا کہ تم سے پہلی قوموں پر پھیلائی گئی تھی، پس تم بھی اس دُنیا کی خاطر پہلے لوگوں کی طرح باہم (یعنی آپس میں) مقابلہ کرو گے، اور یہ تمہیں غفلت میں ڈال دے گی جس طرح اس نے پہلی قوموں کو غافل کر دیا۔ (بخاری ج ۴ ص ۲۲۵ تا ۲۲۶ حدیث ۶۴۲۵)

بِلَكَ نَمَازِكَ قَضَا هَـ

”مُكَاشَفَةُ الْقُلُوبِ“ میں ہے: حضرت سیدنا شیخ ابو علی دقاقيع (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: ایک بہت بڑے ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ تخت بیمار تھے، میں عیادت کے لیے حاضر ہوا، ازدگر معتقدین کا ہجوم تھا، وہ بُرُّ رُّگ رحمۃ اللہ علیہ رور ہے تھے۔ میں نے عرض کی: اے شیخ! کیا دُنیا چھوٹے پر رور ہے ہیں؟ فرمایا: نہیں، بلکہ نمازیں قضا ہونے پر رورہا ہوں۔ میں نے عرض کی: حضور! آپ کی نمازیں کیونکر قضا ہو گئیں؟ فرمایا: میں نے جب بھی سجدہ کیا تو غفلت کے ساتھ اور جب سجدے سے سراٹھیا تو غفلت کے ساتھ اور اب غفلت ہی میں موت سے ہم آغوش ہو رہا ہوں، پھر ایک آہ سر دل پر درد سے کھینچ کر چار عربی اشعار پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے: ۱ میں نے اپنے تشر (یعنی اٹھائے جانے)، قیامت کے دن اور قبر میں اپنے رُخسار (یعنی گاہ) کے پڑا ہونے کے بارے میں غور کیا ۲ (مجھہ می ہوئی) اتنی عزت و رُفت (یعنی بلندی) کے بعد (بھی) میں اکیلا پڑا ہوں گا اور اپنے جرم کی بنا پر رہیں (یعنی گزوی) ہوں گا اور خاک ہی میرا تکیہ ہو گی ۳ میں نے اپنے حساب کی طوائف (یعنی آبما



ہونے) اور نامہ اعمال دینے جانے کے وقت کی رسوائی کے بارے میں بھی سوچا ۴۴ مگر اے مجھے پیدا کرنے والے اور مجھے پالنے والے! مجھ تجھ سے رحمت کی امید ہے، تو ہی میری خطاؤں کو بچنے والا ہے۔
(مکاشفة القلوب ص ۲۲)

وَإِنَّهُمْ هُوَ الْأَكْبَرُ **جَهَنَّمُ هُوَ الْأَكْبَرُ** **رَوْحَةُ الْجَنَّةِ هُوَ الْأَكْبَرُ**

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! اس واقعے میں کس قدر عبرت ہے! ذر ان اللہ والوں کو دیکھئے جن کا ہر لمحہ یادِ الہی میں بسر ہوتا ہے مگر پھر بھی عاجزی کا عالم یہ ہے کہ اپنی عبادات و ریاضات کو کسی خاطر میں نہیں لاتے اور ان اللہ پاک کی بے نیازی اور اُس کی خُفیہ تدبیر سے ڈرتے ہوئے گریہ وزاری کرتے (یعنی روتے و ہوتے) ہیں۔ اُن غفلت کے ماروں پر صد کروڑ افسوس کہ نیکی کے نوں کا گلکتہ تک جن کے پلے نہیں، اخلاص کا دور دُور تک نام و نشان نہیں مگر حال یہ ہے کہ اپنی عبادتوں کے بلند بانگ دعوے کرتے نہیں تھکتے! اللہ پاک کے نیک بندے گناہوں سے محفوظ ہونے کے باوجود خوفِ الہی سے تھرثارتے کپکپاتے اور اپنے آنسوگراتے ہیں، مگر غفلت شعار بندوں کا حال یہ ہے کہ بے دھڑک معصیت (یعنی نافرمانی) کا سلسلہ چلاتے، اپنے گناہوں کا عام اعلان سناتے اور پھر اس پر زور زور سے قہقہے لگاتے ذرا نہیں لجاتے، کان کھول کر سننے! مکاشفة القلوب میں ہے: حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”جو نہیں کر گناہ کرے گا وہ روتا ہوا جہنم میں داخل ہوگا۔“ (مکاشفة القلوب ص ۲۷۵)

گناہوں سے مجھ کو بچا یا لیں!

بُری عادتیں بھی چھڑا یا لیں!

(وسائل بخشش ص ۱۰۰)

بُرُّكَ مُلَكُّ خَوَابٍ **مِنْ بُشْرَاتِ دُنْيَا**

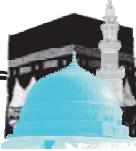
اے عاشقانِ رسول! غفلت کی نینداڑانے، گناہوں کی عادت چھڑانے اور سنتوں پر عمل کا جذبہ بڑھانے کیلئے دعوتِ اسلامی کے سنتیں سیکھانے کے مدنی قافلوں میں سفر کیجیے۔ آپ کی ترغیب کیلئے ایک ایمان افروز سُمدنی بہار، پیشِ خدمت ہے: چنانچہ وہاڑی پنجاب کے ایک اسلامی بھائی دینی ماحول میں آنے سے پہلے مختلف طرح کے



گناہوں میں مبتلا تھے، وہ جسمانی طور پر اگرچہ صحیت مند تھے لیکن عبادت کے معاملے میں بہت کمزور تھے، جیسے جیسے جوانی کے قریب ہوتے رہے ویسے ویسے نیکیوں سے دُور ہوتے چلے گئے۔ براویوں میں زندگی گزارنے لگے۔ گانے باجے، فلمیں ڈرامے، جھوٹ، غیبت اور طرح طرح کے گناہوں میں وفات بر باد ہوتا رہا اور صرف یہی نہیں بلکہ ان کی ڈاؤن لوڈنگ کی دکان تھی جس کے ذریعے وہ خود تو گناہ کرتے ہی تھے مزید دوسروں کے موبائل میں فلمیں ڈرامے، گانے باجے ڈاؤن لوڈ کر کے ان کے اس گناہ میں شامل ہو جاتے تھے اور اس کے پیسے بھی لیتے تھے۔ ان کی زندگی گناہوں کے آندھیرے میں ڈوبی ہوئی تھی، حتیٰ کہ وہ اپنے آپ کو دنیا کا سب سے بُرا انسان سمجھنے لگے، الہمۃ دعوتِ اسلامی سے انہیں بچپن ہی سے محبت تھی جس بنابرودہ کسی طرح اسلامی بھائیوں سے رابطہ کر کے تین دن کے مدتی قافلے کے مسافر بن گئے۔ مدتی قافلے میں انہیں بہت کچھ سیکھنے کو ملا، جس کی وجہ سے ان کی محبت دعوتِ اسلامی سے مزید بڑھ گئی۔ ایک روز جب یہ گھر کے حالات کی وجہ سے پریشان تھے اور اسی پریشانی کے عالم میں جب یہ سوئے تو خواب میں دیکھا کہ ایک بُرُرگ ان سے فرمار ہے ہیں کہ ”چھوٹے بھائی کو لے کر فیضانِ مدینہ (کراچی) آجائنا، ان شاء اللہ سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔“ اتنا سندا تھا کہ ان کی آنکھ کھل گئی۔ پھر انہوں نے گھر والوں کو یہ خواب بتایا اور چھوٹے بھائی کو لے کر فیضانِ مدینہ کراچی جانے کی اجازت چاہی، جس پر ان کے گھر والے راضی ہو گئے۔ فیضانِ مدینہ کراچی پہنچ کر ان دونوں نے پورے ماہ رمضان کا ایضاً کیا، اللہ خالق اکرم علیہ السلام اعیانِ امت کی برکت سے انہوں نے اپنے تمام بُرے کاموں سے توبہ کی اور سر پر عمامے شریف کا تاج سجانے کے ساتھ ساتھ حضور غوث اعظم رحمة اللہ علیہ کے مریدوں میں بھی شامل ہو گئے۔

اے عاشقانِ اولیا! جوانی میں توبہ کر لینا اور اللہ رب العزت کی اطاعت و فرمان برداری میں مشغول

ہو جانا بہت بڑی سعادت ہے۔ اللہ کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خوشیوں بھرا فرمان ہے: ”جو انی میں توبہ کرنے والا شخص اللہ پاک کا محبوب (یعنی پیارا) ہے۔“ (کتاب التوبہ مع موسوعہ امام ابن القیم ج ۳ ص ۴۲۲ حدیث ۱۸۴) اپنی جوانی



عبدات میں گزار دینے والے کو قیامت کے دن عرش کا ساری یاری صیب ہوگا۔ (مسلم ص ۳۹۹ حدیث ۲۳۸۰) نیز صوفیاً کے کرام فرماتے ہیں کہ جوانی کی عبادت بڑھاپے کی عبادت سے افضل ہے کہ عبادات کا اصل وقت جوانی ہے۔

کر جوانی میں عبادت کا بیلی اچھی نہیں جب بڑھاپا آگیا کچھ بات بن پڑتی نہیں

یہ بڑھاپا بھی نہ ہوگا موت جس دم آگی

(مراۃ المنایح ج ۳ ص ۱۲۷)

اللَّهُ رَبُّ الْعِزَّةِ ہمیں زندگی کے آخری سانس تک اپنا فرماں بردار رکھے اور عبادت میں اخلاص ولذت

أَمِينٌ بِحَاكِمَةِ خَاتَمِ النَّبِيِّنَ صَلَى اللَّهُ عَلَيْهِ وَاللَّهُ وَسَلَّمَ عنايت عطا فرمائے۔

صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَى الْحَبِيبِ صَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ

بولے اور چپے فرمانِ مصطفیٰ صَلَى اللَّهُ عَلَيْهِ وَاللَّهُ وَسَلَّمَ ہے: إِمْلَاءُ الْخَيْرِ خَيْرٌ مِّنَ السُّكُوتِ وَالسُّكُوتُ خَيْرٌ مِّنْ إِمْلَاءِ الشَّرِّ۔ یعنی اچھی بات کہنا خاموشی سے بہتر ہے اور خاموش رہنا بُری بات کہنے سے بہتر ہے۔ (شُعبُ الأیمان ج ۴ ص ۲۵۶ حدیث ۴۹۹۳) حضرت علی بن

عثمان ہجویری حلقہ آلمعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ "کشف المَحْجُوب" میں فرماتے ہیں: کلام (یعنی بولنا) دو

طرح کا ہوتا ہے۔ ایک کلام حق (یعنی اچھی گفتگو) اور دوسرا کلام باطل (یعنی غلط و بے کار گفتگو)، اسی طرح خاموشی بھی دو

طرح کی ہوتی ہے: (۱) بامقصود خاموشی (مثلاً فکر آخرت یا شرعاً احکام پر غور و خوض وغیرہ کیلئے چپ رہنا) (۲) غفلت بھری (یا

معاذ اللہ گندے تصورات یادنیا کے بے جا خیالات سے بھر پور) خاموشی۔ ہر شخص کو سکوت (یعنی خاموشی) کی حالت میں خوب

اچھی طرح غور کر لینا چاہئے کہ اگر اس کا بولنا حق (یعنی اچھا) ہے تو اب بولنا اس کی خاموشی سے بہتر ہے اور اگر اس کا بولنا

باطل (یعنی غلط یا فضول) ہے تو ایسے موقع پر اس کی خاموشی اس کے بولنے سے بہتر ہے۔ حضور داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ



فَوْمَانٌ مُصْطَلِّهٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَالْهُوَ سَلَّمَ: جس نے کتاب میں مجھ پر مدد و پاک لکھا توجہ تک میرا ازاں میں ربے گا فرشتے اس کیلئے استغفار (یعنی بخشش کی دعا) کرتے رہیں گے۔ (طریق)

الشیعیلیہ گفتگو کے حق یا باطل ہونے کے متعلق سمجھانے کیلئے ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: حضرت ابوکبر شبیلی بغدادی رحمة اللہ علیہ نے ایک مرتبہ بغداد شریف کے ایک محلے سے گزرتے ہوئے ایک شخص کو سُنا وہ کہہ رہا تھا: **السُّكُوتُ خَيْرٌ** مَنَ الْكَلَامُ یعنی ”خاموشی بولنے سے بہتر ہے۔“ آپ رحمة اللہ علیہ نے اسے فرمایا: ”چونکہ ہر صورت میں خاموشی اچھی نہیں لہذا تیرے (یہ جملہ) بولنے سے تیرا خاموش رہنا اچھا ہے اور میرا بولنا خاموش رہنے سے بہتر ہے۔“ (ماخوذ از کشف المحجوب ص ۴۰۲)

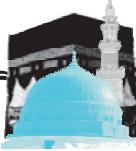
صلوٰا عَلَى الْحَبِيبِ صَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ

زیادہ ”بک بک“ کرنے والوں پر شیطان غالب آ جاتا ہے، کیونکہ جب آدمی زیادہ باتوںی ہوتا ہے تو خطاؤں کا امکان بڑھ جاتا ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ شیطان اُس سے گناہ کروانے میں کامیاب ہو جائے۔ البتہ جو خاموش رہنے کا عادی ہے وہ شیطان پر غلبہ (یعنی برتری، جیت) پا لیتا ہے۔ حضرت ابوسعید خُدُری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے، ایک آدمی نے کلی مدنی تاجدار صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَالْهُوَ سَلَّمَ سے عرض کی: یا رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَالْهُوَ سَلَّمَ! مجھے کوئی نصیحت فرمائیے۔ سرکار مدینہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَالْهُوَ سَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: اللہ پاک کا تقویٰ لازم پکڑ لو کہ تمام بھلائیوں کی اصل (یعنی جز) ہے اور جہاد کو لازم پکڑ لو کہ یہ اہل اسلام کی رہبانیت (یعنی گوششین) ہے اور ذکر اللہ و تلاوت قرآن پاک کی پابندی کرو کہ یہ تھارے لیے زمین میں نور اور آسمانوں میں تمہارے تذکرے کا باعث ہو گا۔ اور کلمہ خیر (یعنی اچھی بات) کے سوا اپنی زبان کی حفاظت کرو کہ اس کی بدولت تم شیطان پر غائب پا لو گے۔ (معجم صغیر ج ۲ ص ۶۶)

حضرت امام محمد بن محمد بن محمد بن محمد غزالی رحمة اللہ علیہ ”احیاء العلوم“ میں فرماتے ہیں: انسان کو بہ کانے میں زبان شیطان کا سب سے بڑا تھیار ہے۔

(احیاء العلوم ج ۳ ص ۱۳۳)

شیطان کا سب م سے بڑا تھیار



صلوٰعَلِيُّ الْحَبِيبِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ مُحَمَّدَ

مسلمانوں کے پہلے خلیفہ عاشق اکبر، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ قطعی (یعنی یقینی) جنتی ہونے کے باوجود زبان کے معاملے میں کافی احتیاط فرمایا کرتے تھے، میں پھر رکھ لیتے ہیں۔ ”احیاء العلوم“ میں ہے: ”حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے مبارک مٹھے میں پھر رکھ لیا کرتے تھے تاکہ بات کرنے کا موقع ہی نہ رہے۔“ (احیاء الفنون ج ۲ ص ۱۳۷)

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! اگر آپ واقعی خاموشی کی عادت بنانا چاہتے ہیں تو اس کو سمجھیدہ (یعنی سیریس، SERIOUS) لینا ہوگا، اور چپ رہنے کی خوبی مشق (یعنی PRACTICE) کرنی پڑے گی، ورنہ معمولی سی کوشش سے خاموشی کی عادت بننا شوار ہے۔ زبان کے غیر ضروری استعمال کی تباہ کاریوں سے خود کو ڈراتے ہوئے خاموشی کی عادت بنانے کی بھرپور کوشش فرمائیے ان شاء اللہ الکریم کامیابی آپ کے قدم چوئے گی۔ آئیے! ایک کوشش کرنے والے کی استقامت کا واقعہ سُنتے ہیں، حضرت ازطاہ بن منذر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک صاحب چالیس سال تک خاموش رہنے کی اس طرح ”مشق“ (یعنی PRACTICE) کرتے رہے کہ اپنے مٹھے میں پھر رکھ لیتے، یہاں تک کہ (نمایا ذکریا) کھانے یا پینے یا سونے کے علاوہ وہ پھر مٹھے سے نہ نکلتے۔ (الصمت مع موسوعہ ابن أبي الدنيا ج ۷ ص ۲۵۶ قول نمبر ۴۳۸)

تابعی بزرگ حضرت سیدنا ریبع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ نے 20 سال تک دنیاوی بات زبان سے نہیں کی، جب صبح ہوتی تو قلم و دوات (یعنی INKPOT) اور کاغذ لے لیتے اور دن بھر جو بولتے اُسے لکھ لیتے اور شام کو اپنا محاسبہ (یعنی خود سے پوچھ گئے) فرماتے۔ یعنی اُس لکھنے کے مطابق اپنی گفتگو کا جائزہ



فَوْمَانٌ مُصْطَلَّهٗ صَلَّى اللّٰہُ عَلٰیہِ وَاللّٰہُ وَسَلَّمَ: بروز قیامت لوگوں میں سے میرے تربیت روہ ہو گا جس نے دنیا میں مجھ پر زیادہ درود پاک پڑھے ہوں گے۔ (تزمی)

(احیاء العلوم (اردو) ج ۳ ص ۳۳۹، احیاء العلوم ج ۳ ص ۱۳۷)

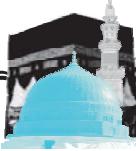
لیتے۔

**باقیت چیت کے
جاائزے کا طریقہ**

اپنی بات چیت کا ”جاائزہ“ لینے کا طریقہ یہ ہے کہ اپنی ہر ہر بات پر غور کر کے اپنے آپ سے پوچھ چکھ کرے، مثلاً بغیر زبان ہلائے دل، ہی دل میں خود سے پوچھ کر کہ فلاں بات تم نے کیوں کی؟ اُس مقام پر بولنے کی کیا ضرورت تھی؟ فلاں گفتگو (گفت گو) اتنے ألفاظ میں بھی نہایتی جا سکتی تھی مگر اس میں فلاں فلاں لفظ زائد کیوں بولے؟ فلاں سے بات کرتے ہوئے مجھ جانے کے بعد کیا؟ جی؟ کیا کہا؟ وغیرہ کیوں کہا؟ اور سامنے والے کو اپنی بات دُہرانے کی تکلیف کیوں دی؟ فلاں سے جو جملہ تم نے کہا وہ دل آزار نظر تھا، تم نے اُس کا نا حق دل دکھا دیا چلواب تو بہبھی کرو اور اُس اسلامی بھائی سے معاف بھی مانگو، فلاں بیٹھک (یعنی گیرنگ - GATHERING) میں کیوں گئے جب کہ معلوم ہے کہ وہاں فضول با تین بھی ہیں اور فلاں فلاں بات میں تم نے ہاں میں ہاں کیوں ملائی تھی؟ وہاں تمہیں غنیمت بھی سُننی پڑائی تھی بلکہ تم نے غنیمت سننے میں دیچپسی بھی لی تھی چلو پکی تو بہ اور ایسی بیٹھکوں (GATHERINGS) سے دور رہنے کا بھی عزم کرو۔ اس طرح سمجھدار آدمی اپنی گفتگو بلکہ روزمرہ کے تمام معاملات کا جائزہ لے سکتا ہے۔ یوں گناہ، بے اختیاطیاں، اپنی بعض کمزوریاں اور خامیاں سامنے آسکتیں ہیں اور اصلاح کا سامان ہو سکتا ہے۔ دعوتِ اسلامی کے دینی ماحول میں محسسے کو جائزہ کہتے ہیں اور دعوتِ اسلامی کے ”دینی ماحول“ میں روزانہ کم از کم 12 منٹ آعمال کا جائزہ کرنے اور اس دوران نیک آعمال کا رسالہ پر کرنے کا ذہن دیا جاتا ہے۔

ذکر و ذرود ہر گھری ورد زیاب رہے

میری فضول گوئی کی عادت نکال دو (رسائل بخشش ص ۳۰۵)



اعمال کا جائزہ

تمام عاشقان رسول کو چاہئے کہ روزانہ کم از کم 12 منٹ اپنے دن بھر کے اعمال کا

”جائزہ“ لیں اور دعوتِ اسلامی کے مکتبہِ المدینہ کے رسائے ”نیک اعمال“ کے میں دیئے ہوئے خانے پر کریں اور ہر ماہ کی پہلی تاریخ کو اپنے یہاں کے دعوتِ اسلامی کے ”شعبہِ اصلاحِ اعمال“ کے ذمے دار کو جمع کروائیں۔ اِن شَاءَ اللَّهُ حُسْنَ أَخْلَاقُ اُرْتَقُوْيِ كَذِهِرُوْنَ ذِهِرُ خَزَانَهُ هَا تَحَآءَيْنَ گا اور عشقِ رسول کے چھلکتے جام پینے نصیب ہوں گے۔

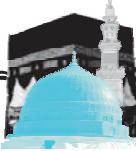
صلوٰا عَلَى الْحَبِيبِ صَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ

اللَّهُمَّ پَكْ سَتَ زَبَانَ كَيْ تَيْزِيْ کِيْ شَكَایتَ

مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ مسلمانوں کے پہلے خلیفہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی زبان مبارک کو ہاتھ سے پکڑ کر کھینچ رہے ہیں، پوچھا کہ اے نائب رسول! آپ یہ کیا کر رہے ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ مجھے ہلاکت (یعنی تباہی) کی جگہوں پر لے گئی ہے، اور حضور اکرم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فرماتے ہیں: ”جسم میں کوئی ایسا عضو نہیں کہ اللَّهُ پاک سے زبان کی تیزی کی شکایت نہ کرتا ہو۔“ (احیاء العلوم (اردو) ج ۳ ص ۳۵۴، احیاء العلوم ج ۲ ص ۱۳۵)

بَاهِرَتْ زَبَانَ سَتَ زَكَالَ

دیکھا آپ نے! مسلمانوں کے پہلے خلیفہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جیسے بخشے بخشائے صحابی زبان کی آفتوں سے بہت ڈرتے تھے، یقیناً اس میں ہم لوگوں کے لیے کافی نصیحت ہے، کیونکہ ہم تو جی میں جو آیا وہ زبان سے بول پڑتے ہیں۔ حضرت سیدنا امام محمد بن محمد بن محدث بن حمزہ رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں: بہت سی باتیں ایسی ہوتی ہیں جو بولنے والے شخص سے کہتی ہیں: ”ہمیں زبان سے باہر نہ زکال۔“ (منهج العابدین (اردو) ص ۱۴۵، منهج العابدین ص ۶۶)



فَرْمَانٌ مُصْطَلِّهٗ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: شبِ بھعا و روزِ محمدؐ پر درود کی کثرت کر لیا کرو جو ایسا کرنے کا قیامت کے دن میں اس کا شیق و گواہ ہوں گا۔ (شعب الایمان)

عَزَّ بِي مَقْوِلَهُ (یعنی کہاوت) ہے: **مَا شَيْءُ أَحَقُّ بِطُولِ السِّجْنِ مِنَ الْلِسَانِ** کوئی

بھی شے زبان سے بڑھ کر قید میں رہنے کی حق دار نہیں۔

(منهج العابدین (اردو) ص ۲۱، منهج العابدین ص ۹۶)

سات عابدوں (یعنی عبادت گزاروں) میں سے ایک عابد (یعنی عبادت

گزار) نے (اللہ پاک کے پیارے نبی) حضرت یوسف (علیہ السلام)

پر استقامت ملتی ہے کی خدمت میں عرض کی: جو لوگ پوری کوشش سے عبادت میں

مشغول رہتے ہیں ان کو عبادت پر جو استقامت (یعنی ٹھہراؤ) نصیب ہوتی ہے وہ زبان کی پوری طرح حفاظت کرنے کا نتیجہ

ہے۔ پھر اس عابد (یعنی عبادت گزار) نے عرض کی: آپ کے نزدیک کوئی بھی چیز زبان کی حفاظت سے زیادہ پسندیدہ نہیں

ہونی چاہیے کیونکہ دل کو ہر قسم کے وسوسوں سے پاک رکھنے کا ذریعہ میہی ہے۔ (منهج العابدین (اردو) ص ۲۱، منهج العابدین ص ۹۷)

صَلُوٰعَلِيُّ الْحَبِيبِ صَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ

حضرت سیدنا مالک بن صَفَیْعَ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ فرماتے ہیں: میرے والدِ ماجد نے

بتایا کہ حضرت قیسی رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ ہمارے یہاں عَضْر کے بعد تشریف لائے اور

میرے والدِ صاحب کے بارے میں پوچھا: ہم نے کہا: ”وہ سور ہے ہیں۔“

آپ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ نے فرمایا: ”کیا وہ عَضْر کے بعد سور ہے ہیں؟ اس وقت؟ کیا یہ وقت سونے کا ہے؟“ پھر آپ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ

ترشیف لے گئے۔ ہم نے ایک شخص کو ان کے پیچے بھیجا کہ ان سے کہے کہ آپ چلنے! میں ان کو آپ کے لئے جگادوں گا۔

وہ شخص مغرب کے بعد واپس آیا تو ہم نے اس سے پوچھا: کیا تم نے انہیں پیغام دے دیا تھا؟ کہا: وہ اپنے آپ میں اتنے

مَصْرُوف تھے کہ میری بات پر توجہ نہ دی، میں نے انہیں دیکھا، وہ قبرستان میں داخل ہو رہے تھے اور اپنے آپ کو ملامت

مَصْرُوف تھے کہ میری بات پر توجہ نہ دی، میں نے انہیں دیکھا، وہ قبرستان میں داخل ہو رہے تھے اور اپنے آپ کو ملامت



فَوْمَانٌ مُصْطَلَّهٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: جو مجھ پر ایک بارہو دپھتا ہے اللہ پاک اس کیلئے ایک قیراط اجر لکھتا ہے اور قیراط اخذ پہاڑ جتنا ہے۔ (عبد الرزاق)

کرتے (یعنی ڈانتے) ہوئے کہہ رہے تھے: ”بندہ جب چاہے سوئے، تو نے یہ کیوں کہا کہ یہ کون سا سونے کا وقت ہے! تجھے فُضُول سوال نہیں کرنا چاہئے تھا، اب میں اللہ پاک سے عہد کرتا ہوں اور اسے بھی نہیں توڑوں گا کہ میں تجھے پورا ایک سال سونے نہیں دوں گا۔“ جب میں نے یہ بات سُنی تو انہیں چھوڑ کر واپس آگیا۔ (الله والوں کی باتیں ج ۲۶۹ ص ۲۶۰)

سُبْحَنَ اللَّهِ! ایک طرف ہمارے بُرگاں دین کا عمل ہے اور افسوس! دوسری طرف ہماری بگڑی ہوئی حالت کہ بے جا اعیز اضافات، فُضُول تَقْيِيدات اور غیر ضروری سوالات سے فرصت نہیں پاتے۔ کاش! ہماری زبانوں پر لگام لگنے کی کوئی صورت بن جائے۔

حضرت یُوسُفُ بْنُ عُبَيْدَ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ (ابطور عاجزی) فرماتے ہیں: میرا نفس (عراق

کے شہر) بصرے کی شدید گرمی میں روزہ رکھنے کی تکلیف (تو) برداشت کر سکتا ہے مگر فُضُول باتوں میں سے ایک لفظ (بھی) چھوڑنے کی طاقت نہیں رکھتا۔

(منهج العابدين (اردو) ص ۱۴۱ ، منهاج العابدين ص ۶۴)

زَيْدَةُ حُفَاظَةٍ كَمَا وَزَهَدَ

اے عاشقانِ رسول! یقیناً شرم گاہ کی گناہوں سے حفاظت نہ کرنا بھی سُخت گناہ و حرام و جہنم میں لے جانے والا کام ہے اور واقعی اچھابو لئے میں اچھائی اور برابو لئے میں بُرائی ہے۔ زبانِ محشر میں شاید بڑوں بڑوں کو پھنسا کر کھو دے گی۔ اس کی حفاظت کی بہت ضرورت ہے۔ تابعی بُرگ حضرت سیدنا ابو حازم رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ فرماتے ہیں: مومن کو چاہئے کہ اپنی شرم گاہ سے زیادہ زبان کی حفاظت کرے۔

(الله والوں کی باتیں ج ۳ ص ۳۳۱، حلیۃ الاولیا ج ۳ ص ۲۶۷ قول نمبر ۳۹۰۹)



روزی میں تنگی کا ایک سبب ہے

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب تم اپنے دل میں سختی، جسم میں کمزوری اور رُزق میں تنگی دیکھو تو جان لو کہ تم نے ضرور کوئی فضول بات منہ سے نکالی ہے۔ (منهج العابدين ص ۶۵، منهاج العابدين (اردو) ص ۱۴۲)

صلوٰعَلِيُّ الْحَبِيبِ صَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ

اللَّهُ پاک تما میں سنتا ہے

حضرت سیدنا پیر شر حافی رحمۃ اللہ علیہ نہایت کم گفتگو کرتے اور اپنے دوستوں کو فرماتے: ”تم غور کرو کہ اپنے اعمال ناموں میں کیا لکھوا رہے ہو، کیونکہ وہ تمہارے ربِ کریم کے سامنے پیش ہوں گے۔ تو جو شخص رُبِی گفتگو کرتا ہے اُس پر افسوس ہے، اگر اپنے دوست کو کچھ لکھواتے ہوئے کبھی اُس میں بُرے الفاظ لکھوا تو یہ اُس کے ساتھ تمہاری بے حیائی تصور ہوگی پھر اللہ پاک کے ساتھ تمہارا کیا معاملہ ہے؟“ (تبیہ المغترین ص ۱۹۰)

اگر فضول باتیں کرنے پر قدری پڑتی تو؟

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”تمہارے اعمال لکھنے والے فرشتے اگر روزانہ تم سے ان صحیفوں (یعنی کتابوں) کی قیمت طلب کریں جن میں وہ تمہارے اعمال لکھتے ہیں تو (پیسے بچانے کی خاطر) تم اپنی بہت سی فضول باتیں چھوڑ دو، لیکن یہ معلوم ہونے کے باوجود کہ (تمہاری فضول گفتگو سے بھر پور) ان صحیفوں (BOOKS) کو تمہارے ربِ پاک کی بارگاہ عالی میں پیش ہونا ہے تو تم اپنے آپ کو (فضول باتوں سے) کیوں نہیں روکتے؟“ (ابن عساکر ج ۵۶ ص ۴۱۸)

هر بات فرشتے لکھتے ہیں

پروقار شخصیات جب سامنے ہوتی ہیں یا کبھی ”آربا بُرُسی“ یعنی حکامِ دنیا دار کے سامنے جانا پڑ جاتا ہے تو زبان خوب سننجل جاتی ہے، مگر یہ معلوم ہونے کے باوجود کہ عرّت والے فرشتے ہر بات لکھ رہے ہیں پھر بھی نہ جانے بے شرمی اور بے حیائی



فَوْمَانٌ مُصْطَلِّهٗ صَلَى اللّٰهُ عَلٰيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: مجھ پر درود پڑھ کر اپنی جاں کو آرستہ کرو کہ تمہارا درود پڑھنا برداز قیامت تمہارے لیے نور ہو گا۔ (فردوس الاخبار)

کی باتیں لوگوں کو کیوں کر سو جھتی ہیں! زبان پر گالی وغیرہ کیسے آ جاتی ہے! حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انسان پر تکبیث ہے کہ کراما کاتبین (یعنی عزت والے، لکھنے والے فرشتے) اس کے پاس ہیں اور اس کی زبان ان کا قلم، اور اس کا تھوک ان کی سیاہی ہے، پھر بھی وہ بیہودہ کلام (یعنی فضول اور گندی باتیں) کرتا ہے۔ (تبیہ المفترین ص ۱۹۰)

اللّٰهُ بِرٍ گفتگو سے بچانا مری یا وہ گوئی کی عادت مٹانا

یا وہ گوئی کے معنی: فضول باتیں کرنا۔

فضول گفتگو کے متعلق ایک واقعہ

حضرت ابو عکبر رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: ہم حضرت محمد بن سوہق رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسی بات نہ سناؤں جس نے مجھے فائدہ پہنچایا اور ہو سکتا ہے وہ تمہیں بھی فائدہ پہنچائے؟ ایک مرتبہ حضرت عطاء بن ابو رباح رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اے بھتیجے! تم سے پہلے گزرے ہوئے لوگ فضول گفتگو ناپسند کرتے تھے، وہ قرآن کریم کی تلاوت کرنے، نیکی کا حکم دینے، بُرائی سے فرع کرنے اور ضروری بات چیت کے علاوہ تمام فرض کی گفتگو کو "فضول باتوں" میں شمار کرتے تھے۔ کیا تم ان فرمانیں اللّٰہ کا انکار کرتے ہو؟ (جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے):

آسان ترجمہ قرآن کنز العرفان: اور بے شک تم

پر ضرور کچھ نہ بیان مقتنز ہیں معزز لکھنے والے۔

وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحِفْظِيْنَ ۝ كَرَامًا

گاتبین ۱۱

(پ ۳۰، الانطمار: ۱۱، ۱۰)

(ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے):

آسان ترجمہ قرآن کنز العرفان: ایک دائیں جانب اور

دوسرائیں جانب بیٹھا ہوا ہے۔ وہ زبان سے کوئی بات نہیں

نکالتا مگر یہ کہ ایک محافظ فرشتہ اس کے پاس تیار بیٹھا ہوتا ہے۔

عَنِ الْيَيْمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدًا ۱۴

مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدِيْهِ مَرْقِيْبٌ

عَتِيْدًا ۱۵

(پ ۲۶، ق ۱۷، ۱۸)



کیا تم میں سے کسی کو شرم نہیں آئے گی کہ اگر اس کے دن بھر کا نامہ اعمال اُس کے سامنے کھول دیا جائے تو اکثر اس میں وہ چیزیں دیکھے جس کا تعلق نہ دین سے ہونے دنیا سے۔
(الله والوں کی باتیں ج ۳۰ ص ۴۴)

صَلُوَاعَلَى الْحَبِيبِ صَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ

سَرَاتْ مَدَنِيْ بَچَلُولُونْ مسلمانوں کے دوسرا خلیفہ، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: **كَا فَارُونِيْ گُلْ سَتَهِ** فرماتے ہیں: ۱) فُضُول بولنے سے بچنے والے کو حکمت و دانائی عطا کی جاتی ہے ۲) فُضُول زگاہی (یعنی بلا ضرورت ادھر اور ہر دیکھنے یا

خواہ مخواہ مختلف چیزوں یا طرح طرح کے مناظر دیکھنے سے بچنے والے کو خُشُوع قلب (یعنی رفت و سوز) دیا جاتا ہے ۳) فُضُول طعام (یعنی بے ضرورت کھانا یا صرف لذت کے لئے طرح طرح کی چیزیں کھانا) چھوڑنے والے کو عبادت میں لذت دی جاتی ہے ۴) فُضُول ہنسنے سے بچنے والے کو رُغب و بد بہ عنایت ہوتا ہے ۵) مذاق مُخْرِي سے بچنے والے کو نورِ ایمان نصیب ہوتا ہے ۶) دُنیا کی مَحَبَّت سے بچنے والے کو آخرت کی مَحَبَّت دی جاتی ہے ۷) دوسروں کے عیب ڈھونڈنے سے بچنے والے کو اپنے عیبوں کی اصلاح کی توفیق ملتی ہے۔
(المنبهات ص ۸۹ تا ۹۰ ما خودا)

صَلُوَاعَلَى الْحَبِيبِ صَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ

فَضُولُ بَاتُولَ كَا حَسَابَتْ لِمَبَا هُوَ كَا بیان کیا گیا ہے: ایا کَ وَالْفُضُولَ فَإِنْ حِسَابَهُ يَطُولُ، یعنی فُضُول گفتگو سے نج! کیونکہ اس کا حساب لمبا ہو گا۔ (منهج العابدين ص ۶۷، منهج العابدين (اردو) ص ۱۴۷)

نَهْ بَوْلَ، نَهْ مَصِبَّتْ مِلْ بَرْطَ ایک اور بُرُزگ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ فرماتے ہیں: **إِحْفَظْ لِسَانَكَ لَا تَقُولُ فَتَبَتَّلِي إِنَّ الْلَّاءَ مُوَكَّلٌ بِالْمَنْطِقِ**

ترجمہ: اپنی زبان کی حفاظت کر، نہ بول نہ مصیبت میں پڑ، بیشک مصیبتیں گفتگو کے ساتھ ہڑی ہوئی ہوتی ہیں۔
(منهج العابدين ص ۶۶)



حضرت عبد اللہ ابن مبارک رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ فرماتے ہیں:

(۱) لَا احْفَظْ لِسَانَكَ إِنَّ الْلِسَانَ سَرِيعٌ إِلَى الْمُرْءِ فِي قُتْلِهِ

(۲) وَإِنَّ الْلِسَانَ ذَلِيلُ الْفُؤَادِ يَدْلُلُ الرِّجَالَ عَلَى عَقْلِهِ

(۱) اپنی زبان کی حفاظت کر کیونکہ یہ معمولی ساعِضو (PART) بہت جلد انسان کو ہلاکت میں ڈال دیتا ہے۔

(۲) بے شک زبان انسان کے دل پر دلیل ہے جو گفتگو کرنے والوں کی عقل کا اندازہ بتاتی ہے۔ (منہاج العابدین ص ۶۶، منہاج العابدین (اردو) ص ۱۴۴)

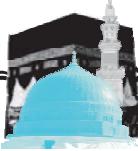
بازاری گفتگو کرنے والے کو نصیحت

شیخِ افضل الدین رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ نے ایک شخص کو بازاری گفتگو کرتے سنا تو ارشاد فرمایا: اے بھائی! اللہ پاک نے بندے کے کان و زبان بنائے تاکہ اچھا سنبھال سکے اور اچھا بولے، قرآن کریم، حدیث پاک، آذان اور امام سے تکبیر تحریمہ اور جو تجھے نصیحت کرے اُس کی نصیحت سنبھال سکے، اور زبان و کان کو نہیں مذاق، غبیت، بہتان، جھوٹ، چخنی اور بے کار باتیں کرنے سنبھال سکے لیے پیدا نہیں فرمایا۔ اے بھائی! اپنے کان و زبان کو بے مقصد استعمال کرنے سے پر ہیز کر، یہ سراسر قصان ہے اور اگر زبان کی تیزی کی بنا پر کوئی (گناہ بھری) بات نکل جائے تو فوراً توبہ و استغفار کرو۔

(المن کبڑی ص ۵۴۷)

دعوتِ اسلامی نمازی بنا دیا

الحمد لله دعوتِ اسلامی کا دینی ماحول اسلامی بھائیوں کے ساتھ ساتھ اسلامی بہنوں کیلئے بھی مفید ہے۔ چنانچہ ڈسکمہ (بنجاب) کی ایک اسلامی بہن کئی عام اڑکیوں کی طرح ناجائز فیشن کیا کرتیں اور نمازوں سے بھی دور رہا کرتی تھیں۔ پھر ان کا اپنے ماموں کے زیر انتظام دینی مہدر سے میں پڑھنے کے لئے جانا ہوا، جہاں ایک دن دعوتِ اسلامی سے وابستہ کچھ اسلامی بہنیں ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع کی دعوت دینے کے لئے آئیں جس کے نتیجے میں یہ بھی اپنی سیلی کے اصرار پر اسلامی بہنوں کے اجتماع میں شریک ہو گئیں۔ وہاں پر سنتوں بھر ایمان سنا، اجتماعی رقت انگیز دعا نے ان پر اثر کیا اور انہوں نے گناہوں سے



توبہ کر لی۔ دعوتِ اسلامی کے دینی ماحول سے وابستہ ہونے کے بعد ایک دن وہ آیا کہ انہوں نے ”اسلامی بہنوں کا 12 دن کامدنی کام کورس“ (جسے اب دینی کام کورس کہتے ہیں) بھی کیا۔ انہیں دعوتِ اسلامی کی ایسی برکتیں نصیب ہوئیں کہ فرض نمازیں ادا کرنے کے ساتھ ساتھ قفل نمازیں بھی ادا کرنے لگیں۔ ان کا جذبہ ہے کہ اپنے گاؤں میں خوب دینی کام کروں گی اور جب تک سانسیں باقی ہیں عاشقان رسول کی دینی تحریک، ”دعوتِ اسلامی“ سے وابستہ رہیں گی۔

پلا کر نئے عشق دے گا بنا یہ تمہیں عاشقِ مصطفیٰ مدنی ماحول
اے اسلامی بہنو! تمہارے لئے بھی سنو ہے بہت کام کامدنی ماحول (وسائلِ بخشش ص ۶۴۸)

حضرت سیدنا ابن ابی مطیع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

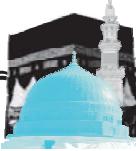
(۱) لِسَانُ الْمَرْءِ لَبِثٌ فِيْ كَمِينٍ إِذَا خَلَى إِلَيْهِ لَهُ إِغَارَةٌ

(۲) فَصُنْهُ عَنِ الْخَنَّا بِلِجَامِ صَمْتٍ يَكُنْ لَكَ مِنْ بَلَيَاتِ سِتَارَةٍ

(۱) زبان (تاباہ کرنے میں) حملے کیلئے تیار چھپے ہوئے شیر کی طرح ہے جو موقع ملتے ہی تباہی چادریتی ہے (۲) اس لیے اسے (یعنی زبان کو) خاموشی کی لگام دے کر فضولیات سے روک کر رکھ، اس طرح تو بہت سی آفتوں سے بچ جائے گا۔ (منهج العابدین ص ۶۶، منهاج العابدین (اردو) ص ۱۴۵)

پھاڑ کھانہ ایک قریبی بزرگ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کسی عالم صاحب سے پوچھا گیا کہ آپ خاموش کیوں رہتے ہیں؟ فرمایا: میں نے اپنی زبان کو پھاڑ کھانے والا درندہ پایا ہے، مجھے ڈر ہے کہ اگر میں اسے ٹھلا چھوڑ دوں گا تو یہ مجھے کاٹ کھائے گا۔ (ایک چپ سوکھ (خاموشی کے فضائل) ص ۲۱)

مالِ حفاظت آسان دولت کو انسان تجویری میں بند کر کے محفوظ رکھ سکتا ہے۔ زیادہ خزانہ ہو تو مسلسل پھرہ دار بٹھا کر بھی حفاظت کی جاسکتی ہے، لیکن کمال تو یہ ہے کہ کوئی اپنی زبان کی حفاظت کرنے میں کامیاب ہو جائے۔ چنانچہ حضرت محمد بن واسع



رَحْمَةُ النَّبِيِّ عَلَيْهِ سَلَامٌ نے حضرتِ مالِک بن دینار رَحْمَةُ النَّبِيِّ عَلَيْهِ سَلَامٌ سے فرمایا: ”انسان کیلئے زبان کی حفاظت مال کی حفاظت سے زیادہ مشکل ہے۔“ (إتحاف السادة ج ٩ ص ١٤٤)

اپنے مال کی حفاظت کے معااملے (مُعااملے) میں عموماً ہر ایک ہوشیار ہوتا ہے، حالانکہ مال ضائع ہو بھی گیا تو صرف دنیا کا نقصان ہے۔ مگر صد کروڑ افسوس! اب زبان کی حفاظت کی سوچ نہایت کم رہ گئی ہے، یقیناً زبان کی حفاظت نہ کرنے کے سبب دنیا کے نقصان کے ساتھ ساتھ آخرت کی بر بادی کا بھی پورا پورا إمکان (POSSIBILITY) ہے۔

بُكْ بُكْ كَيْ يَعَادُتْ نَهْرَ حَشْرَ بَخْسَادَ

اللَّهُ زَبَابُ كَيْ يَعَادُتْ نَهْرَ حَشْرَ بَخْسَادَ

صَلَوَاعَلَى الْحَبِيبِ صَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ

عاشقوں کی 6 نشانیاں

کہتے ہیں:

عاشقان راشش نشاں سَت اے پسرا

آه سر دور نگ زَرَد و چشم تر

کم خُورَد، کم گُفتَن و خُفَتن حرام؟

ترجمہ: ”عاشق“ کی یہ چھ نشانیاں ہیں: (۱) سردا آہیں (۲) چہرے کا رنگ پیلا ہونا (۳) آنکھیں اشکبار (۴) کم کھانا (۵) کم بولنا اور (۶) کم سونا۔

بات بات پر غُصے ہو جانا، بُكْ بُكْ کرتے رہنا، فُضُولُ خرچی کرنا، سب کوراز کی باتیں بتاتے پھرنا، ہر کسی پر اعتماد کر بیٹھنا، بُری تھجت سے نہ بچنا اور اچھی صحبت اختیار نہ کرنا، یہ سب جہالت کی نشانیاں ہیں۔ ایک عقلمند شخص کا کہنا ہے کہ چھ باتیں ایسی ہیں جن سے

جہالت کی 6 نشانیاں



جاہل پہچانا جاتا ہے: (۱) غُصے کے وقت۔ یعنی ہر خلاف مزاج بات پر غُصے میں آ جانا خواہ وہ کسی انسان کی طرف سے پیش آئے یا کسی جانور وغیرہ کی وجہ سے (۲) بے کار گفتگو۔ ہذا عقلمند کو چاہئے کہ بے فائدہ گفتگو نہ کرے، بلکہ اسے مفید (یعنی فائدے والی) بات ہی کرنی چاہیے، خواہ دنیا کے فائدے کی ہو یا آخرت کے فائدے کی (۳) فضول خرچی کرنا۔ یعنی یہ بھی بجهالت کی نشانی ہے کہ مال ایسی جگہ لگائے جہاں پر کوئی اُبُر یا فائدہ حاصل نہ ہو (۴) ہر کسی کے پاس راز کی بات کہتا پھرے (۵) ہر کسی پر بھروسہ کر بیٹھے (۶) دوست و شمن میں فرق نہ کر پائے، یعنی مناسب تو یہ ہے کہ آدمی اپنے دوست (یعنی نیک لوگوں) کو پہچان کر اُن جیسے اعمال کرے، اور اُن کے نقش قدم پر چلے اور شمن کو (یعنی بُرے لوگوں کو) پہچان کر اُن سے نچنے کی کوشش کرے اور یقیناً انسان کا پہلا شمن تو شیطان ہے، ہذا کسی بات میں بھی شیطان کا کہنا نہ مانے (اور ہر طرح کے گناہ سے بچ)۔

(نبیہ الغافلین ص ۱۱۵ ملخصاً)

حضرت امام ابو حامد محمد بن محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے ان چار وجوہات

(REASONS) سے فضول باتوں کی سنّمت (یعنی بُرائی بیان) فرمائی ہے:

(۱) فضول باتیں کراماً کاتیں (یعنی اعمال لکھنے والے عرّت والے فرشتوں)

کو لکھنی پڑتی ہیں، ہذا آدمی کو چاہیے کہ ان سے شرم کرے اور انہیں فضول باتیں لکھنے کی زحمت (یعنی تکلیف) نہ دے۔

اللہ پاک پارہ 26 سورہ قت۔ آیت نمبر 18 میں ارشاد فرماتا ہے:

مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ مَرْقِيبٌ
آسان ترجمہ قرآن کنز العرفان: وہ زبان

سے کوئی بات نہیں نکالتا مگر یہ کہ ایک محافظ فرشتہ

اس کے پاس تیار بیٹھا ہوتا ہے

عَتِيدًا

(۲) یہ بات اچھی نہیں کہ فضول باتوں سے بھر پور اعمال نامہ اللہ پاک کی بارگاہ میں پیش ہو (۳) اللہ پاک کے



در بار میں تمام مخلوق کے سامنے بندے کو حکم ہو گا کہ اپنا اعمال نامہ پڑھ کر سناؤ! اب قیامت کی خوف ناک سختیاں اس کے سامنے ہوں گی، انسان بڑھنہ (ب۔ رہ۔ ن۔ یعنی بے لباس) ہو گا، سخت پیاسا ہو گا، بھوک سے کمرٹوٹ رہی ہو گی، جنت میں جانے سے روک دیا گیا ہو گا اور ہر قسم کی راحت اُس پر بند کر دی گئی ہو گی، غور تو کیجھے! ایسے تکلیف دہ حالات میں فضول باتوں سے بھر پور اعمال نامہ پڑھ کر سنانا کس قدر پر یثان کن ہو گا! (حساب لگائیں اگر روزانہ صرف 15 منٹ بھی فضول باتیں کیں اور اگر ہر ماہ کے 30 دن فرض کر لیں تو ایک مہینے کے ساڑھے سات گھنٹے ہوئے اور ایک سال کے 90 گھنٹے، بالفرض کسی نے پچاس سال تک روزانہ اوسط (یعنی AVERAGE) 15 منٹ فضول گفتگو کی تو 718 دن 12 گھنٹے ہوئے یعنی چھ ماہ سے زائد، تو غور فرمائیے! قیامت کا ہولناک دن جس میں سورج صرف ایک میل پر رہ کر آگ برسا رہا ہو گا یعنی سخت ترین گرمی ہو گی، ایسی ہوشیرا (یعنی ہوش اڑادینے والی) گرمی میں مسلسل بلا وقفہ (CONTINUOUSLY) چھ ماہ تک کون "اعمال نامہ" پڑھ کر سناسکے گا! یہ تو 50 برس کی عمر ہونے کی صورت میں صرف یومیہ (یعنی DAILY) پندرہ منٹ کی فضول بولنے کا حساب ہے۔ ہمارے تو با اوقات کئی کئی گھنٹے دوستوں کے ساتھ "فضول گپ شپ" میں گزر جاتے ہیں، گناہوں بھری باتیں اور دیگر برا بیان اس کے علاوہ)

﴿٤﴾ بروز قیامت بندے کو فضول باتوں پر سلامت (یعنی ڈائٹ ڈپٹ) کی جائے گی اور اُس کو شرمندہ کیا جائے گا، بندے کے پاس اس کا کوئی جواب نہ ہو گا اور وہ اللہ پاک کے سامنے شرم و ندامت سے پانی پانی ہو جائے گا۔ (منهج العابدین ص ۶۷)

ہر لفظ کا کس طرح حساب آہ! میں دوں گا

الله! زبان کا ہو عطا قفل مدینہ (وسائل نجاشیش ص ۹۲)

صَلُوَّا عَلَى الْحَبِيبِ صَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ

حضرت سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: خاموشی سیکھو پھر حلم (یعنی نرمی و برداشت) سیکھو پھر علم سیکھو پھر اُس پر عمل سیکھو پھر علم (سکھاؤ اور)



پھیلاو۔

(شعب الایمان ج ۲ ص ۲۸۸ قول نمبر ۱۷۹۱)

حضرت امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ”عبادت کا اول (یعنی شروعات) خاموشی ہے، پھر علم حاصل کرنا، اس کے بعد اسے یاد کرنا، پھر اس پر عمل کرنا اور اسے پھیلانا۔“
(تاریخ بغداد ج ۶ ص ۶)

حضرت امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں، کہتے ہیں: ”زیادہ خاموشی عبادت کی چابی ہے۔“

(الصّست مع موسوعة ابن آبی الدُّنیا ج ۷ ص ۲۰۵ قول نمبر ۴۳۶)

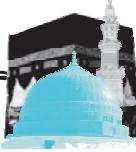
تابعی بزرگ حضرت امام جواد رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ (صحابی ابن حبابی) حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو میں نے یہ فرماتے سن کہ

پانچ چیزوں میں سواری کے لئے بتایا بہترین سیاہ (یعنی BLACK) گھوڑوں سے زیادہ پیاری ہیں:

﴿۱﴾ بے فائدہ گفتگومت کرو کیونکہ یہ فُضُول ہے اور مجھے تمہارے گناہ (بھری باتوں) میں جاپنے کا خوف ہے اور فائدہ مند گفتگو بھی بے موقع نہ کرو کیونکہ کئی فائدہ مند گفتگو کرنے والے بھی بے موقع فائدے والی باتیں کر کے مشفقت (یعنی تکلیف) میں پڑ جاتے ہیں۔

﴿۲﴾ کسی حلیم و بُردار (یعنی قوت برداشت رکھنے والے آدمی سے) اور (کسی) بے عقل و بے وقوف شخص سے بحث مت کرو کیونکہ بُردار (قوت برداشت رکھنے والا ناراض ہو کر ہو سکتا ہے) تم سے دل میں بعض رکھ لے اور بے وقوف تم کو (الٹی سیدھی باتیں کر کے) تمہیں آذیت (یعنی تکلیف) پہنچائے گا۔

﴿۳﴾ اپنے بھائی کا ذکر اس کی پیٹھ پیچھے (بھی) اُسی طرح کا ذکر تم اُس کی طرف سے اپنے لئے پسند کرتے ہو اور ان باتوں میں اس کو معاف کر دو جن کے بارے میں تم چاہتے ہو کہ وہ تمہیں معاف کر دے۔



(٤) اپنے بھائی کے ساتھ ایسا ہی سلوک کرو جیسا کہ تم چاہتے ہو کہ وہ تمہارے ساتھ کرے۔

(٥) اس شخص کی طرح عمل کرو جسے یقین ہو کہ نیکی پر اسے (اچھا بدله) دیا جائے گا اور گناہ پر اس کی پکڑ ہو گی۔

(احیاء العلوم (اردو) ج ۳ ص ۴۴)

صلوٰعَلِي الحَبِيب صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(١) مَنْ صَمَتَ نَجَا یعنی جو چُب رہا اس نے نجات پائی۔ (ترمذی ج ٤ ص ٢٢٥)

حَدِيثٍ شَرِحَ حَدِيثٍ: یعنی خاموشی نجات کا سبب ہے مگر بھلائی کی

بات کرنا، اچھائی کا حکم دینا، بُرائی سے روکنا اور ذکر و آذکار اور تلاوت

قرآن پڑھنے کرنا، خاموش رہنے سے بہتر ہے۔ (الاستذكار ج ٧ ص ٣٧٢) حضرت علامہ مُناوی رحمۃ اللہ علیہ کی شرح کے مطابق

حدیث پاک کے معنی بنتے ہیں: (مَنْ صَمَتَ) عَنِ النُّطُقِ بِالشَّرِّ (نجَا) یعنی ”جو خاموش رہا (بُری بات کہنے سے) اس نے نجات پائی۔“ (التیسیر ج ٢ ص ٤٢٨)

(٢) الصَّمْتُ سَيِّدُ الْأَخْلَاقِ یعنی خاموشی اخلاق کی سردار ہے۔ (آئفرووس ج ٢ ص ٤١٧ حديث ٣٨٤٩)

شرح حدیث: یعنی خاموشی عبادت کی بہترین اقسام (KINDS) میں سے ہے، کیونکہ اکثر خطائیں زبان سے جاری

ہوتی ہیں۔ (سراج منیر شرح جامع صغیر ج ٣ ص ٢٧٩)

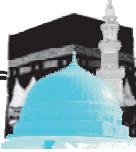
(٤) الصَّمْتُ زَيْنُ الْعَالَمِ، وَسِتْرُ لِلْجَاهِلِ یعنی خاموشی عالم کے لیے زینت اور جاہل کے لیے پرده ہے۔

(جامع صغیر ص ٣١٨ حديث ٣١٥٩)

سرکارِ مدینہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا فرمانِ ذیشان ہے: ”خاموشی پر قائم رہنا

سماں (60) سال کی عبادت سے بہتر ہے۔“ (شعب الإيمان ج ٤ ص ٢٤٥ حديث ٤٩٥٣)

سماں سے بہتر ہے



شَرِح حَدِيث: مفتی احمد یار خان رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ اس حدیث پاک کے معنی یوں بیان فرماتے ہیں: یعنی اگر کوئی شخص ساٹھ (60) سال عبادت کرے مگر زیادہ باتیں بھی کرے، اچھی بُری بات میں فرق نہ کرے اس سے یہ بہتر ہے کہ تھوڑی دیر خاموش رہے، کیونکہ خاموشی میں (آخرت کی) فکر بھی ہوئی، اصلاح افسوس بھی، معارف و حقوق میں استغراق (یعنی یادِ الہی میں ڈوب جانا) بھی، ذُکرِ غَنْغَنی (یعنی دل کے ذکر) کے سُمَدَر میں غوطہ لگانا بھی، مُراقبہ (یعنی سب چیزوں کو چھوڑ کر اللہ (مرآتِ حج ۳۶۱ ص ۲۶۱) پاک کے خیال میں ڈوب جانا) بھی۔

کاش! بُخاری شریف کی یہ حدیث پاک ہمارے ذہن و دماغ میں اچھی

طرحِ حُجَّم جائے، جس میں یہ بھی ہے: مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمَ

الْآخِرِ فَلَيُقُلُّ خَيْرًا أَوْ لِيَصُمُّ "جو اللہ و قیامت پر ایمان رکھتا ہے اسے

چاہئے کہ بھلانی کی بات کرے یا خاموش رہے۔"

بَحْلَانِيَّ كَيْ بَاتٌ
كَرْ وَيَا چُبْ رَهْوٌ

أَقْاطُوبُلْ خَامُوشٌ وَالْتَّهْ
دِينَهُ لِلَّهِ أَلَّا خِرِّ فَلَيُقُلُّ خَيْرًا أَوْ لِيَصُمُّ

(بخاری ج ۴ ص ۱۰۵ حدیث ۶۰۱۸)

کَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَالَّهُ وَسَلَّمَ طَوِيلَ الصَّمَتْ -

کَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَالَّهُ وَسَلَّمَ طَوِيلَ خَامُوشِي وَالْتَّهْ -

(شرح السنّۃ ج ۷ ص ۴۵ حدیث ۳۵۸۹) حضرت مفتی احمد یار خان رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ اس حدیث پاک کے معنی بیان کرتے ہوئے

فرماتے ہیں: خاموشی سے مُراد ہے دنیاوی کلام (یعنی دنیوی باتوں) سے خاموشی ورنہ حُضُورِ اقدس (صلی اللہ علیہ وسلم) کی

زبانِ شریفِ اللہ پاک کے ذُکر میں ترہتی تھی، لوگوں سے بلا ضرورت کلام (یعنی گفتگو) نہیں فرماتے تھے۔ یہ ذُکر ہے

جاائز کلام (یعنی جائز بات چیت) کا، ناجائز کلام تو عمرِ بھرِ زبانِ شریف پر آیا ہی نہیں۔ جھوٹ، غیبت، چغلی وغیرہ ساری عمر

شریف میں ایک بار بھی زبان مبارک پر نہ آئے۔ حُضُور (صلی اللہ علیہ وسلم) سراپا حق ہیں پھر آپ تک باطل کی رسائی (یعنی پیغام) کیسے ہو۔

(مرآتِ حج ۸۱ ص ۲۸۳)



فَوْمَانٌ مُصْطَلِّهٗ صَلَى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مجھ پر زور دپاک کی کثرت کرو بے شک تہارا مجھ پر زور دپاک پڑھنا تہارے لئے پکری گی کا باعث ہے۔ (ابی عیال)

افسوس! تلاوت سن کر مہت سے لوگ اٹھ کرے

حضرت سیدنا عبدالعزیز بن ابو جعفر رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ لوگوں کو پتا چلا کہ صحابی نبی حضرت سیدنا سالمان فارسی رضی اللہ عنہ (عراق کے شہر) مداری کی ایک مسجد میں ہیں تو وہ ان کے پاس حاضر ہونے لگے، یہاں تک کہ ایک ہزار کے لگ بھگ آفراد وہاں جمع ہو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے گھرے ہو کر فرمایا: سب لوگ بیٹھ جائیں، جب لوگ بیٹھ گئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے سورہ یوسف کی تلاوت شروع کر دی، آہستہ آہستہ لوگ وہاں سے نکلنے لگے، یہاں تک کہ 100 کے قریب آفراد باقی رہ گئے، آپ نے جلال میں آکر فرمایا: ”تم نے من گھرست اور فضول با تین سننا چاہیں، لیکن میں نے تمہیں اللہ پاک کا کلام سنایا تو اٹھ کر چلے گئے۔“

(حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۲۶۱ قول نمبر ۳۶۴، اللہ والوں کی باتیں ج اص ۳۷۷)

اے عاشقان رسول! تلاوت قرآن کرنا اور سننا یقیناً یہ بڑے ثواب کا کام ہے مگر افسوس! اب اس سے لوگوں میں کافی دُوری پائی جا رہی ہے، کوئی قاری صاحب تلاوت کریں تو سُننے کو جی ہی نہیں کرتا۔ صحابہ کرام علیہم الریحوان کے شوق تلاوت کے بارے میں ”احیاء العلوم“ (اردو)، پہلی جلد صفحہ 845 پر ہے: مردی (یعنی بیان کیا گیا) ہے کہ صحابہ کرام علیہم الریحوان جب اکٹھے ہوتے تو کسی ایک سے کہتے کہ قرآن کریم کی کوئی سورت سناؤ۔

(احیاء العلوم ج ۱ ص ۳۷۲)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جو شخص قرآن پاک کی کوئی آیت سنتا ہے، قیامت کے دن وہ اس کے لئے نور ہو گی۔

(مصنف عبد الرزاق ج ۳ ص ۲۲۹ قول نمبر ۶۰۳۲)

دیکھا آپ نے! قرآن کریم کی تلاوت سُننے کا کتنا عظیم الشان آجر ہے اور تلاوت کرنے والا جو اس کا سبب ہے وہ بھی آجر و ثواب میں اس کا شریک ہے بشرطیکہ ریا کاری اور بناؤٹ کی نیت نہ ہو۔



فَوْقَانِ مُصْطَلْفٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: جس کے پاس میراڑ کہوا رہ مجھ پر ڈرو دریف نہ پڑھے تو وہ لوگوں میں سے کئوں تین شخص ہے۔

تلاوت میں 20 برس مشقت اٹھائی

دل لگے یانہ لگے عبادت وتلاوت جاری رکھنا چاہئے، إِنْ شَاءَ اللَّهُ الْكَرِيمُ كبھی نہ کبھی دل لگ ہی جائے گا۔ حضرت سیدنا ثابت بن عائذ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: (دل نہ لگنے کے باوجود) میں نے 20 برس قرآن پاک

سے (تلاوت کرنے کی) مشقت اٹھائی اور پھر 20 برس اس کی خلاوت (یعنی لذت) پائی۔ (احیاء العلوم (اردو) ج ۱ ص ۸۷۱)

ہر روز میں قرآن پڑھوں کاش! خدا یا

اللہ! تلاوت میں مرے دل کو لگا دے

صلوٰعَلٰی الْحَبِيبِ صَلَّى اللَّهُ عَلَیْهِ مُحَمَّدٌ

جنت در کار ہو تو خیر کے سوا پکھڑ بان سمت نکالو

زبان پر جب خیر ہی خیر جاری ہوگا، ذکر و ڈرود کا ویرہ ہوگا۔ فضول باتوں کی عادت نہ ہوگی تو جھوٹ، غبیت، چغلی و عیب جوئی وغیرہ گناہوں سے بھی جان چھوٹی رہے گی اور یوں إِنْ شَاءَ اللَّهُ جَنَّتٌ میں جانے کے اسباب ہو جائیں گے۔ چنانچہ سیدنا امام محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ حضرت سیدنا عیسیٰ رُوحُ اللَّهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کی خدمت بابرکت میں لوگوں نے عرض کیا، کوئی ایسا عمل بتائیے کہ جس سے جنت ملے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”کبھی بولومت۔“ انہوں نے عرض کیا: یہ تو نہیں ہو سکتا۔ فرمایا: ”اچھی بات کے سوا زبان سے کچھ مت نکالو۔“ (احیاء العلوم (اردو) ج ۳ ص ۳۳۶، احیاء العلوم ج ۳ ص ۱۳۶)

اکثر مرے ہوٹوں پر رہے ذکر مدینہ

اللہ زبان کا ہو عطا قفل مدینہ (وسائل تحقیق ص ۹۳)

صلوٰعَلٰی الْحَبِيبِ صَلَّى اللَّهُ عَلَیْهِ مُحَمَّدٌ



بُخُول باتوں سے بچنے کی فضیلت پچھی توبہ کرنی

اے جنت کے طلب گارو! اس واقعے سے معلوم ہوا کہ زبان کو قابو میں رکھنا اور غیر ضروری باتوں سے بچنا بھی جنت میں لے جانے والے کام ہیں، زبان اور دیگر

اعضائے بدن کو گناہوں سے بچا کر جنت میں لے جانے والے اعمال بجالانے کا

جدبہ پانے کیلئے دعوتِ اسلامی کے دینی ماحول میں رچ بس جائیے، ان شاء اللہ الکریم فائدے میں رہیں گے۔

آخرت کی بھلایاں پانے کا شوق بڑھانے کیلئے ایک ”مدنی بہار“ آپ کے گوش گزار کی جاتی ہے۔ چنانچہ بہت پہلے کی بات ہے کہ سندھ کی ایک خاتون ایسے دفتر میں کام کرتی تھی جہاں مرد و عورت سمجھی ملازمت کرتے تھے۔ بے پردوگی، بدنگاہی کے ساتھ ساتھ ایسی کئی براہیاں وہاں عام تھیں جنہیں بد قسمتی سے آج کے معاشرے میں بُرا تی ہی نہیں سمجھا جاتا۔

اسی بُرے ماحول کا نتیجہ تھا کہ یہ فلموں، ڈراموں اور گانے پا جوں اور نت نے فیشن اور پارکوں میں بے پردا گھونمنے کی شوقیں تھیں۔ والدین کی نافرمانی بلکہ ان سے بد کلامی اور بڑوں سے بد تیزی کرنا ان کا معمول تھا۔ ایک دن ایک بُر قع والی با پرداہ اسلامی بہن ان کے گھر آئیں۔ جب انہوں نے ان کے سامنے اپنا نقاب ہٹایا تو یہ حیرت زده ہو گئیں کہ یہ تو وہی ہیں جو میرے ساتھ دفتر میں کام کیا کرتی تھیں اور انہی کی طرح بے پرداہ اور فیشن زده بھی تھیں۔ کچھ عرصہ قبل ملازمت چھوڑ چکی تھیں۔ اب وہ دعوتِ اسلامی کی مُبیغہ تھیں، مختصری مددت میں اتنی بڑی تبدیلی دیکھ کر یہ مُتاشر ہوئے بغیر نہ رہ سکیں۔ اسلامی بہن نے نرم لبجھ میں انہیں نیکی کی دعوت پیش کی اور دعوتِ اسلامی کے اسلامی بہنوں کے ہفتہ وار سُنتوں بھرے اجتماع میں شرکت کی ترغیب دلائی، انہوں نے اجتماع میں شریک ہونے کی نیت کر لی۔ اُس اسلامی بہن کی زندگی میں آنے والی تبدیلی پہلے ہی ان کے دل پر دستک دے چکی تھی، سُنتوں بھرے اجتماع میں شرکت اور وہاں ہونے والے فکر آخرت سے معمور پیان نے انہیں خوابِ غفلت سے چھنچوڑ کر جگا دیا، رہتی سہی کسر رفت انجیز اجتماعی دعائے پوری کردی، یہاں پہنچنے والے جذبات پر قابو نہ رکھ سکیں اور پھوٹ پھوٹ کرو نے لگیں۔ انہیں اپنے گناہوں پر نَدامت ہونے لگی،



فَوْمَانٌ مُصْطَلِّهٗ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: جو لوگ اپنی مجلس سے اللہ پاک کے ذکر اور نبی پر رُوز و شریف پر ہے بغیر اٹھ گئے تو وہ بدیودار مردار سے اٹھ۔ (شعب الایمان)

اللہ پاک کی بارگاہ میں سچے دل سے توبہ کر لی۔ یہ ربِ کریم کا شکر ادا کرتی ہیں کہ اس نے ان کو گناہوں کی دل دل سے نکلنے کے لئے دعوتِ اسلامی کا سہارا عطا کر دیا۔

سلامت رہے یا خدا مدنی ماحول بچے بد نظر سے سدا مدنی ماحول

دعا ہے یہ تجھ سے دل ایسا لگا دے نہ چھوٹے کبھی بھی خدا مدنی ماحول (وسائل بخشش ص ۶۴۷)

صلوٰاتٰ عَلَى الْحَبِيبِ صَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ

خَامِشَةٌ يَمِانَكِي جس کی زبان قینچی کی طرح ہر کسی کی بات کاٹتی چلی جاتی ہوگی وہ
سَلَاكِي كَارِلِيْجَه دوسرے کی بات اچھی طرح سمجھنے سے محروم رہے گا، بلکہ با تو نی شخص کے
 لیے یہ بھی خطرہ رہتا ہے کہ بک بک کرتے ہوئے زبان سے معاذ اللہ
 کُفریات بھی نکل جائیں۔ چنانچہ حضرت امام ابو حامد محمد بن محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ ”احیاء العلوم“ میں لکھتے ہیں کہ بعض
 بُرُّگوں نے فرمایا ہے: ”خاموش رہنے والے شخص میں دونوں بیان جمیع ہو جاتی ہیں: ﴿۱﴾ اُس کا دین سلامت رہتا ہے اور
 (احیاء العلوم ج ۳ ص ۱۳۷) ﴿۲﴾ دوسرے کی بات اچھی طرح سمجھ لیتا ہے۔“

صلوٰاتٰ عَلَى الْحَبِيبِ صَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ

جِئْتَنَ هُونَ كَارَاز (وَاقِعَه) اللہ پاک کے پیارے پیارے سب سے آخری نبی، تکیٰ
 مَدَنِی، محمد عزیزی صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللہ پاک کی عطا سے
 لوگوں کو دیکھ کر پہچان لیتے تھے کہ یہ جنتی ہے یا جہنمی، بلکہ آنے والے کی پہلے سے خبر ہو جاتی کہ وہ جنتی ہے یا دوڑنی،
 چنانچہ اللہ پاک کے پیارے نبی صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا: ”جو شخص سب سے پہلے اس دروازے سے
 داخل ہو گا وہ جنتی ہو گا۔“ اتنے میں حضرت سیدنا عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ دروازے سے داخل ہوئے، لوگوں نے ان کو



فَوْمَانٌ مُصْطَلِّهٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰيْهِ وَالٰهُ وَسَلَّمَ: جس نے مجھ پر روزِ جمعہ دوسرا بڑا پاک پڑھاؤں کے دوسارے کے گناہ معاہد ہوں گے۔ (جیج الجوان)

مبارکباد دیتے ہوئے پوچھا کہ آخر کس عمل کے سبب آپ کو یہ سعادت ملی؟ فرمایا: میرا عمل تو بہت تھوڑا ہے اور جس کی میں اللہ پاک سے اُمید رکھتا ہوں وہ میرے سینے کی سلامتی اور بے مقصد باتوں کو چھوڑنا ہے۔ (الصفت ۷۷ ص ۸۶ قول نمبر ۱۱۱)

اس حدیث پاک کے الفاظ ”سَلَامَةُ الصَّدْرِ“ یعنی ”سینے کی سلامتی“ سے مرادِ دل کا لغویات (یعنی فضولیات)

بعض وحشید وغیرہ امراضِ باطنیہ (یعنی گناہوں کی چھپی ہوئی پیاریوں) سے پاک ہونا اور دل میں ایمان کا مضبوط ہونا ہے۔

رفتار کا گفتار کا کردار کا دے دے

ہر عضو کا دے مجھ کو خدا قتل مدنیہ (وسائلِ تکشیش ص ۹۵)

صَلُوٰعَلَى الْحَبِيبِ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ

سُبْحَنَ اللّٰهِ! اللّٰهُ پاک کے پیارے پیارے آخری نبی، کلی مَدْنَی، محمد عَزَّبِی صَلَّى اللّٰهُ عَلٰیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر تَرَنَّمَنْ وَ حَصْنَ سب قربان! حَبِيبِ نبی عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے مقدار کی

بھی کیا بات ہے کہ انہیں زبانِ نبی سے جنتی ہونے کی بشارت ملی، بے شک آپ رضی اللہ عنہ جنتی ہیں اور صرف آپ ہی نہیں ہر حبیبِ نبی جنتی ہے چنانچہ ”فیضانِ نماز“ صفحہ ۳۲۹ تا ۳۳۰ پر ہے: اللہ کریم پارہ

27 سورۃ الحُدْدِید کی آیت 10 میں ارشاد فرماتا ہے:

آسان ترجمہ قرآن کنزُ العِرْفَان: تم میں فتح سے پہلے خرچ کرنے والے اور جہاد کرنے والے برابر نہیں ہیں، وہ بعد میں خرچ کرنے والوں اور لڑنے والوں سے مرتبے میں بڑے ہیں اور ان سب سے اللہ نے سب سے اچھی چیز کا وعدہ فرمایا ہے اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
حَمْدٌ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ
الْفَتْحِ وَ قُتِلَ طُولِيلٌ أَعْظَمُ دَرَاجَةً
مَنِ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدِ وَ قُتْلُوا
وَ كُلُّا وَعْدَ اللّٰهِ الْحُسْنُ وَاللّٰهُ بِإِيمَانِ
تَعْمَلُونَ حَبِيبٌ ⑩



مُفْسِرُ قُرْآن حضرت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ اس آیت مبارکہ کے تھت فرماتے ہیں:
ان (صحابہ کرام علیہم الرضاویں) کے درجے اگرچہ مختلف ہیں مگر ان سب کا جنتی ہونا بالکل یقینی ہے کیونکہ رب وعدہ فرم اچکا ہے، تمام صحابہ عادل و مُتقی ہیں کیونکہ سب سے رب کریم

نے جنت کا وعدہ فرمالیا، جنت کا وعدہ فاسق (یعنی کنہگار) سے نہیں ہوتا۔ (نور العرفان، آیت مذکورہ کے تھت) ہر صحابی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابیت کی نسبت سے ہمارے لئے واجب التَّعْظِيم ہے اور کسی بھی صحابی کی گستاخی حرام اور گمراہی ہے۔

سب صحابیات بھی	جنتی	جنتی	جنتی	جنتی	ہر صحابی نبی
حضرت صدیق بھی	جنتی	جنتی	جنتی	جنتی	چاریار ان نبی
عثمان غنی	جنتی	جنتی	جنتی	جنتی	بیں عمر فاروق بھی
ہیں حسن حسین بھی	جنتی	جنتی	جنتی	جنتی	فاطمہ اور علی
ہر زوجہ نبی	جنتی	جنتی	جنتی	جنتی	والدین نبی
ہیں معاویہ بھی	جنتی	جنتی	جنتی	جنتی	اور ابو سفیان بھی

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! ”فُضُولُ بَاتُوْلِ“ اگرچہ گناہ نہیں تاہم اس میں کوئی بھلانی بھی نہیں۔ شیخن اللہ!

ابھی آپ نے ایک روایت سنی جس میں صحابی نبی حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کو ربان رسالت سے دُنیا ہی میں جنت کی إشارة عنایت ہو گئی! آپ رضی اللہ عنہ میں ایک خوبی یہ بھی تھی کہ کبھی فُضُولُ بَاتُوْلِ میں نہیں پڑتے تھے، جس کام سے وابطہ ہوتا اُس کے بارے میں پوچھتے تک نہیں تھے، لیکن افسوس! ہمارا جن معاملات سے دُور کا بھی تعلاق نہیں ہوتا پھر بھی ان میں مداخلت (INTERFERE) کرتے اور ان کے متعلق بلا ضرورت سوالات کرتے رہتے ہیں۔

صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَى الْحَبِيبِ صَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ



بُولنے کا ایک سبب ہے زیادہ کھانا بھی زیادہ

محض لذت کے لیے زیادہ کھانے پینے کی قرآن و حدیث میں سُدَّمَت آئی ہے۔ پیٹ جب زیادہ بھر جاتا ہے تو مسقی بھی زیادہ سوچتی ہے اور زبان بھی قینچی کی طرح چلنے لگتی ہے اور جب بھوک لگی ہوتی ہے تو انسان سُست پڑ جاتا ہے، زیادہ بولنے کو جی نہیں چاہتا۔ چنانچہ حضرت شیخ عبدالواہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہمارے اسلاف یعنی گزرے ہوئے بُزُرگانِ دین رحمۃ اللہ علیہم سُخت بھوک برداشت کرتے اور پیٹ نہ بھرا کرتے تاکہ ان کی خاموشی زیادہ ہو اور فضول گوئی کم ہو جیسا کہ باعمل علمائے دین رحمۃ اللہ علیہم کی عادت مبارک تھی، کیونکہ جس کا پیٹ خوب بھرا ہوتا ہے اُس کا بے فائدہ بولنا بھی بڑھ جاتا ہے۔

(تنبیہ المغترین ص ۱۸۹)

یغیر بھوک کے کھاتے نے والا باتوںی ہوتا ہے

حضرت سیدنا محمد راہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: پیٹ میں فضول کھانے بھرنے والے کی زبان سے باتیں بھی فضول نکلیں گی۔

(تنبیہ المغترین ص ۱۸۹)

صلوٰعَلِيُّ الْحَبِيبِ صَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ

تلوار کا زخم بھر جانا ہے مگر زبان کا زخم نہیں بھرتا

تلوار سے صرف جسم گھائل (یعنی زخم) ہوتا ہے، مگر زبان کی وجہ سے دل گھائل ہو جاتا ہے۔ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انسان کو تیر مارنا اُس کو زبان سے رُرا بھلا کہنے سے کم ہے، کیونکہ زبان کے رشانے کبھی خط انہیں ہوتے۔

(تنبیہ المغترین ص ۱۸۹)

زبان کو قید مکر کے رکھو

جو شخص اپنی زبان کو قیدی بنانے میں کامیاب ہو گیا وہ یقیناً بے شمار فتنوں سے محظوظ ہو گیا، چنانچہ صحابی رسول حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”فَقُلْ هُنَّا أُسْ ذَاتٍ پَاكَ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں، ایسی کوئی چیز نہیں



فَوْمَانٌ مُصْطَلَّهٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَالَّهُ وَسَلَّمَ: جس نے کتاب میں مجھ پر مدد و پاک لکھا توجہ تک میرزا اس میں ربے گا فرشتے اس کیلئے استغفار (یعنی بخشش کی دعا) کرتے رہیں گے۔ (طریق)

(احیاء العلوم ج ۳ ص ۱۳۷، احیاء العلوم (اردو) ج ۳ ص ۳۳۸)

جسے زبان سے زیادہ قید میں رکھنا ضروری ہو۔“

بولنے سے پہلے اچھی طرح غور کر لینا چاہیے کہ کہیں بعد میں شرمندگی نہ اٹھانی پڑے۔ (کروڑوں شافعیوں کے پیشوں) حضرت سید نا امام شافعی رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ فرماتے ہیں کہ بات تیر کی طرح ہے، اگر تیرے پاس سے نکل جائے تو وہ دوسرے کی ہو جائے گی اور اب اُس کا مالک تو نہیں ہو گا۔

(تنبیہ المفرین ص ۱۸۹)

آخر راز دلی کہہ کر ذمیل و خوار ہوتا ہے نکل جاتی ہے جب خوبی تو گل بے کار ہوتا ہے

ماشاء الله! بعض صاحبان بہت ہی سمجھدار اور پیٹ کے خوب مضبوط ہوتے ہیں اور کچھ بھی ہو جائے، راز نہیں کھولتے اور گھر کی بات باہر نہیں کرتے۔ ایسے ہی ایک عقلمند کا واقعہ واقعی لا اقتداء تلقید ہے، چنانچہ

ایک بُرُّ رُّكْ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ فرماتے ہیں: ایک صاحب راز (یعنی پیٹ کے مضبوط آدمی) کا نکاح ہوا مگر میاں بیوی میں ڈینی ہم آہنگی (یعنی اندر شینڈنگ) کی تھی۔ کسی طرح اُس کے دوست کو اس بات کا پتا چل گیا، اُس نے پوچھا: تمہارے گھر کا کیا مسئلہ ہے؟ اُس صاحب راز نے جواب دیا: میں اتنا کم ذات نہیں کہ گھر کی بات کسی کو بتا دوں۔ بات آئی گئی ہو گئی۔ بالآخر گھر نہ چل سکا اور طلاق دینی پڑ گئی۔ جب اُس کے دوست کو پتا چلا تو بولا: وہ تواب تمہاری بیوی نہیں رہی، بتا دو کیا معاملہ تھا؟ اُس سمجھدار شخص نے جواب دیا: اب تو وہ میرے لئے غیر عورت ہو چکی ہے اور کسی غیر عورت کے متعلق میں کیسے بات کروں!

اللَّهُ هُمْ كَوْفَلُ سَعْيٍ لِسِيمِ دَرِ شَرِمٍ وَ حَيَا طَفْلِي رَسُولٍ كَرِيمٍ دَرِ



فَوْمَانٌ مُصْطَلِّهٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: جو مجھ پر ایک دن میں 50 بار روپاک پڑھے قیامت کے دن میں اس سے مصروف کروں (یعنی باختم ملاوں) گا۔ (ابن عثیمین)

بعض اوقات تو ایسی بات میں سے نکل جاتی ہے کہ ۰۰۰۰ دینہ آدمی اللہ پاک کی خوشی کا کہتا ہے اور یہ نہیں جانتا کہ اس سے

حضرت بلاں بن حارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکارِ مدینہ صَلَّی اللَّہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ ایک لفظ آدمی اللہ پاک کی خوشی کا کہتا ہے اور یہ نہیں جانتا کہ اس سے

کچھ بڑی رضا مندی حاصل ہوگی مگر اللہ پاک اُسی کے باعث قیامت تک کی رضا مندی (یعنی خوشی) لکھ لیتا ہے۔ اور کبھی ایک لفظ (یعنی ناراضی) ناراضی کا کہتا ہے اور یہ نہیں معلوم ہوتا کہ اس سے ناراضی زیادہ ہوگی مگر اللہ پاک اُس سے اپنی ناراضی قیامت تک کی لکھتا ہے۔

(ترمذی ج ۴ ص ۱۴۳ حدیث ۲۳۶)

وہ کہم بولے کا

جو کوئی خوش نصیب زیورِ خوفِ خدا سے آراستہ ہو کر موت کو کثرت سے یاد کرتا ہو، تھوڑی آمدنی (INCOME) پر بھی شکرگزار ہو، زیادہ مال و دولت کی ہوس نہ ہو اور جس کو یہ بھی احساس ہو کہ ”بولنا“ بھی کوئی عمل ہے، جس کا حساب دینا پڑے گا۔ تو ایسا شخص بے کار باتیں کبھی نہیں کر سکتا۔ جیسا کہ حضرت عمر بن عبد العزیز رضۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جو کوئی موت کو بہت یاد کرتا ہے، (وہ) دُنیا سے تھوڑی چیز پر (بھی) قناعت کرتا (یعنی قسمت پر راضی رہتا) ہے اور جو اپنی بات چیت کو بھی عمل تصویر کرتا ہے وہ بے فائدہ کم بولتا ہے۔

(احیاء العلوم ج ۳ ص ۱۳۷، احیاء العلوم (اردو) ج ۳ ص ۳۳۸)

زبان کا پھسلنا پاؤں کے

ہر وقت باتیں کرتے رہنے سے یہ بھی اندریشہ (یعنی ڈر) رہتا ہے کہ مقبولیت کی گھٹری ہو اور کوئی بات ناپسندیدہ نکل جائے اور ویسا ہی ہو جائے۔ ایک عربی شاعر کے اشعار کا ترجمہ ہے:

”آدمی اپنی زبان کی آغوش (یعنی پھسلن) سے بلاک ہو جاتا ہے، جب کہ پاؤں کے پھسلے سے اسے موت نہیں آ جاتی، جو چیز ناپسند ہو اس کا زبان سے تذکرہ بھی مت کرو، بسا اوقات جو کچھ زبان سے نکلتا جاتا ہے، ویسا ہی ہو جاتا ہے۔“ (تنبیہ الفافلین ص ۱۱۶)



فَوْمَانٌ مُصْطَلِّهٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بروز قیامت لوگوں میں سے میرے تربیت روہ ہوگا جس نے دنیا میں مجھ پر زیادہ درود پاک پڑھے ہوں گے۔ (تزمی)

اے عاشقانِ رسول! ادھر ادھر کی باتیں کرنے سے بچنے ہی میں بھلانی ہے، جب بھی فارغ ہوں فوراً زبان پر ذکرِ دُرود کی ترکیب کر لی جائے، نہ جانے کب قبولیت کی گھٹری آجائے اور ہمارا یہ اپار ہو جائے۔ حضرت لقمان

حکیم رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ نے اپنے بیٹے سے فرمایا: اے میرے بیٹے! **اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي** پڑھتے رہا کرو، کیونکہ اللَّهُ پاک کی طرف سے کچھ اوقات ایسے ہیں جس میں دُعاء مانگنے والے کی دُعا قبول کر لی جاتی ہے۔ (كتاب حسن الظن بالله مع موسوعة ابن ابي الدنيا ج ۱ ص ۱۱۸ قول نمبر ۱۱۸)

فضُول بولنے والے کی قیمت میں پاچ جگہ پریشانی منقول (یعنی کہا گیا) ہے کہ ہر ہنسی مزاح (یعنی مذاق مُخَرَّج) یا لَغْو (یعنی فضول) بات پر بندے کو (میدانِ قیامت میں) پاچ مقامات پر جھوٹ کرنے اور وضاحت طلب کرنے

کی خاطر روا کا جائے گا:

﴿۱﴾ تو نے بات کیوں کی تھی؟ کیا اس میں تیرا کوئی فائدہ تھا؟

﴿۲﴾ تو نے جوبات کی تھی کیا اس سے تجھے کوئی نفع حاصل ہوا؟

﴿۳﴾ اگر تو وہ بات نہ کرتا تو کیا تجھے کوئی نقصان اٹھانا پڑتا؟

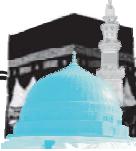
﴿۴﴾ تو خاموش کیوں نہ رہتا کہ انجمام سے محفوظ رہتا؟

﴿۵﴾ تو نے اس کی جگہ **سُبْخَنَ اللَّهُ الْحَمْدُ لِلَّهِ** کہہ کر آجڑ و ثواب کیوں حاصل نہ کیا؟ (تواتر القلوب جلد اول ص ۴۶۸)

حضرت فضیل بن عیاض رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ فرماتے ہیں: ”زبان سے سر کی حفاظت ہوتی ہے۔“ (تنبیہ المغترین ص ۱۹۰)

زبان سے جس کو برا بھلا کہا گیا، ہو سکتا ہے وہ غصے میں مار دھاڑ پر اتر آئے اور سر وغیرہ پھاڑ دے۔

صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَى مُحَمَّدٍ



فَوْمَانٌ مُصْطَلِّهٗ صَلَى اللَّهُ عَلَيْهِ وَالَّهُ وَسَلَّمَ: جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھا لیں گے اس پر اس جیتنے ہی بتاؤ اور اس کے نامہ اعمال میں دس بیکار لکھتا ہے۔ (تزمی)

خاموشی میں سات ہزار فائدے ہیں

کسی عقلمند کا کہنا ہے کہ خاموشی میں سات ہزار فائدے ہیں، جو سات جملوں (یعنی سینٹننس - SENTENCES) میں تجھ ہیں اور ہر جملے میں

ایک ہزار فائدے ہیں: (۱) خاموشی بغیر محنت کے (یعنی بعض شرائط کے ساتھ)

عبدات ہے (۲) خاموشی بلازیور کے زینت ہے (۳) خاموشی بغیر سلطنت کے ہبیت ہے (۴) خاموشی بغیر دیواروں کے قلعہ

ہے (۵) خاموشی میں کسی ایک کے پاس معدرت (یعنی SORRY) نہیں کرنا پڑتی (۶) خاموشی میں کر اتا کا تین (یعنی اعمال

کھنے والے غریت والے فرشتوں) کی راحت ہے (۷) خاموشی انسان کے عیوب کے لیے پرده ہے۔ (تنبیہ الفاقلین ص ۱۱۷)

جوانی دیوانی سے اس کے شر سے بچو!

جوانی میں عموماً صحّت اچھی رہتی ہے، اُمنگیں اور آرزوئیں کثیر (یعنی زیادہ) ہوتی ہیں اور واقعی جوانی میں سخت آزمائش ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت حسن بصری رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ سے روایت ہے، مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ، حضرت

عمر فاروق رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نے ایک نوجوان سے فرمایا: ”اے نوجوان! اگر تو تین چیزوں کے شر سے نجّ جائے تو جوانی کے شر سے محفوظ ہو جائے گا (۱) زبان کے شر (یعنی بُرائی) سے (۲) شر مگاہ کے شر سے (۳) تیسرے پیٹ کے شر سے۔“

(تنبیہ الفاقلین ص ۱۱۷)

ڈھلنے والی ہے جوانی جس پر تجھ کونا زہ
تو بجائے چاہے جتنا چاردن کا ساز ہے

نہ بولنے میں لوگوں میں ہیں اور ایک حصہ لوگوں سے دور بھاگنے میں۔

واقعی کم بولنے میں عافیت و سلامتی ہے۔ حضرت وہب بن وَرَد رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ فرماتے ہیں: ”عافیت دس حصے ہے، اس میں سے ۹ حصے صرف خاموشی میں ہیں اور ایک حصہ لوگوں سے دور بھاگنے میں۔“ (تنبیہ المغترین ص ۱۹۰)



فَوْقَانٌ مُصْطَلَّهٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: شبِ بھعا روزِ یومِ مجھ پر درود کی کثرت کر لیا کرو جو ایسا کرے گا قیامت کے دن میں اس کا شیق گواہ ہوں گا۔ (شعب الایمان)

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر و بن عاصی رضی اللہ عنہما نے فرمایا: "بے مقصد کام کو ترک کر دو، فُضُولُ بَاتُوْلِ سے بچو اور اپنی زبان کی اس طرح حفاظت کرو جس طرح سونے چاندی کی حفاظت کرتے

(الله والوں کی باتیں ج ۱ ص ۵۰۸، حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۳۵۹)

ہو۔"

خَامِشٌ "سُونَا" میں اللہ پاک کے پیارے نبی حضرت سیدنا سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اگر بات چیت کرنا "چاندی" (یعنی SILVER) ہو تو

(احیاء العلوم ج ۳ ص ۱۳۶)

چپ رہنا "سونا" (یعنی GOLD) ہے۔

سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: "جب تم دنیا سے بے رغبت شخص کو دیکھو اور اسے کم بولنے والا پاؤ تو اس کے پاس بیٹھو کیونکہ اسے حکمت دی گئی ہے۔" (ابن ماجہ ج ۴ ص ۴۲۲ حدیث ۴۰۱) "مرات" میں اس حدیث پاک کے تحت ہے: "حکمت" سے مراد علم باعمل ہے، بعض (علماء) نے فرمایا: شریعت و طریقت کا اجتماع یعنی دونوں ساتھ ساتھ ہونا "حکمت" ہے۔ (مرات ج ۷ ص ۵۷)

جونیک آدمی ہو اسے ذکر و ذرود اور "نیکی کی دعوت کے کام" سے فرصت ہی کب ملتی ہے کہ فُضُولُ بگواس میں پڑے اور مُنافق تو ہوتا ہی فاتو ہے اس لئے "بک بک" نہ کیا کرے تو اور کرے بھی کیا! جیسا کہ امام اوڑائی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مقولہ مشہور ہے کہ "مسلمان کلام (یعنی فتنگو) کم اور کام زیادہ کرتا ہے گرمنا فنق کام کم اور کلام (یعنی فاتو باتیں) زیادہ کرتا ہے۔" (تنبیہ الفائلین ص ۱۱۵)

چالیس سال کی راتیں اللہ پاک کے ایسے ایسے نیک بندے اور سب سے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دیوانے ہوتے ہیں جن کو ذکر و ذرود سے فرصت ہی نہیں ملتی کہ



فَوْمَانٌ مُصْطَلِّهٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: جو مجھ پر ایک بار درود پڑتا ہے اللہ پاک اس کیلئے ایک قبراطاً اجر لکھتا ہے اور قبراطاً اخذ پہرا جتنا ہے۔ (عبد الرزاق)

فُضُولُ باتوں کی نوبت آئے۔ چنانچہ حضرت مُصْحَورُ بْنُ مُعْتَدِلٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نے 40 سال تک بعد نمازِ عشا کسی کے ساتھ باتوں میں حصہ نہیں لیا۔
(احیاء العلوم (اردو) ج ۳ ص ۳۳۹، احیاء العلوم ج ۳ ص ۱۳۷)

اللَّهُ أَكْبَرُ! پیارے پیارے اسلامی بھائیو! اللَّهُ وَالَّهُ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ چا لیس چا لیس سال تک اپنی زبان کو قابو میں رکھنے میں کامیاب ہو جائیں اور ہمارا حال یہ ہے کہ چا لیس منٹ بھی اپنی زبان نہ سنبھال پائیں!

بے کار گنگلو سے خُدا یا بچا مجھے

ذکر و ذرود پاک کا شیدا بنا مجھے

صلوٰعَلَى الْحَبِيبِ صَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ

بعض اوقات مسلمان بے خیالی میں ایسی پیاری پیاری بات کر دالتا ہے جس کی خود اسے بھی خبر نہیں ہوتی اور اللَّهُ کریم اُس سے راضی ہو چکا ہوتا ہے، اور کوئی توبے پر واٹی میں ایک آدھا ایسی بات بکڑا دلتا ہے کہ اُسے اس کی سُدھ بھی نہیں ہوتی حالانکہ اُس بکواس کی خوست سے تباہی اُس کا مُقدَّر بن چکی ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، تاجدارِ مدینہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: بے شک بندہ بھی اللہ پاک کی رضا مندی کا کوئی ایسا کلمہ (یعنی سینٹنس - SENTENCE) کہہ دیتا ہے کہ جس کی طرف اُسے دھیان بھی نہیں ہوتا، اور اس کی وجہ سے اللہ پاک اُس کے بہت سے درجات (گریڈز - GRADES) بُند فرمادیتا ہے اور بے شک بندہ بھی اللہ پاک کی نافرمانی کا کوئی ایسا

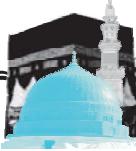
کلمہ (SENTENCE) کہہ گزرتا ہے کہ اُس کی طرف اُس کو دھیان بھی نہیں ہوتا اور اس کی وجہ سے دوزخ میں گرتا چلا جاتا ہے۔

(مشکوٰج ۲ ص ۱۸۹ حدیث ۴۸۱۳)



بُری صحبت نے بُری باد پک کر کے رکھ دیا تھا

ماحول میں رہتے ہوئے خوب دینی کام کرنے چاہئیں اور ہمیشہ بُری صحبت سے دور رہنا چاہئے۔ بُری صحبت سے بر باد ہونے کے بعد ہدایت ملنے پر عاشقانِ رسول کی صحبت با برکت میں آنے والے ایک خوش نصیب اسلامی بھائی کی ”مدفن بہار“ سمنے چنانچہ کراچی کے علاقے ”گلستانِ جوہر“ کے ایک اسلامی بھائی بُرے دوستوں کی صحبت کی وجہ سے بدآخلاقی اور گناہوں کے دلدل میں پھنس چکے تھے، انہیں گانے سمنے کا بہت زیادہ شوق تھا اور پھر یہ شوق اتنا بڑھا کہ وہ مختلف پروگراموں میں خود گانے گا کر لوگوں سے داد و صول کرنے لگے۔ اس کے علاوہ چرس پینا ان کا معمول تھا، گناہوں کی عادت اتنی زیادہ بڑھ چکی تھی کہ فخش گوئی (یعنی بے حیائی کی باتیں) کرنا اور جھوٹ بولنا ان کے نزدیک گویا کوئی عیب ہی نہ تھا، خوش قسمتی سے 2005 میں انہیں مدینۃ الارضیا ملتان شریف میں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے تین دن کے بین الاقوامی سنتوں بھرے اجتماع میں شرکت کی سعادت حاصل ہوئی جہاں یہ غوٹ پاک رحمۃ اللہ علیہ کے مرید بھی بنے، لیکن اجتماع سے لوٹنے کے بعد وہ دوبارہ بُرے دوستوں کی صحبت میں جا بیٹھے اور پھر سے گناہوں کا سلسلہ جاری ہو گیا۔ ایک دن اچانک انہیں کوئی ذہنی مرض لاحق ہو گیا جس کی وجہ سے انہیں سورہ فاتحہ بھی یاد نہ رہی اور وہ اپنے ہی گھر میں پا گلوں کی طرح رہنے لگے، اپنے والدین کو اپنا پاؤں سمجھنے لگے، ان کی حالت اتنی خراب ہو گئی کہ اپنے مرض کی وجہ سے نہ وہ کھانا کھا سکتے تھے اور نہ سو سکتے تھے، بالآخر انہیں نفسیاتی ہسپتال میں داخل کروادیا گیا۔ ان کی امی جان سے اپنے بیٹے کی یہ حالت دیکھنی نہیں جاتی تھی اور وہ ان کے لئے کثرت سے دعائیں اور وظیفے کرتی رہتیں، ایک رات ان کی امی جان کے خواب میں ایک بُرُّ رُگ تشریف لائے اور کچھ عمل کرنے کو کہا۔ ان کی امی جان بلا ناغمہ و عمل کرنے لگیں، اُس عمل کی برکت



فَوْمَانٌ مُصْطَلْفٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: مجھ پر درود پڑھ کر اپنی جا س کو آراستہ کرو کہ تمہارا درود پڑھنا برداز قیامت تمہارے لیے نور ہو گا۔ (فردوس الاخبار)

سے آہستہ آہستہ ان اسلامی بھائی کی حالت بہتر ہونے لگی اور وہ جسمانی طور پر صحبت یا ب ہونے لگے اور **الْحَمْدُ لِلّٰهِ** الکریم ایک دن وہ بھی آیا کہ انہوں نے دعوتِ اسلامی کے سنتیں سیکھنے سکھانے کے مدنی قافلے میں سفر کیا جہاں انہیں عاشقانِ رسول کی صحبت میں گناہوں سے بچنے کا ذہن ملا اور وہ دینی ماحول میں رپتے بستے چلے گئے اور دعوتِ اسلامی کے دینی کام کرتے کرتے ڈویریان سلطنت پر مدنی انعامات (جسے اب ”نیک اعمال“ کہتے ہیں) کے ذمہ دار بھی بنے۔ اے عاشقانِ صحابہ و آلیت! یہاں کردا مدنی بہار ہمیں دعوت فکر دے رہی ہے کہ ہم اپنی صحبوتوں اور دوستیوں پر نظر ثانی کر لیں، کہیں ایسا تو نہیں کہ نیک اعمال سے دُوری کی وجہ ہماری بُری دوستی اور گندی صحبت ہو!! حضرت مفتی احمد یار خان رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلٰيْهِ فرماتے ہیں: ”بروں کی صحبت فائدہ اور اچھوں کی صحبت نقصان کبھی نہیں دے سکتی۔ بھٹی والے سے مشک نہیں ملے گا، گرمی اور دھواں ہی ملے گا۔ مشک (کی خوشبو) والے سے نرمی ملے نہ دھواں، مشک یا خوشبو ہی ملے گی۔“ مزید فرماتے ہیں: ”**حَتَّى الْأَكْانَ بُرُّ الْحُجَّةِ** سے بچو کہ یہ دین و دُنیا بر باد کردیتی ہے اور اچھی صحبت اختیار کرو کہ اس سے دین و دُنیا سنبھل جاتے ہیں۔ سانپ کی صحبت جان لیتی ہے۔ بُرے یار کی صحبت ایمان بر باد کردیتی ہے۔“ (مرآت ح۲ ص ۵۶)

حضرت مولانا روم رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلٰيْهِ فرماتے ہیں:

صحبت صالح ثرا صالح كند

(یعنی اچھی کی صحبت تجھے اچھا اور بُرے کی صحبت تجھے بُرایا بادے گی) (مشنوی، دفتر اول ص ۲۲)

صَلَوٰعَلَى الْحَبِيبِ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ

گنگو میں کمی لانے کے خواہش مندوں کیلئے اپنی بات کو فُضُول لفظوں اور مختلف خرابیوں سے پاک کرنے کیلئے ”إحياء العلوم“ میں کچھ اس مکر نے کا بہترین سُخْنَہ طرح لکھا ہے: گنگو کی چار قسمیں ہیں: ۱) مُکْمَلُ نُقْصَانِ دہ



فَوْلَانٌ مُصْطَلِّهٗ صَلَى اللَّهُ عَلَيْهِ وَالَّهُ وَسَلَّمَ: شب جمعاً و روز جمعه مجھ پر کثرت سے درود پڑھو یوں تہار اور دو مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔

بات ۲) مکمل فائدے مثابات ۳) ایسی بات جو نقصان دہ بھی ہوا اور فائدے مند بھی، اور ۴) ایسی بات جس میں نہ فائدہ ہونے نقصان تو پہلی قسم کی بات جو کہ مکمل یعنی ساری کی ساری نقصان دہ ہے اُس سے ہمیشہ بچنا ضروری ہے اور اسی طرح تیسری قسم والی بات کہ جس میں نقصان و فائدہ دونوں ہیں، اس سے بھی بچنا لازم ہے اور جو چوتھی قسم ہے وہ فضولیات میں شامل ہے کہ اُس کا نہ فائدہ ہے نہ نقصان، الہذا ایسی بات میں وقت ضائع کرنا بھی ایک طرح کا نقصان ہی ہے اس کے بعد صرف دوسری یہ قسم کی بات رہ جاتی ہے یعنی باقون میں سے تین چوتھائی (یعنی 75%) قبل استعمال نہیں ہیں اور دوسری قسم کی بات جو کہ فائدہ مند ہے بس وہی قبل استعمال ہے مگر اس قبل استعمال بات کے اندر باریک قسم کی ریا کاری، بناؤٹ، غیبت، تہمت، جھوٹے مبالغے، ”میں میں کرنے کی آفت“، یعنی اپنی فضیلت و پاکیزگی بیان کر بیٹھنے وغیرہ وغیرہ خطرے موجود ہیں، مزید یہ کہ فائدہ مند نفیتوں کرتے کرتے فضول باقون میں جا پڑنے پھر اس کے ذریعے اور آگے بڑھتے ہوئے خداخواستہ اس میں گناہ ہو جانے وغیرہ وغیرہ کے خوف اور ڈر شامل ہیں اور ان خرابیوں کا شامل ہونا ایسا باریک ہے جس کا اکثر علم نہیں ہوتا، الہذا اس قبل استعمال بات کے ذریعے بھی انسان خطرات میں گھرا رہتا ہے۔

(دیکھیے: احیاء الغلوم ج ۳ ص ۱۳۸)

دُنیوی بات منہ سے زکل جائے تو مَا كَحَهُ ذِكْرُ اللَّهِ كُرْلِيْنَا چاہیے

اللہ پاک کے نیک بندے خالص دُنیوی (غیر فضول)

باقون کو بھی اچھانہ سمجھتے تھے، جیسا کہ حضرت سیدنا حماد

بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ جب کوئی دُنیوی بات کہہ دیتے تو

اس کے بعد ”سُبْحَنَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ“ پڑھتے پھر فرماتے: ”ہمارے

اسلاف (اگر رے ہوئے بُرگان دین) کسی مجلس (یعنی بیٹھک) میں خالص دُنیاوی کلام کرنا اچھانہ جانتے تھے، جب تک کہ

اُس کے ساتھ کوئی نیک بات نہ ملا لیتے۔“

(تنبیہ المغترین ص ۱۹۰)



جب رحمت کی توجہ ہٹادی جاتی ہے

باقتوںی شخص کو تو دُرجانا چاہیے کہ کہیں اللہ رب العزت نے میری طرف سے رحمت کی توجہ تو نہیں ہٹادی! چنانچہ حضرت سیدنا شیخ معروف گزخی رحمة اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”انسان کا بے کار باتیں کرنا اللہ پاک کا اُس کو بے مدد

(تنبیہ المغترین ص ۱۹۰)

چھوڑ دینے کے باعث ہوتا ہے۔“

حسن اخلاق اور دین کی سمجھ سے محروم

منافق دُنیاداری کے معااملے میں کتنا ہی غفلت سے مگر چونکہ وہ حسن اخلاق اور دین کی سمجھ بوجھ سے محروم ہوتا ہے اس لیے یقیناً وہ بد نصیب و محروم ہے۔ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ منافق میں دو حصلتیں جمع نہیں

(ترمذی ج ۴ ص ۳۱۲ حدیث ۲۶۹۳) ہوتیں: (۱) حسن اخلاق اور (۲) دین کی سمجھ۔

بولنے والا بالا پچھتا نا ہے

ایک نصیحت آموز عربی شعر کا ترجمہ ہے: ”علم زیست (یعنی خوبصورتی) ہے اور خاموشی سلامتی، اور جب کبھی بولنا پڑے تو زیادہ نہ بولو۔ تم نے خاموشی پر کبھی شرمندگی نہیں اٹھائی ہوگی۔ مگر بول کر بہت بارندامت (یعنی شرمندگی اٹھائی ہوگی)۔“ (تنبیہ الغافلین ص ۱۱۶)

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! واقعی یہ حقیقت ہے کہ خاموش رہنے میں ندامت (یعنی شرمندگی) کا امکان (یعنی CHANCE) بہت کم ہے جب کہ موقع بے موقع ”بول پڑنے“ کی عادت سے بارہا SORRY کہنا پڑتا اور معانی مانگنی پڑتی ہے یا پھر دل ہی دل میں پچھتاوا ہوتا ہے کہ میں یہاں نہ بولا ہوتا تو اچھا تھا کیوں کہ میرے بولنے پر سامنے والے کی چھبک اڑگئی، کھری کھری سُنگی پڑی، فلاں ناراض ہو گیا، فلاں کا چہرہ اُتر گیا، فلاں کا دل دکھ گیا، اپنا امپریشن (IMPRESSION) بھی خراب پڑا اور غیرہ۔ حضرت محمد بن اَنْضَرْ حارثی رحمة اللہ علیہ سے کتنی پیاری بات بیان کی گئی ہے: ”زیادہ بولنے سے (عزت و) وقار جاتا رہتا ہے۔“ (الصَّمْتُ لَا يُنْبَأُ إِلَيْهِ الْأُنْبَاءُ موسوعہ ج ۶۰ قول نمبر ۵۲)



”بُول کر“ پچھتانا سے سچ ہے، ”بُول کر“ پچھتانا سے ”نہ بُول کر“ پچھتانا اچھا اور ”زیادہ کھا کر“ پچھتانا سے ”کم کھا کر“ پچھتانا اچھا کہ جو بولتا رہتا ہے وہ مُصیتوں میں پھنستا رہتا ہے اور جو زیادہ کھانے کا عادی ہوتا ہے وہ اپنا معدہ تباہ کر دیتھا، اکثر مٹاپے کا شکار ہو جاتا اور طرح طرح کی بیماریوں کی زاد میں رہتا ہے، اگر جوانی میں امراض سے قدرے بچت ہو بھی گئی تو جوانی ڈھلنے کے بعد بساً وقت ”سر اپا مرض“ بن جاتا ہے۔ زیادہ کھانے کے نقصانات اور مٹاپے کے علاج وغیرہ جانے کیلئے فیضانِ سنت جلد اول کے باب ”بھوک کے فضائل“ کا مطالعہ فرمائیے۔

”بُول کر پچھتاز سے
نہ بُول کر پچھتانا اچھا

فیضان سنت جلد اول کے باب ”بھوک کے فضائل“ کا مطالعہ فرمائیے۔

زیادہ بولنے والے کو
نہ امتحان پڑتی ہے

(۲) جو یہی ربان کی حفاظت نہیں کرتا وہ نادم (یعنی شرمندہ) ہوتا ہے۔
 (تبنیہ الغافلین ص ۱۱۵)

جو توں کر بولتا ہے پھول
پاتوں سے بچ جاتا ہے

کہ میں نے سر کارِ مدینہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے سُوال کیا کہ ابراہیم صَحِیفَوں (یعنی حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَامُ پر نازل ہونے والی آسمانی کتابوں) میں کیا مضمایں تھے؟ فرمایا: وہ سب عبرت و نصیحت پُر شتم تھے (ان میں یہ بھی تھا)، عَقْلَمَدْ پر لازم ہے کہ اپنے زمانے کے حالات سے واقف ہو اور اپنی رہبَانِ کی حفاظت کرے۔ با تم کرنے کے بجائے کام کرے اور اس کا کلام فضول باقتوں پُر شتم



(الله والوں کی باتیں ج اص ۳۱۹، حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۲۲۲)

نہ ہو۔

الحمد لله دعوتِ اسلامی کے دینی ماحول کی بھی کیا خوب برکتیں ہیں، ان برکتوں کا آندازہ لگانے کیلئے ایک ”مدنی بہار“ سُنٹے اور جھومنے: اولڈ کانپور (اہنہ) دینت کے ایک اسلامی بھائی کی خوش بختی کہ انہیں دعوتِ اسلامی کے دینی ماحول سے وابستگی نصیب ہوئی۔ ان کی نافی جان کی طبیعت بہت ناساز تھی، بہتیر اعلان کروایا مگر شفاف نہ مل سکی۔ ڈاکٹروں نے کہا: ”انہیں سلطان (یعنی CANCER) ہے اور ساتھ ہی ساتھ یہ خبر بھی سنادی کہ یہ چند دنوں کی مهمان ہیں۔“ اس خبر و حشمت اثر سے یہ گھبرا گئے، انہوں نے اللہ رب العزت کے بھروسے نافی جان کی صحّت یابی کی دعا مانگنے کیلئے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں شرکت کی اور رورو کر دعا کی: ”یا اللہ پاک! یہاں جو بھی تیرا محظوظ (یعنی پیارا) بندہ ہے اس کے سدقے میری پیاری نافی جان کو صحّت کی نعمت عطا فرم۔“ اگلے روز جب نافی جان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان کی خوشی کی انتہا نہ ہی کیونکہ اجتماع میں عاشقانِ رسول کے درمیان مانگی جانے والی دعا کی برکت یوں ظاہر ہوئی کہ ان کی نافی جان اب نہ صرف بیٹھ رہی تھیں بلکہ تند روست ہو کر چل پھر رہی تھیں۔

ترا شکر مولا دیا مدنی ماحول نہ چھوٹے کبھی بھی خدا مدنی ماحول

سلامت رہے یاخدا مدنی ماحول بچے بد نظر سے سدا مدنی ماحول (وسائل یتیش ص ۶۴۷)

سُبْحَنَ اللَّهِ! اللَّهُ پاک هر شے پُر قُدرت رکھتا ہے، وہ چاہے تو کینسر بھی ٹھیک ہو

جائے۔ یقیناً بڑھاپے اور موت کے سوا ہر بیماری کا اعلان ہے۔ ہاں یہ بات الگ ہے

کہ کئی امراض کا اعلان آطبا (یعنی ڈاکٹر) اب تک دریافت نہیں کر پائے۔ لہذا یہ کہنے

کے بجائے کہ ”فلان مرض کا اعلان نہیں ہے“ مناسب یہ ہے کہ یوں کہا جائے کہ ہمارے پاس اس بیماری کا اعلان نہیں یا

کے بجائے کہ ”فلان مرض کا اعلان نہیں ہے“ مناسب یہ ہے کہ یوں کہا جائے کہ ہمارے پاس اس بیماری کا اعلان نہیں یا



ڈاکٹر زابھی تک اس مرض کا علاج دیا یافت نہیں کر سکے۔ بہر حال رپٰ کریم چاہے تو دوا شفا کا ذریعہ (ذ.ری.ع.) بنے ورنہ عین ممکن ہے کہ وہی دواموت کا سبب بن جائے! اور یہ بھی اکثر دیکھا جاتا ہے کہ ماہر ڈاکٹر کی طرف سے ملنے والی درست دوا کے باوجود کسی مریض کو منفی اثر (REACTION) ہو جاتا ہے۔

کینسر کا ضرورتا دوسرا پانی ملاتے رہئے، مریض وہی پانی سارا دن پئے، یعنی مل چالیس دن تک بلا ناغہ کرتے رہئے، ان شاء اللہ شفا حاصل ہوگی۔ (دوسری بھی پڑھ کر دم کر کے مریض کو پلاسٹا ہے)

صلوٰ علی الحبیب صَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ

بیوقوف جب تک خاموش خاموش رہنے سے بعض اوقات لوگوں پر دھاک بیٹھی رہتی ہے، لوگ عزّت کی زگاہ سے دیکھتے ہیں اور جو ہر وقت بولتا رہتا ہے اُس کا رُغب ختم رہتا ہے پہاچانا نہیں جاتا۔ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”جو شخص غور کرے تو وہ تمام اہل مجلس سے اشرف (یعنی شریف ترین) اور زیادہ رُغب دار اُس شخص کو پائے گا جو اکثر خاموش رہتا ہو، کیونکہ خاموشی عالم کے لیے زیست ہے اور جاہل کے لیے پرده۔“ (تنبیہ المغزین ص ۱۹۰)

آدھی رات تک مل اگر سوچ نہ دو بے تو؟ (واقعہ) اے عاشقانِ رسول! واقعی زبان بند رکھنے سے بھرم قائم رہتا ہے، انسان جیسے ہی بولنا شروع کرتا ہے، اُس کا ”بھاؤ“ (یعنی تمجید اور پتا) پتا چل جاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ

ایک شخص بیٹھتا تھا مگر کبھی کچھ بولتا نہیں تھا۔ ایک بار حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے اُس سے فرمایا: آپ کبھی کوئی سوال کیوں نہیں کرتے؟ ہمیشہ چُپ ہی رہتے ہیں؟ یہُن کرام نے سوال کر دیا: اچھا یہ بتائیے کہ روزہ کب افطار کرنا چاہئے؟ فرمایا:



جب سورج غروب ہو جائے۔ وہ بولا: اگر آدھی رات تک سورج غروب ہی نہ ہو تو؟ یہ سوال سن کر حضرت امام ابو یوسف زہبی اللہ علیہ نہس پڑے اور فرمایا: آپ کا خاموش رہنا ہی بہتر تھا، میں نے آپ کی زبان گھلوکر غلطی کی۔ (تاریخ بغداد ج ۱۴ ص ۲۵۱)

کاش! میں گونگا ہوتا! اے عاشقانِ رسول! دیکھا جائے تو ناہیں فائدے میں رہتا ہے کہ غیر عورتیں، فلمیں ڈرامے، کسی ”ہاف پینٹ“ والے شخص کے گھلے گھٹٹے اور رانیں دیکھنے، امرد پر ”محصول لذت“، والی نظر ڈالنے وغیرہ وغیرہ گناہوں سے بچا رہتا ہے، اسی طرح گونگا بھی زبان کی بے شمار آنٹوں سے محفوظ رہتا ہے۔ مسلمانوں کے پہلے خلیفہ، عاشقِ اکبر، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ (بطورِ عاجزی) فرماتے ہیں: ”کاش! میں گونگا ہوتا مگر ذکرِ اللہ کی حد تک گویاں (یعنی بولنے کی صلاحیت) حاصل رہتی۔“

(مزقاۃ المفاتیح ج ۱۰ ص ۸۷)

کاش! یہ گونگی ہوتی! ”احیاء العلوم“ میں ہے: صحابی رسول، حضرت ابو درا فی اللہ عنہ نے ایک زبان دراز (یعنی زیادہ باتیں کرنے والی) عورت دیکھی تو فرمایا: اگر یہ گونگی ہوتی تو اس کے حق میں بہتر تھا۔ (احیاء العلوم ج ۳ ص ۱۴۲)

میستے بنے! اللہ پاک کے پیارے پیارے سب سے آخری نبی میںی مدنی، محمد عربی صَلَّی اللَّہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے پیارے صحابی حضرت ابو درا فی اللہ عنہ کے مبارک ارشاد سے خصوصاً ہماری وہ اسلامی بہنیں و رس حاصل کریں جو فضول باتوں، غیر ضروری سوالوں، بدگمانیوں اور غبتوں وغیرہ سے فریضت نہیں پاتیں، اسلامی بہنیں اگر صحیح معنوں میں خاموش رہنا سیکھ جائیں تو ان کی گھریلو پریشانیاں، رشته داروں سے ناچاقیاں (یعنی آن بن)، اور ساس بھوکی لڑائیاں وغیرہ بہت سارے مسائل حل ہو جائیں اور سارے کاسارا خاندانِ اُمّن کا گھوارہ بن (یعنی پر شکون ہو) جائے کیونکہ زیادہ تر گھریلو جھگڑے زبان کے غلط استعمال ہی



فَرْمَانٌ مُصْطَلِّهٗ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَاللَّهُ وَسَلَّمَ: جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور اس نے مجھ پر ڈرود شریف نہ پڑھا اُس نے جفا کی۔

کے سبب ہوتے ہیں۔

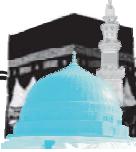
سوشل میڈیا کی ایک قابل غور پوسٹ

سوشل میڈیا کی ایک توجہ طلب پوسٹ معمولی فرق کے ساتھ پیش کی جاتی ہے، کسی لڑکی نے پوسٹ کی: اگر شادی کے بعد ماں باپ کو ساتھ رکھنے کا حق بیٹیوں کو مل جاتا تو ملک میں ایک بھی ”اولد ہاؤس“ نہ ہوتا۔ اس پر کسی لڑکے نے بھی خوب جواب دیا کہ اگر وہ ہی بیٹیاں شادی کے بعد ساس سُسر کو ہی ماں باپ مان لیں تو ملک تو کیا پوری دُنیا میں ایک بھی اولد ہاؤس باقی نہ رہے۔

اس پوسٹ میں صرف ان عورتوں کو سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے جو اپنی ساس نندوں وغیرہ کے سامنے خوب زبان چلاتیں اور گھر کا آمن تہ و بالا کرتی ہیں، ورنہ معاشرے میں سرال کے اندر ظلم سہنے والی خواتین کی بھی ایک تعداد ملے گی۔

ساس ہو کا جھگڑا نمٹانے کا شکر

ساس اگر ڈانت ڈپٹ کرتی ہو تو ”بہو“ کو چاہیے کہ صرف و صرف صبر کرے، جو اب ایک لفظ بھی نہ کہے اور اپنے شوہر کو شکایت بھی نہ کرے، مُنہ بھی نہ چڑھائے، اور اپنے بچوں کو جھاڑ کریا بُرتن وغیرہ پچھاڑ کر ان پر بھی غصہ نہ زکا لے اور میکے میں بھی پُچھناہ بتائے، ان شَاءَ اللَّهُ الْكَرِيمُ آہستہ گھر یلو مسائل حل ہو جائیں گے۔ اسی طرح اگر کوئی بہو اپنی ”ساس“ سے جھگڑا کرتی ہو تو ساس کو چاہئے کہ بالکل جوابی کارروائی نہ کرے، صرف خاموشی اختیار کرے، گھر کے کسی فرد جیسی کہ اپنے بیٹی کو بھی شکایت نہ کرے۔ ان شَاءَ اللَّهُ الْكَرِيمُ اس کہاوت: ”ایک چُپ سو شکھ“ کے مطابق نکھل چین پائے گی۔ جی ہاں! اگر صحیح معنوں میں سگ مدینہ غفرانہ کے اس ”شکھ“ پر عمل کیا تو ان شَاءَ اللَّهُ الْكَرِيمُ جلد ہی ساس بہو کی لڑائی ختم ہو جائے گی اور گھر آمن کا گھوارہ (یعنی راحتوں بھرا) بن جائے گا۔



خاموشی کی برکت باقتو سے دیدارِ مصطفیٰ

ایک اسلامی بہن نے دعوتِ اسلامی کے مکتبہ الٰمدینہ کی طرف سے جاری کردہ خاموشی کی آہمیت پر منی سنتوں بھرے بیان کی آڈیو کیسٹ سن کر خاموش رہنا شروع کر دیا، تین ہی دن میں ان کو اندازہ ہو گیا کہ پہلے وہ کس

قدر فالتو باتیں کیا کرتی تھیں! الْحَمْدُ لِلَّهِ الْكَرِيمِ خاموشی کی برکت سے انہیں اچھے اچھے خواب نظر آنے لگے، فضول باقتوں سے بچنے کی کوشش کے تیسرے دن انہوں نے مکتبہ الٰمدینہ کی جاری کردہ سنتوں بھرے بیان کی ایک مزید آڈیو کیسٹ بنام ”اطاعت کس کہتے ہیں“، سُنی۔ رات جب سوئیں تو الْحَمْدُ لِلَّهِ الْكَرِيمِ کیسٹ میں بیان کردہ ایک واقعہ انہیں خواب میں دکھائی دینے لگا! ”جنگ کا نقشہ تھا، سرکارِ مدینہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَاللَّهُ وَسَلَّمَ“ ہم کی جاسوسی کے لیے اپنے پیارے صحابی حضرت حُذَيْفَة رضی اللہ عنہ کو روانہ کرتے ہیں، وہ گفار کے خیموں کے پاس پہنچتے ہیں تو انہیں گفار کے سردار حضرت ابوسفیان (جو انہی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے) کھڑے ہوئے نظر آتے ہیں، موقع غنیمت جانتے ہوئے حضرت حُذَيْفَة رضی اللہ عنہ کمان پر تیر چڑھا لیتے ہیں کہ انہیں سرکارِ دو عالم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَاللَّهُ وَسَلَّمَ کا یہ حکم یاد آتا ہے کہ ”گُفار کو بغرنہ ہو“، چنانچہ اپنے پیارے آقا، مصطفیٰ جانِ رحمت صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَاللَّهُ وَسَلَّمَ کی اطاعت (یعنی فرماں برداری) کرتے ہوئے تیر چلانے سے باز رہتے ہیں، پھر حاضر ہو کرتا جو رسالت صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَاللَّهُ وَسَلَّمَ کی خدمتِ برکت میں کارکردگی پیش کرتے ہیں۔ الْحَمْدُ لِلَّهِ الْكَرِيمِ اس خواب میں ان اسلامی بہن کو سرکارِ مدینہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَاللَّهُ وَسَلَّمَ اور دو صحابہ کرام رضی اللہ عنہما کی صاف صاف زیارت نصیب ہوئی، باقی سب مناظرِ دُنے (BLUR) نظر آرہے تھے۔ الْحَمْدُ لِلَّهِ! صرف تین دن کی فضول گوئی سے بچنے کی کوشش سے ان پر آقائے دو عالم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَاللَّهُ وَسَلَّمَ کا بہت بڑا کرم ہو گیا، ان کا کہنا تھا: بُسْ میری تمنا ہے کہ کبھی بھی میری زبان سے کوئی فالِ تکفظ نکلے۔

اللَّهُ! کروں میں نہ کبھی فالتو باتیں
بس ذکر میں گزریں مرے دن اور مری راتیں



صلوٰعَلِيُّ الْحَبِيبِ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰيْهِ مُحَمَّدٌ

زبان کی آفتیں بَهْتَ زِيَادَهُ هِنْ

صحابی رسول حضرت سیدنا عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ زبان کو ہر چیز سے زیادہ قابو میں رکھنے کی ضرورت ہے۔ (معجم کبیر ج ۹ ص ۱۴۹) (کیونکہ زبان کی آفتیں بہت زیادہ ہیں) انسان کے سرگنا ہوں کا بوجھ لدو انے میں زبان سب اعضا (یعنی PARTS) سے بڑھ کر ہے۔ گناہوں سے بچانا سب اعضا کو ضروری ہے لیکن (دیگر اعضا کے مقابلے میں) زبان کی دیکھ بھال اور اس پر قابو پانے سے بڑھ کر اہم و ضروری ہے۔

عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزَ پھوٹ پھوٹ کر روئے

حضرت ابو عبد اللہ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلٰيْهِ فرماتے ہیں کہ میں نے سنائے کہ ایک عالم صاحب حضرت عمر بن عبد العزیز رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلٰيْهِ کے سامنے کہنے لگے: ”خاموش عالم“ بھی بولنے والے عالم ہی کی طرح ہوتا ہے۔ فرمایا میراڑ ہن یہ ہے کہ بولنے والا عالم قیامت کے دن چُپ رہنے والے عالم سے افضل ہو گا اس لئے کہ بولنے والے عالم کا نقش لوگوں کو پہنچتا ہے جبکہ چُپ رہنے والے عالم کو صرف ذاتی فائدہ ملتا ہے۔ وہ عالم صاحب بولے: ”یَا امِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! کیا آپ بولنے کے فشوں سے ناقف ہیں؟“ حضرت عمر بن عبد العزیز رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلٰيْهِ یُنَ کر پھوٹ پھوٹ کر روئے۔ (الصَّمَدَ ج ۷ ص ۳۴۵ قول نمبر ۶۴۸)

اللّٰهُ رَبُّ الْعِزَّةِ كَيْ أَنْ پَرَّ حَمَتْ هُوَ وَأَنْ كَيْ صَدَقَهُمَارِي بِهِ حَسَابَ

امینِ بِجَاهِ خَاتَمِ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

مغفرت ہو۔

حِكَايَتِ كَيْ وَضَاحَتْ

اے عاشقانِ رسول! ہمارے بُزرگوں کی احتیاطیں اور جذبہ خوفِ خدا مر جبا! البتہ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ مختار علماء دین کا واعظ و نصیحت فرمانا، شرعی احکام بتانا، مبلغین کا سنتوں بھرا بیان کرنا، نیکی کی دعوت دینا، خاموشی کے مقابلے میں



فَرْمَانٌ مُصْطَلَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: مجھ پر دُرود پاک کی کثرت کرو بے شک تہارا مجھ پر دُرود پاک پڑھنا تہارے لئے پکری گی کا باعث ہے۔ (ابی عیال)

فضل تین عمل ہے۔ مگر ان عالم صاحب کا حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں عبرت کے لئے یہ عرض کرنا کہ ”کیا آپ بولنے کے فتنوں سے ناواقف ہیں؟“ اپنی جگہ درست تھا اور امیر المؤمنین رحمۃ اللہ علیہ کا خوف خدا سے زار و قطار رونا بھی اُن عالم دین کے ان الفاظ کی تک پہنچنے کی وجہ سے تھا۔ واقعی اچھا بولنا اگرچہ مخلوق کیلئے نفع بخش ہے لیکن خود بولنے والے کے لئے اس میں کئی خطرات موجود ہیں مثلاً اگر اچھا مبلغ ہے تو اپنی خوش بیانی اور گفتگو کی روائی پر دوسروں کی طرف سے ملنے والی داد و تحسین کے سبب یا صرف اپنی صلاحیت پر گھمنڈ (یعنی تکبیر) کے باعث یا اپنے آپ کو ”کچھ“ سمجھنے اور دوسروں کو حقیر (یعنی گھٹیا) جانے یا صرف نفسانیت کی وجہ سے دوسروں پر دھاک بھانے اور اپنی واہ وا کروانے کی خاطر مشکل یا خوبصورت الفاظ و محاورے وغیرہ بولتے رہنے وغیرہ وغیرہ فتنوں میں پڑ سکتا ہے۔ اگر عربی بول چال پر عبور ہوا تو بات و بیانات میں اپنی عربی دانی کا سلکہ جمانے کی خاطر خوب عربی مقولوں وغیرہ کے استعمال کے فتنے میں بنتلا ہو سکتا ہے، اسی طرح جس کی آواز اچھی ہو وہ بھی خطروں میں گھرا رہتا ہے، چونکہ لوگ اکثر ایسوں کی تعریف کرتے ہیں جس پر ”پھول“، کراس کے مغرب و رہو جانے، اچھی آواز کو اللہ پاک کی عطا سمجھنے کے بجائے اپنا کمال سمجھ بیٹھنے وغیرہ غلطیوں کا خذشہ (یعنی ڈر) رہتا ہے۔ تو ان عالم دین کا ”بولنے“ کے متعلق خبردار کرنا درست ہے اور واقعی جو مبلغ بیان کی جانے والی بُری صفات رکھتا ہو اُس کا بولنا اُس کے اپنے حق میں بہت بڑا فتنہ اور بُر بادی آخوت کا سامان ہے اگرچہ مخلوق کو اُس سے نفع پہنچا ہو۔

مُتَأَثِّرٌ كُرَنَ لَكَ لَرَ بَاتٌ [لوگوں کو اپنے سے متاثر (م۔ ت۔ اٹ۔ ٹر۔) کرنے کے لیے بنا سجا کر با تیں کرنا اور یوں انہیں اپنا معتقد (یعنی عقیدت منہ) بنانا بہت زیادہ بُرا کام ہے، اب جو حدیث پاک بیان کی جا رہی ہے اس سے وہ لوگ دُرس حاصل کریں جو اگرچہ بظاہر نیک بھی ہوتے ہیں لیکن ہر وقت ”میں میں“



فَوْمَانٌ مُصْطَلْهٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰیہِ وَاللّٰہُ وَسَلَّمَ: جس کے پاس میراڑ کہروارہ مجھ پرڈو و شریف نہ پڑھے تو وہ لوگوں میں سے کئوں تین شخص ہے۔

کرتے رہتے ہیں اور لوگوں کو اپنی ذات کا گزویدہ کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔

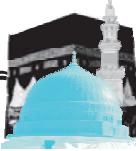
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جس نے بات کہنے کے مختلف انداز اس لیے سیکھے کہ اس کے ذریعے لوگوں کے دلوں کو قید کرے (یعنی لوگوں کو اپنا عقیدت مند بنائے)، اللہ پاک

قیامت کے دن اُس کے نہ فرض قبول فرمائے گا نہ نفل“ (ابوداؤد ج ۴ ص ۳۹۱ حدیث ۵۰۰۶)

مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث مبارکہ کی وضاحت میں فرماتے ہیں: ایک مضمون کو مختلف عبارتوں سے بیان کرنا، اچھی عبارت بولنا، جھوٹی بات سمجھی کر کے دکھانا یعنی جو عالم لچھے دار گفتگو زناٹے کی تقریر میں کرنا اس لیے سیکھے کہ لوگ اس کے جال میں پھنس جائیں، لوگ اس کے معتقد (یعنی عقیدت مند) ہو جاویں۔ (مراتج ص ۴۳۹)

بَاتِینٌ بَھٰی زِیادَهٗ باطنی شخص کو جھوٹ، غیبت، چُعلیٰ، لوگوں کو گالی دینا وغیرہ وغیرہ گناہوں میں مبتلا ہو جانے کا خطرہ رہتا ہے۔ اسی طرح مالدار شخص کو دولت زیادہ ہونے کی وجہ سے ظلم خطایں بھی زیادہ و تکبر وغیرہ گناہوں میں پڑنے کا خطرہ رہتا ہے۔ حضرت سیدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ (۱) جو زیادہ بولتا ہوگا اُس کی غلطیاں بھی زیادہ ہوں گی (۲) جس کا مال زیادہ ہوگا اُس کے گناہ بھی زیادہ ہوں گے اور (۳) جس کے اخلاق بُرے ہوں گے وہ بتلاۓ عذاب ہوگا۔ (تنبیہ الغافلین ص ۱۱۷)

جَلِیْسًا سَفَرَ، وَلِسَا زَادِرَهُونَا چَابِیْتَ مشہور صحابی حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ ایک بار کعبۃ اللہ شریف کے پاس کھڑے ہو کر فرمانے لگے: جو مجھے جانتا ہے وہ تو جانتا ہی ہے اور جو نہیں جانتا وہ جان لے کہ میں جہذب بن جنادہ ابوذر غفاری ہوں، ایک ہمدرد و مہربان مسلمان بھائی کے پاس آؤ! لوگ آس پاس جمع ہو گئے۔ تو فرمانے لگے: لوگو! تم میں سے کوئی شخص جب دُنیا کے کسی شہر کے سفر کا ارادہ کرتا ہے تو زادراہ (یعنی سامان سفر) کے بغیر سفر نہیں کرتا تو وہ شخص کیسا ہے جو آخرت کا سفر بلا زادراہ کرنا چاہتا



ہے؟ لوگوں نے پوچھا: اے ابوذر! ہمارا زادِ سفر کیا ہونا چاہیے؟ فرمایا: ”رات کے آندھیرے میں دورِ رُغعت نماز قبر کی وحشت (یعنی گھبڑا ہٹ) سے بچنے کے لیے، اور سخت گرمی کے روزے قیامت کے دن کے لیے اور مساکین پر صداقت کرنا تاکہ تم کو وحشتِ دن کے عذاب سے نجات ملے اور دوسرا بڑے بڑے امور کے لیے حج کرنا۔ دُنیا کو دو حصوں میں تقسیم کرلو، ایک حصہ طلبِ دُنیا کے لیے اور ایک حصہ طلبِ آخرت کے لیے۔ اس کے علاوہ تیسرا حصہ بنانا مُضر (یعنی نقصان دہ) ہے، مفید نہیں۔ اسی طرح اپنی بات چیت بھی دو طرح کی بنالو، ایک وہ جو تمہاری دُنیا میں کام دے، دوسرا وہ جو آخرت میں کام آئے اور تیسرا مُضر (یعنی نقصان دہ) ہے، مفید نہیں۔“ پھر فرمانے لگے: ”آہ! مجھے اُس دن کے غم نے ہلاک کر دیا ہے جس کی میرے پاس کوئی تلافی (یعنی علاج) نہیں۔“ عرض کیا گیا: وہ کیا ہے؟ فرمایا: ”میری اُمیدیں میری عمر سے بھی تجاوز کر (یعنی آگے بڑھ) گئیں اور میں اپنے عمل سے غافل ہو گیا ہوں۔“ (تنبیہ الفاثلین ص ۱۱۸)

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نہایت ہی پرہیز گار ہونے کے باوجود اپنے بارے میں انکسار افرما رہے ہیں کہ ”میں اپنے عمل سے غافل ہو گیا ہوں۔“ تو پھر ہمارا کیا بنے گا؟ کہ ہم تو کوئی نیکی کر بھی نہیں پاتے اور اگر ٹوٹی پھوٹی عبادت کر بھی ڈالی تو شیطان دل میں یہ بات ڈال دیتا ہے کہ تو بہت نیک ہے تو شریف آدمی ہے اور شیطان کی باتوں میں آ کر ہم بھی اس خوش نہیں میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ ہاں واقعی ہم نیک آدمی ہیں۔ اس واقعے سے خصوصاً ہمیں انکسار و عاجزی کا درس حاصل کرنا چاہیے کہ خواہ ہم کتنے ہی نیک کام کریں، خود کو نہ گار ہی تصور کرنا چاہیے۔

اے عاشقانِ رسول! بے ضرورت بات، نہیں مذاق اور تو ترائق کی عاداتِ نکال دینے سے گھر میں بھی آپ کا وقار بُلند ہو گا اور جب گھر کے افراد آپ کے سنجیدہ پن سے متأثر

مَكْهُرٍ مِّلْ سُنْتُونَ هَمْ رَا مَحْوِلٍ بَنَانِي مِلْ خَامُونَ يَكْرَدَارٍ



فَرْمَانٌ مُصْطَلَّهٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: جو لوگ اپنی مجلس سے اللہ پاک کے ذکر اور نبی پر رُز و شریف پر ہے بغیر اٹھ گئے تو وہ بدیودار مردار سے اٹھ۔ (شعب الایمان)

(مُ-ت-آث-ثر) ہوں گے تو ان شاء اللہ الکریم ان کے دل پر آپ کی ”بینکی کی دعوت“، جلد اٹھ کرے گی اور گھر میں ستّوں بھرا ماحول بنانے میں آسانی ہو جائے گی۔ چنانچہ ”دعوتِ اسلامی“ کے ستّوں بھرے اجتماع میں خاموشی کی اہمیت پر کیا ہوا ایک ستّوں بھرا بیان سن کر الحمد للہ الکریم ایک باقونی اسلامی بھائی نے خاموشی کی عادت ڈالنی شروع کر دی، سُبْحَنَ اللَّهِ! اس کا انہیں فائدہ بھی پہنچنے لگا، ”ابُو الفَضْوَلَ“، ہونے کی وجہ سے گھر کے افراد ان سے بدنظر کر دیتے تھے مگر جب سے چُپ رہنا شروع کیا ہے، گھر میں ان کی ”پوزیشن“ بن گئی ہے اور رخصوماً ان کی اتنی جان جو کہ ان سے بیزار رہا کرتی تھیں اب خوش ہو گئی ہیں، چونکہ پہلے وہ بہت ”بُكَى“ (بے کھلکھل کے عادی) تھے لہذا ان کی اچھی باتیں بھی بے آثر ہو جاتی تھیں مگر اب وہ اتنی جان کو جب بھی کوئی سنت وغیرہ بتاتے ہیں تو وہ نہ صرف دلچسپی سے سُنتی ہیں بلکہ عمل کرنے کی کوشش بھی کرتی ہیں۔

بڑھتا ہے خاموشی سے وقار اے مرے پیارے

گھروالے بھی ہو جائیں گے خوش آپ سے سارے

صَلَوٰاتٌ عَلَى الْحَبِيبِ صَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ

عَيْضُورِي حضرت امام محمد بن محمد بن محمد غزالی رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ فرماتے ہیں: بے فائدہ گفتگو میں سے تمہارا دوسرا سے غیر ضروری چیز کے بارے میں سوال کرنا بھی ہے اور اس طرح کا سوال کر کے تم اپنا بھی وقت ضائع کرو گے اور دوسرا کو بھی جواب دینے کے ذریعے وقت ضائع کرنے پر مجبور کر دو گے اور یہ بھی اس وقت ہے جب سوال کرنے میں کوئی آفت نہ ہو ورنہ اکثر سوالات میں عموماً آفات ہوتی ہیں۔ مثال کے طور پر تم کسی سے اس کی عبادت کے بارے میں سوال کرتے ہوئے پوچھو کر کیا تم روزہ دار ہو؟ اگر اس نے ہاں میں جواب دیا تو وہ اپنی عبادت کا اظہار کرنے والا ہوا اور یوں وہ ریا کاری میں پڑ سکتا ہے۔ اگر وہ ریا کاری میں نہ بھی



پڑے تب بھی اس کی عبادت پوشیدہ (یعنی چھپی ہوئی) عبادت کے رجھڑ سے خارج ہو جائے گی اور پوشیدہ عبادت، غلائیہ (یعنی گھلَمَ کھلَّا) عبادت سے کئی دربے فضیلت رکھتی ہے اور اگر وہ کہتا ہے کہ نہیں تو وہ جھوٹ بولنے والا ہو گا اور اگر وہ خاموش رہے تو وہ تمہیں حقیر سمجھنے والا ہو اور اس سبب سے تم آذیت اٹھاؤ گے اور اگر وہ جواب دینے میں ٹال مٹول سے کام لے تو اسے مشقت اٹھانی پڑے گی تو تم ایک سوال کے سبب اسے ریا کاری یا جھوٹ بولنے یا حقیر جانے یا جواب کو ٹالنے کی زدیں لے آئے۔

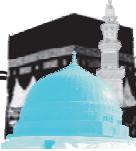
ایسے ہی تمہارا اس کی دیگر عبادات کے بارے میں سوال کرنا ہے اور اسی طرح گناہ اور ہر اس چیز کے بارے میں سوال کرنا ہے جسے وہ لوگوں سے چھپاتا اور اسے بتانے سے شرما تا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی دوسرے سے گفتگو کر رہا ہو اور بعد از گفتگو تم اس سے پوچھو کر تم کیا کہہ رہے ہے تھے اور کس بارے میں بات کر رہے تھے؟ اور ایسے ہی راستے میں تم کسی شخص کو دیکھ کر اس سے دریافت کرو کر تم کہاں سے آ رہے ہو؟ تو بعض اوقات کوئی ایسی رکاوٹ حائل ہوتی ہے جو اس کو بتانے سے روکتی ہے اور اگر بیان کر دیتا ہے تو اسے آذیت (یعنی پریشانی) ہوتی ہے اور شرم آتی ہے اور اگر وہ سچ نہیں بولتا تو جھوٹ میں جا پڑتا ہے جس کا سبب تم بنتے ہو۔ ایسے ہی تم کوئی ایسا مسئلہ پوچھو جس کی تمہیں حاجت نہ ہو اور جس سے سوال کیا گیا ہوتا ہے بعض اوقات اس کا **لاؤس لَا اذْرِي** (یعنی میں نہیں جانتا) کہنے پر راضی نہیں ہوتا اور یوں وہ معلومات نہ ہونے کے باوجود جواب دے دیتا ہے۔ (غیر ضروری سوالات کی مثالیں آگے آ رہی ہیں)

حضرت سیدنا القمان حکیم رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کی گئی: آپ کی حکمت کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: ”جس چیز کی مجھے ضرورت نہیں ہوتی اس کے بارے میں سوال نہیں کرتا اور جو چیز مجھے فائدہ نہیں دیتی اس میں نہیں پڑتا۔“

(احیاء العلوم (اردو) ج ۳ ص ۳۴۵)

سیدنا القمان حکیم

رحمۃ اللہ علیہ کی حکمت



خاموشی دانائی می ہے (واقعہ)

بے فائدہ گفتگو سے میری مُراد اس قسم کے سوالات نہیں کیونکہ ان سے تو گناہ یا ضرر (یعنی نقصان) پہنچتا ہے۔ بے فائدہ گفتگو کی مثال وہ روایت ہے جو حضرت سیدنا لقمان حکیم رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ مُتَعَلِّقٌ مَقْوُلٌ (یعنی بیان کی گئی) ہے۔ چنانچہ اللہ پاک

کے پیارے نبی حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں ایک بار حضرت لقمان حکیم رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ حاضر ہوئے، اس وقت آپ عَلَيْهِ السَّلَام زرہ (یعنی فولاد کا جالی دار کرتا جو لڑائی میں پہنچتے تھے) بنا رہے تھے اور چونکہ آپ نے اس سے پہلے زرہ نہیں دیکھی تھی اس لئے اسے دیکھ کر تعجب کرنے لگے اور اس بارے میں سوال کرنا چاہا تو ”حکمت“ کے سبب سوال کرنے سے باز رہے۔ جب حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام زرہ بنانے سے فارغ ہوئے تو کھڑے ہوئے اور اسے پہن کر ارشاد فرمایا: ”جنگ کیلئے زرہ کیا ہی اچھی چیز ہے۔“ یہ سن کر حضرت لقمان حکیم رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ نے کہا: ”خاموشی حکمت ہے مگر اس کو اختیار کرنے والے کم ہیں۔“ یعنی سوال کے بغیر ہی اس کے متعلق علم ہو گیا اور سوال کی ضرورت نہ رہی۔

(احیاء العلوم (اردو) ج ۳ ص ۳۴۷، احیاء العلوم ج ۳ ص ۱۴۱)

بے فائدہ گفتگو می کہتے ہیں؟

حضرت امام محمد بن محمد بن محمد غزالی رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ فرماتے ہیں: بیان کیا گیا ہے کہ حضرت لقمان حکیم رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ ایک سال تک حضرت داؤد علیہ السلام کی بارگاہ میں اس ارادے سے حاضر ہوتے رہے کہ انہیں زرہ کے بارے میں بغیر سوال کے معلوم ہو جائے۔ یہ اور اس طرح کے سوالات میں جب نقصان اور عیب کھلانا ہو نیز ریا کاری اور جھوٹ میں بتلا ہونا نہ پایا جائے تو یہ بے فائدہ گفتگو ہے اور اسے چھوڑ دینا اسلام کی خوبی سے ہے۔ یہ بے فائدہ گفتگو کی تعریف تھی۔

(احیاء العلوم (اردو) ج ۳ ص ۳۴۷)



حضرت لُقمان حکیم رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ کی شان بہت بلند و بالا ہے، قرآن کریم پارہ 21 میں آپ کے نام پر ایک پوری سورت "سُورَةُ الْقَمْنَ" کے نام سے موجود ہے۔ اللہ پاک سُورَةُ الْقَمْنَ آیت 12 میں

حضرت لُقمان حکیم کے بارے میں معلومات

حکمت لُقمان بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے:

وَلَقَدْ أَتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ أَنَّ
إِشْكَرُ لِلَّهِ طَ وَمَنْ يَشْكُرُ فَإِنَّهَا
يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ طَ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ
اللَّهُ عَنِّي حَبِيدٌ ۝

آسان ترجمہ قرآن کنز العرفان: اور یہ شک
ہم نے لُقمان کو حکمت عطا فرمائی کہ اللہ کا شکر ادا
کر اور جو شکر ادا کرے تو وہ اپنی ذات کیلئے شکر کرتا
ہے اور جو ناشکری کرے تو پیشک اللہ بے پرواہ
ہے، ہمد کے لائق ہے۔

صراطُ الْجَنَانِ جلد 7 صفحہ 483 پر ہے: حضرت وہب رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ حضرت لُقمان رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ حضرت ایوب عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کے بھانجے تھے جبکہ (قرآن کریم کے) مفسر مقاتل (رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ) نے کہا کہ حضرت ایوب عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کی خالہ کے بیٹے تھے۔ آپ نے حضرت داؤد عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کا زمانہ پایا اور ان سے علم حاصل کیا۔ حضرت داؤد عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کے اعلانِ بُجُوت سے پہلے فتوی دیا کرتے تھے اور جب آپ (یعنی حضرت داؤد عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ) بُجُوت کے منصب پر فائز ہوئے (یعنی اعلانِ بُجُوت کیا) تو حضرت لُقمان رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ نے فتوی دینا بند کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے نبی ہونے میں اختلاف ہے، اکثر علماء اسی طرف ہیں کہ آپ حکیم (یعنی صاحب حکمت و دانائی) تھے نبی نہ تھے۔ (تفسیر بنغوزی ج ۳ ص ۴۲۳، تفسیر مدارک ص ۹۱۷)

حضرت لُقمان جنت کے سپرداروں میں سے ہیں [اللَّهُ عَلَيْهِ وَالْهُ وَسَلَّمَ] نے ارشاد فرمایا: "سُوداً نبیوں کی محبت اختیار کرو کیونکہ ان میں سے تین



فَوْمَانٌ مُصْطَلِّفٌ صَلَى اللّٰهُ عَلٰيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: جس نے کتاب میں مجھ پر مدد و پاک لکھا توجہ تک میرا اس میں ربے گا فرشتے اس کیلئے استغفار (یعنی بخشش کی دعا) کرتے رہیں گے۔ (طریق)

حضرات اہل جنت کے سرداروں میں سے ہیں: (1) حضرت لُقمان حکیم رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلٰیْہِ، (2) حضرت تَجَاشی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْہُ، (3) مُوَذِّن (رسول) حضرت إِلَال رَضِیَ اللّٰهُ عَنْہُ۔“
(معجم کبیر ج ۱ ص ۱۵۸ حدیث ۱۱۴۸۲)

حکمت کی تعریفات حکمت کی کئی تعریفات (DEFINITIONS) ہیں جن میں سے ”صراطُ الْجَنَانَ“، جلد 7 صفحہ 484 پر یہ چار بیان کی گئی ہیں: (1) حکمت عَقْل اور فہم (یعنی سمجھ) کو کہتے ہیں
(2) حکمت وہ علم ہے جس کے مطابق عمل کیا جائے (3) حکمت مَعْرِفَة (یعنی پہچان) اور
کاموں میں پختگی (یعنی مضبوطی) کو کہتے ہیں (4) حکمت ایسی چیز ہے کہ اللّٰہ پاک اسے جس کے دل میں رکھتا ہے یا اس
(تفسیر خازن ج ۳ ص ۴۷۰)

حضرت علامہ اسماعیل حقی رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلٰیْہِ ”روحُ الْبَیان“، میں لکھتے ہیں:
حضرت لُقمان حکیم رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلٰیْہِ طب (MEDICAL) اور حقيقی علم و حکمت کے
حکیم تھے۔ (تفسیر روح البیان ج ۷ ص ۷۳)

واش رو میں دیر تک حضرت عَلَّمَ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلٰیْہِ بیان کرتے ہیں: ان کا آقا استنجاخانے (یعنی
ٹائلٹ - TOILET) میں گیا تو دیر لگادی، حضرت لُقمان رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلٰیْہِ نے آواز
دی: یہاں دیر تک بیٹھنے سے جگر کو نقصان پہنچتا ہے اور بواسیر کا مرض پیدا
ہوتا ہے اور گرمی سر کو چڑھ جاتی ہے، تھوڑی دیر کے لیے استنجاخانے میں بیٹھو اور بہت جلد فارغ ہو کر آجائے۔ حضرت لُقمان
کے اس نصیحت کو لکھ کر دروازے پر لکا دیا گیا۔ (تفسیر دُرْمَثُور ج ۱ ص ۵۱۰)

زَبَانٌ وَدَلْ بَگْرٌ حضرت لُقمان حکیم رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلٰیْہِ کے آقانے کہا: بکری ذبح کر کے اس کے سب سے
بہترین دو حصے لے آئیے، آپ زَبَان وَدَلْ نِکَال کر لے گئے۔ کچھ دنوں کے بعد آقانے



ان سے دوبارہ کہا: مکری ذبح کر کے اس کے سب سے بدترین حصے لے آئیے، آپ نے پھر زبان و دل لا کر حاضر کر دیئے، آقا کے پوچھنے پر حضرت لقمان رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اگر زبان و دل صحیح ہوں تو سب سے بہتر ہیں اور اگر یہ بگڑ جائیں تو ان سے بڑھ کر بُری چیز کوئی نہیں۔ (تفسیر طبری ج ۱۰ ص ۲۰۹)

فُضُولُ سُوَالَاتِ كَيْ مِشَالِيَّتِ

بِغَيْرِ ضَرُورَتِ پُوچْهَنَا: يَهِ كَتَنَهُ مِنْ لِيَاهُ؟ وَهِ كَتَنَهُ مِنْ مِلَاهُ؟ فُلَاهُ جَلْهُمْ پَلَاطُ كَأَكِيَا بَهَاؤَ چَلْ رَهَاهُ؟ كَسِيَّ كَمَاهُ مِنْ جَاهَا هَوايَا كَسِيَّ نَيَا مَاهَانَ لِيَا تُو سُوَالَ كَرَنا كَهَتَنَهُ كَاهِيَا؟ كَتَنَهُ كَمَرَهُ ہیں؟ كَرَاهِيَهُ كَتَنَهُ ہے؟ مَاهَانَ مَالَكَ (LANDLORD) كَیسا ہے؟ (مَاهَانَ

ماِلِکَ كَمُتَعَلِّقُ مُوَالِ بِسَاوَقَاتِ مَعَادَ اللَّهِ غَيْبَتِ وَتَهْمَتِ كَادِرَوَازَهَ كَهُونَهُ لَنَهُ كَاسِبَ بِنَ سَكَتَاهُ مِثَلًا بَهِيَ كَچَھُ اس طَرَحَ گُنا ہوں بِهِرا جَوابِ بَھِي مَلَ سَكَتَاهُ: هَهَارَ مَاهَانَ مَالَكَ بَیَّتَ تَحْتَ مَزَاجَ / بَرَحَمَ / بَیِّهِهَا / كَھُوچَّا / خَرْدَمَاغَ / وَائِزاً / كَنْجُوسَ ہے) وَغَيْرَهُ وَغَيْرَهُ مَلَاقَتَاهُ سَمَعَ پُوچْهَنَا: آپ کے كَتَنَهُ بَچَّے ہیں؟ بُرَبَّے بَیِّهِ (یا مِیُّیَ) کی عُمَرَ كَتَنَهُ ہے؟ اس کی مَنْگَنِی (یا شادِی) كَرَلِی یا نہیں؟ اسی طَرَحَ جَبَ كَوَئِيَّ نَئِي دَكَانَ، كَارِيَا سَكُوُٹُرُ وَغَيْرَهُ خَرِیدَهُ تُو بِلَا وجَهَ خَرِیدَنَهُ وَالَّهُ سَمَعَ اس کا بَهَاؤَ، پَسِیدَارِی (یعنی مُضبوطِی)، نَقْدَ، ادَهَارَ، قَسْطَوَنَ وَغَيْرَهُ سَمَعَ بِغَيْرِ مُتَعَلِّقِ مُوَالَاتِ كَرَنا بَعْدَ چَارَهُ مَرِیضَ جَسَ سَمَعَ بُولَاتِکَ نَهُ جَاتَاهُو اس سَمَعَ عِيَادَتَ كَرَنَهُ وَالَّهُ كَانَ بِلَا ضَرُورَتِ طَرَحَ طَرَحَ كَسَوَالَاتِ اور دَوَاؤُسَ وَغَيْرَهُ کی تَفَصِيلَاتِ مَعْلُومَ كَرَنا اور اگر آپِ پِیشَنَ ہوا ہو تو زَخمَ کے ٹَانِکُوں (STITCHES) کی تَعْدَادِ تِکَّ پُوچَھَ لِيَنَا، حتَّیَ كَهُ "شَرْمَ كَيْ جَلَّهُ" کا مَسْلَهَ ہو تِبَّ بَھِي بَعْضُ اُس کی پُوچَھَ گَجَھَ کَرَتَهُ ہوئے نہیں شَرَمَاتَهُ۔ اس طَرَحَ کی فُضُولِیَّاتِ میں عورَتِیں بَھِي مَرَدوں سَمَعَ کسی طَرَحَ پُوچَھَ نہیں رہتیں گُرمی یا سَرَدِی کے موسم میں اس کی زیادَتِی کے موقع پر بِلَا ضَرُورَتِ اس طَرَحَ کی بَاتِیں کرنا مَثَلًا گُرمی کے موسم میں بعض اُبُو الفُضُولِ کا "أَفَ! أَفَ" کرتے ہوئے اس طَرَحَ کہنا: ایک تو آجَ كَلَ تَحْتَ گَرمِی ہے اور اُوپَرَ سَمَعَ بَھِي بَارَ بَارَ چَلَی جَاتَی ہے اسی طَرَحَ سَرَدِیوں میں ادا کارِی کے ساتھِ دَانَتِ بَجَاتَهُ ہوئے کہنا: آجَ تو بَہْتَ كَڑَا کے کی سَرَدِی ہے گُرمی بَارِشِ کا موسم ہے تو



فِرْمان مُصْطَفٰ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بروز قیامت لوگوں میں سے میرے تربیت روہ ہوگا جس نے دنیا میں مجھ پر زیادہ درود پاک پڑھے ہوں گے۔ (تزمی)

بلا ضرورت اس پر بھی تبصرہ (تَبَّ - ص - رَه) کرنا: مثلاً آج کل تو باشیں بہت ہو رہی ہیں، ہر طرف پانی کھڑا ہو گیا ہے، انتظامیہ کچھ صاف کروانے کا کوئی خیال نہیں کرتی وغیرہ وغیرہ اسی طرح ملکی اور سیاسی حالات پر بلا نیت اصلاح بے جا تبصرے، مختلف سیاسی پارٹیوں پر بلا وجہ تقیدیں کسی شہر یا ملک کا سفر کیا ہے تو وہاں کے پہاڑوں اور سبزہ زاروں کی غیر ضروری منظر کشی، مکانوں اور سڑکوں کی تفصیلات کا بلا ضرورت بیان وغیرہ وغیرہ یہ سب فضول گوئی نہیں تو اور کیا ہے؟ البتہ یہ یاد رہے کہ فضول باتوں کی جو مشاہد دی گئی ہیں ان کے مطابق اگر ہم کسی کو باتیں کرتا ہو پا کیں تو اپنے آپ کو بد گمانی سے بچائیں کیونکہ بعض اوقات جو باتیں ہمیں فضول لگ رہی ہوتی ہیں وہ کہنے والا کسی درست مقصد کے تحت کہہ رہا ہوتا ہے جس کے سبب فضول نہیں رہتیں۔ مباح چیزیں (یعنی جن میں نہ ثواب ہونہ گناہ) اچھی نیت کے ساتھ کرنے سے کارثوں بنا جاتی ہیں۔

یہ ذہن میں رہے کہ فضول بولنا گناہ نہیں مگر فضول بات اسی صورت میں فضول ہوتی ہے جبکہ کم زیادہ کئے بغیر 100 فیصد صحیح صحیح کی جائے۔ تشویش (یعنی پریشانی) کی بات یہ ہے کہ اس طرح کی گفتگو کو ناپ تول کر دُرست بیان کرنا کہ ”فضول“ کی حد سے آگے نہ بڑھے یہ بہت مشکل کام ہوتا ہے، بارہا جھوٹا مبالغہ (یعنی اصل کے خلاف حد سے زیادہ بڑھا چڑھا کر بیان کرنا) ہو جاتا ہے، کبھی فضول بولنے والا غبتوں، ٹہہتوں اور ناخن دل آزاریوں وغیرہ کے دلائل میں بھی جا پڑتا ہے۔ لہذا عافیت چُپ رہنے ہی میں ہے کہ ایک چُپ سوئکھ۔

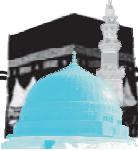
علاقے میں دینی ماحول بنانے پر خاموشی کا کردار



پڑھنے کی بھی کوئی خاص ترکیب نہ تھی۔ جب انہوں نے چُپ رہنے کی کوشش شروع کی، روزانہ ایک ہزار دُرُود شریف پڑھنا نصیب ہونے لگا، اس سے پہلے ان کا انمول وقت ادھر ادھر کی فُضُول بحثوں میں بر باد ہو جاتا تھا۔ انہوں نے خاموشی کی کوشش شروع کرنے کے بعد بارہ دن میں پڑھنے ہوئے 12 ہزار دُرُود شریف کا ثواب مجھ سے ان کے ذیلی حلقات میں دعوتِ اسلامی کے دینی کام کو بھی نقصان پہنچ جاتا تھا۔ پچھلے دونوں ان کے حلقات میں آپ کا اختلاف نمائانے کے لیے مَدَنِی مشورہ ہوا، حیرت بالائے حیرت کہ ان کی خاموشی کے سبب الْحَمْدُ لِلَّهِ الْكَبِيرِ سارا جھگڑا بآسانی ختم ہو گیا۔ ان کے ”نگران“ نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے ان سے بتکفی میں کچھ اس طرح فرمایا: ”مجھے بہت ڈر لگ رہا تھا کہ شاید آپ بحث شروع کریں گے اور بات کا بتگزٹ بن جائے گا لیکن آپ کے خاموشی اپنانے کی نعمت نے ہمیں راحت بخشی،“ دراصل بات یہ ہے کہ اس سے قبل ان کی فُضُول بحث اور بک بک کی عادت بد کے سبب ”مَدَنِی مشورے“ وغیرہ کا ماحول خراب ہو جایا کرتا تھا۔

دینی کاموں کیلئے مَدَنِی ہتھیار

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے؟ فُضُول باتوں سے بچنا دینی کاموں کیلئے بھی کس قدر مفید ہے، لہذا جو سُنُنِ کام بُلُغ ہے اُسے تو خُصوصاً ہر حال میں سنجیدہ اور کم گو ہونا چاہیے۔ جو بڑیا، باتوں، دوسروں کی بات کا ٹھنڈا والا، بار بار پہنچ میں بول پڑنے والا، بات بات پر بحث و تکرار کرنے اور ”بال کی کھال“ اُتارنے والا ہو اُس کی وجہ سے دین کے کام کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ رہتا ہے، کیوں کہ خاموشی جو کہ شیطان کو مار بھگانے کا ”بہترین“ ہتھیار ہے اس سے یہ باتوں شخص محروم ہے۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو وصیت کرتے ہوئے مصطفیٰ جانِ رحمت صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ”خاموشی کی کثرت کو لا زم کر لو کہ اس سے شیطان دفع ہوگا اور تمہیں دین کے کاموں میں مدد ملے گی۔“ (شعبُ الایمان ج ۴، ص ۲۴۲ حدیث ۴۹۴۲)



الله اس سے پہلے ایماں پر موت دیدے

نقاص مرے سبب سے ہو سنت نبی کا (وسائل تجسس ص ۱۷۸)

صلوٰعَلِيُّ الحَبِيبِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! عقل مند پہلے بات کو توتا ہے پھر منہ

سے بولتا ہے اور بیوُوقوف جو کچھ زبان پر آئے بولتا چلا جاتا ہے، چاہے اس

کی وجہ سے ذلیل ہی کیوں نہ ہونا پڑے۔ چنانچہ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ

علیہ فرماتے ہیں: لوگوں میں مشہور تھا کہ علمند کی زبان اُس کے دل کے پیچھے ہوتی ہے وہ بات کرنے سے پہلے اپنے دل

سے رجوع کرتا ہے کہ کہوں یا نہ کہوں؟ اگر بات فائدے والی ہوتی ہے تو کہتا ہے ورنہ چپ رہتا ہے۔ جبکہ

بیوُوقوف کی زبان اُس کے دل کے آگے ہوتی ہے کہ ادھر یعنی دل کی طرف رجوع کرنے کی نوبت ہی نہیں آتی بلکہ جو کچھ

زبان پر آئے کہہ دیتا ہے۔ (تنبیہ الغافلین ص ۱۱۵ سے غلامہ)

جو زبان کو سنن جانے میں کامیاب ہو جاتا ہے، اُس کے سارے کام سنبھل

جاتے ہیں۔ حضرت یوسُس بن عَبْدِ الرَّحْمَةِ اللَّهُ عَلَيْهِ فرماتے ہیں کہ جس کی

زبان ٹھیک رہتی ہے اُس کے سب کام ٹھیک رہتے ہیں۔

(احیاء العلوم (اردو) ج ۳ ص ۳۲۹، احیاء العلوم ج ۳ ص ۱۳۷)

جس طرح خریداری کے وقت بے پرواںی کے سبب دھوکا کھا جانے والا پچھتا تا ہے، اسی طرح زبان کو

پلا ضرورت چلانے والا بھی پچھتا تا ہے، ایک بُرُرُگ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ فرماتے ہیں: ”انی بات کو مال کی

مَعْذِلَةٍ بُولُوْا“ طرح محفوظ رکھو اور جب (اس مال یعنی بات کو) خرچ کرنا چاہو تو خوب سوچ سمجھ کر خرچ کرو۔



اے عاشقانِ رسول! یاد رکھئے! اللہ پاک کے پیارے پیارے آخری نبی، مگری

مَدْنَى، محمد عَرَبِيَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَالَّهُ وَسَلَّمَ نے اپنی مبارک زبان سے کبھی بھی کوئی فاتو لفظ

ادانہ فرمایا اور نہ کبھی قہقہہ لگایا۔ کاش! خاموشی کی سنت بھی عام ہو جائے اور ہماری قہقہہ

لگانے یعنی زور زور سے ہنسنے کی عادت بھی نکل جائے۔ اے کاش! ہم ”بولنے“ سے پہلے ”تلنے“ والے بن جائیں۔

تلنے کا طریقہ یہ ہو سکتا ہے کہ اس سے پہلے کہ الفاظ زبان سے ادا ہوں اپنے دل سے سوال کر لیا جائے کہ اس بولنے کا

مقصد کیا ہے؟ کیا میں یہ کسی کوئی کی دعوت دے رہا ہوں؟ کیا یہ بات جو میں بولنا چاہتا ہوں اس میں میرا یا کسی دوسرے کا

بچھا اور فائدہ ہے؟ کیا اس بات کرنے میں مجھے ثواب ملے گا؟ میری بات کہیں ایسے مبالغے (یعنی بڑھانے چڑھانے) سے

پر تو نہیں جو مجھے جھوٹ میں مبتلا کر دے۔ جھوٹ مبالغے کی مثال دیتے ہوئے حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی عظیمی

رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”اگر ایک مرتبہ آیا اور یہ کہہ دیا کہ ہزار مرتبہ آیا تو جھوٹا ہے۔“ (بخاری شریعت ج ۳۶۹۵)

یہ بھی سوچ کے میں کہیں کسی کی خوشامد اور جھوٹی تعریف تو نہیں کر رہا؟ کسی کی غیبت تو نہیں ہو رہی؟ میری اس بات سے کسی کا دل تو

نہیں دکھ جائے گا؟ بول کر نہ امت (یعنی شرمندگی) کے سبب رجوع کرنے یا SORRY کہنے کی نوبت تو نہیں آئے گی؟

تھوک کر چاٹنے یعنی جو شیخ میں کہی ہوئی بات واپس لینے کی ضرورت تو نہیں پڑے گی؛ کہیں اپنا یا کسی دوسرے کا راز

فاش (یعنی ظاہر) تو نہیں کر بیٹھوں گا؟ بولنے سے پہلے بات کو تلنے میں اگر یہ بات بھی سامنے آئی کہ اس بات میں نہ لفظ

ہے نہ فقصان اور نہ ثواب ہے نہ گناہ، تب بھی یہ بات بول دینے میں ایک طرح کا فقصان ہے کیونکہ زبان کو اس طرح کی

فضول اور بے فائدہ گفتگو کیلئے رحمت دینے کے بجائے اگر ثواب کی نیت سے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدُ رَسُولُ اللَّهِ (صلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَالَّهُ وَسَلَّمَ) کہہ لیا جائے یا دُرُود شریف پڑھ لیا جائے تو یقیناً اس میں فائدہ ہی فائدہ ہے اور یہ اپنے انمول وقت کا

جنت میں لے جانے والا بہترین استعمال ہے، ایسے عظیم الشان فائدے کا ضائع ہونا لا زما فقصان ہی ہے۔

بولنے سے پہلے تلنے کا طریقہ



ذکر و ذرود ہر گھری و رو زیارت رہے

میری فضول گوئی کی عادت نکال دو (وسائل تخفیف ص ۳۰۵)

صَلَوٰاتٰ عَلٰی الْحَبِيبِ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ

چت پڑھنے کا طرزِ ریفہ

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! فضول گوئی گناہ نہ سہی مگر اس میں محرومیاں اور نقصانات موجود ہیں لہذا اس سے بچنا ہی مناسب ہے۔ کاش! کاش! اے کاش! خاموشی کی عادت ڈالنے کی سعادت مل جاتی۔ ہاتھوں ہاتھ خاموشی کی نعمت کا حاصل ہو جانا ضروری نہیں، اس کے لئے خوب کوشش کرنی ہوگی۔ جو چپ رہنے کی عادت بنانا چاہے اُس کو اس بات کو سنجیدہ لینا ہوگا اور مایوسی کو اپنی ڈکشنری سے نکال کر خوب کوشش کرنی ہوگی۔ حضرت مُوَزِّعِ عَجْلٰی رَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَيْہِ فرماتے ہیں کہ ایک ایسا معاملہ جسے میں 20 سال تک حاصل کرنے کی کوشش کرتا رہا لیکن پانہ سکا مگر پھر بھی اُس کی طلب (یعنی مانگ) نہیں چھوڑی۔ پوچھا گیا: وہ اہم چیز کیا ہے؟ فرمایا: خاموشی۔ (آلرہمد لیلامام احمد ص ۳۱۰ قول نمبر ۱۷۶۲) ”خاموشی“ کی عادت بنانے کے خواہش مند کو چاہئے کہ زبان چلانے کے بجائے ممکن ہو تو روزانہ ضرورت کی تھوڑی بہت باقی لکھ کر یا اشارے سے بھی کر لیا کرے، ان شاء اللہ الکریم اس طرح خاموشی کی عادت بنانے شروع ہو جائے گی۔

فضول اشارے کا بھی حساب ہے

یاد رہے کہ فضول گوئی، فضول نگاہی یعنی بے فائدہ ادھر ادھر نظر ڈالنا، فضول مناظر (SCENES) دیکھنا، نارمل ہوں یا ڈیف سب کا فضول اشارے کرنا، فضول آوازیں نکالنا وغیرہ وغیرہ سب کا بروزِ قیامت حساب ہے۔

الْحَمْدُ لِلّٰہِ ”دعوتِ اسلامی“ کی طرف سے نیک بنانے والے رسائل: ”نیک اعمال“ میں 53 نمبر ”نیک عمل“ ہے: کیا آج آپ نے زبان کو فضولِ استعمال (یعنی وہ گفتگو جس سے دینی یا دنیاوی فائدہ نہ ہو) سے بچانے کی عادت



فَوْمَانٌ مُصْطَلَّهٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: مجھ پر درود پڑھ کر اپنی جا س کو آرستہ کرو کہ تمہارا درود پڑھنا برداز قیامت تمہارے لیے نور ہوگا۔ (فردوس الاخبار)

بنانے کے لئے کچھ نہ کچھ اشارے سے گفتگو کی؟ (زہ نصیب! روزانہ کم از کم چار بار لکھ کر اور کم از کم تین بار اشارے سے گفتگو کی) ہو) خاموشی کی عادت بنانے کی کوشش کے دوران ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ فُضُولُ باتوں سے نچنے کی کوشش میں چند روز کامیابی ملے مگر پھر زیادہ باتیں کرنے کی عادت پہلے ہی کی طرح ہو جائے، اگر ایسا ہو بھی جائے تو ہمت مت ہاریئے، بار بار کوشش کیجئے، جذب سچا ہوا تو *إِن شَاءَ اللّٰهُ الْكَرِيمُ كَبُّحٌ نَّهْ كَبُحٌ كَمِيَّا ضَرُور حاصلٌ ہوگی*۔ جیسا کہ عربی مَقْوَلَہ (یعنی کہاوت) ہے: **السَّعْيُ مِنْيٰ وَالْأُتْمَامُ مِنَ اللّٰهِ** یعنی کوشش میری طرف سے ہوگی اور کام اللہ پاک مکمل کرے گا۔ ایک اور عربی مَقْوَلَہ ہے: **مَنْ جَدَ وَجَدَ** یعنی جس نے کوشش کی اُس نے پالیا خاموشی کی عادت بنانے کی مَشْقَ (PRACTICE) کرنے کے دوران اپنا چہرہ مُسکرا تا رکھنا مناسب ہے تا کہ کسی کو یہ نہ لگے کہ آپ اُس سے ناراض ہیں جبھی مُنْهٰ ”چُھلا یا“ ہوا ہے۔ خاموشی کی کوشش کے دنوں میں غصہ بڑھ سکتا ہے لہذا اگر کوئی آپ کا اشارہ نہ سمجھ پائے تو ہرگز اُس پر غصے کا اظہار نہ کیجئے کہ بہیں ناقِ دل آزاری وغیرہ کا گناہ نہ کر بیٹھیں۔ اشارے وغیرہ سے گفتگو صرف انہیں کے ساتھ مناسب رہتی ہے جن کے ساتھ آپ کی ذہنی ہم آہنگی (یعنی سوچ ملتی) ہو، ورنہ انجان آدمی ہو سکتا ہے کہ اشارے وغیرہ کی گفتگو سمجھنا آنے کے سبب آپ سے ناراض ہو جائے، لہذا اُس کے ساتھ ضرور تازبَان سے بات چیت کر لیجئے۔ بعض صورتوں میں زبان سے بولنا واجب بھی ہو جاتا ہے مثلاً ملاقاتی کے سلام کا جواب زبان سے دینا وغیرہ۔ یہ بھی یاد رہے کہ سلام بھی اشارے سے نہیں زبان سے کرنا ہے۔ اس کے علاوہ بھی کئی موقع ایسے ہیں جن میں زبان ہی سے بولنا ہوگا۔ اسی طرح والدین اور گھر کے دیگر افراد بھی تشویش ہوتی ہو تو ضرور تازبَان سے گفتگو کیجئے۔

صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلٰی الْحَبِیْبِ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّدٍ

پَهْلَهٗ ”بُولو“ بَعْدَ انسان اگر بولنے سے قبل ”بولے“، یعنی غور کرنے کی عادت ڈالے تو ہو سکتا ہے اُسے اپنی کئی فُضُولُ باتیں خود ہی محسوس ہونی شروع ہو جائیں! صرف ”فُضُولُ باتیں“ ہوں تو



اگرچہ گناہ نہیں مگر کئی طرح کے نقصانات ان میں موجود ہیں مثلاً ان باتوں میں زبان چلانے کی زحمت ہوتی اور تیقی و قوت بر باد ہوتا ہے، اگر اتنی دیر **ذکر اللہ**، درود شریف کا وردیا یعنی مطالعہ کر لیا جائے، یا کوئی سُست بیان کردی جائے تو ثواب کا آثار (آم۔ بار یعنی ڈھیر) لگ جائے اور فضول باتوں کا ایک بہت بڑا نقصان یہ ہے کہ روز قیامت ان کا حساب دینا ہوگا۔

دَهْشَتْ كَرْدِيُوْلَ كَرْتَ
فَضُولٌ تَذَكَّرْتَ

بعض صورتوں میں گناہوں بھری بحث کیلئے ایک موضوع ہی ہاتھ آگیا! معاذ اللہ کہیں دہشت گردی کی واردات ہوئی تو بس لوگوں کو فضول بلکہ ہر جگہ اُسی کا تذکرہ، بے سروپا قیاس آرائیاں، بے تک تبصرے، انکل سے کسی بھی پارٹی یا لیڈر وغیرہ پر تھمت لگا دینا وغیرہ۔ بسا اوقات یہ گفتگو لوگوں میں خوف و ہراس پھیلنے کا باعث، انہوں گرم ہونے کا سبب اور ہنگامے برپا ہونے کی وجہ، بھی بن سکتی ہیں، دھماکوں اور دہشت گردیوں کی وارداتیں سننے سنانے میں نفس کو خوب دلچسپی ہوتی ہے، بسا اوقات اب پر دعا یہ الفاظ ہوتے ہیں مگر قلب کی گہرا سیوں میں سنسنی خیز خبریں سننے سنانے کے ذریعے حظ (یعنی مزرے) اٹھانے اور لطف اندوز ہونے کا جذبہ چھپا ہوتا ہے، کاش! نفس کی اس شرارت کو پہچانتے ہوئے ہم دہشت گردیوں اور دھماکوں کے تذکروں میں دلچسپی لینے سے بازا آ جائیں۔ ہاں مظلومانہ شہادت پانے والوں کیلئے دعا یہ مغفرت، زخیوں اور متأثرہ مسلمانوں کی ہمدردیوں، خدمتوں اور آمن و سلامتی کی دعاؤں سے گریزناہ کیا جائے کہ یہ ثواب کے کام ہیں۔ بس جب بھی اس طرح کی گفتگو کرنے سننے کی صورت پیدا ہو تو اپنے دل پر غور کر لینا چاہئے کہ نیت کیا ہے؟ اگر اچھی نیت پائیں تو عمده اور بہت عمده ہے مگر اکثر اس قسم کی گفتگو کا حاصل لطف اندوزی ہی پایا جاتا ہے۔

بَاتُوْنِيْ خَصْرَ كَارِدِل
سَخْتَ يَوْجَاتَانَهِ

حضرت علیہ علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ پاک کے ذکر کے علاوہ کوئی بھی بات کثرت سے نہ کرو ورنہ تمہارے دل سخت ہو جائیں گے اور سخت دل کیا جائے کہ اللہ پاک سے دور ہوتا ہے لیکن تمہیں اس کا علم نہیں۔ (نبیہ الغافلین ص ۱۱۸)



افسوں! آج کل اگر کوئی ”بک بک“ کرتا ہے تو بعض لوگ اُس کی ہاں میں ہاں ملا تے اور نہیں ہنس کر اُس کی حوصلہ افزائی کر رہے ہوتے ہیں۔ یاد رکھئے! ہمارے بُزرگان دین رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ دل وزبان دونوں

میں کھرے (یعنی سچ) ہوتے تھے۔ چنانچہ کروڑوں مالکیوں کے عظیم پیشووا حضرت امام مالک رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ جب کسی شخص کو زیادہ باتیں کرتا دیکھتے تو اُس سے فرماتے: ”اپنی کچھ باتیں اپنے پاس بھی روک لیا کرو (یعنی باتیں کم کیا کرو)۔“

(تنبیہ المقتربین ص ۱۹۰)

غُنڈا شریف اے اللہ پاک کی رضا کے طلبگارو! جو واقعی سُدھرنا چاہتا ہے اُسے دعوتِ اسلامی کے دینی ماحول میں آجانا چاہئے۔ ایک بڑی پیاری ”مدْنیٰ بہار“ پیش کی جاتی ہے، سنئے اور جھومنے: **مُبَنٰ کیا ہے** دعوتِ اسلامی سے وابستہ ہونے سے پہلے کراچی کے ایک نوجوان کا اٹھنا بیٹھنا جرامِ پیشہ افراد کے ساتھ تھا، بُری صحبت نے رنگ دکھایا اور یہ ”غُنڈا گینگ“ میں شامل ہو گئے۔ لوگوں کو مارنا پیٹنا، گالیاں بکنا اور جان بوجھ کر جھگڑے مول لینا ان کا معمول بن گیا، یہا پہنچنے پاس اسلحہ بھی رکھنے لگے۔ کالے کرتوں کی وجہ سے انہیں کوئی نہ نہ لگاتا تھا۔ گھروالے، عزیز و اقارب، اہل علاقہ بھی ان سے بیزار تھے۔ اس غفلت کی نیز سے بیداری کچھ یوں نصیب ہوئی کہ ان کے علاقے میں عاشقانِ رسول کی دینی تحریک، ”دعوتِ سلامی“ سے وابستہ ایک بزرگ اسلامی بھائی رہتے تھے، عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ سے ان کی محبت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ وہ لیاقت آباد (عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ کراچی سے قریب ایک علاقے) سے پیدل نمازِ پُتھر پڑھنے فیضانِ مدینہ آتے۔ جب اس بُزرگ اسلامی بھائی نے ان پر انہزادی کوشش کرتے ہوئے گناہوں سے دور رہنے اور نماز پڑھنے کی تلقین کی تو اس کا ان پر ایسا اثر ہوا کہ انہوں نے نماز شروع کر دی۔ ایک دن مسجد میں ان کی دعوتِ اسلامی کے ایک ذمہ دار اسلامی بھائی سے ملاقات ہوئی



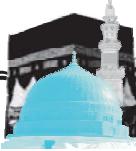
جن کی انفرادی کوشش کے نتیجے میں یہ دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں تشریف لائے۔ یہاں سنتوں کی بہاریں تھیں، دو راں اجتماع ہونے والے بیان نے انہیں جھنگھوڑ کر رکھ دیا۔ اجتماع میں جب سب نے مل کر ذکرِ اللہ کیا تو ان کو قلبی سکون ملا۔ اجتماع کی برکت سے نیکی کا ایسا جذبہ دل میں جا گا کہ یہ دعوتِ اسلامی کے ہو کر رہ گئے۔ غندُ اگردی اور دیگر گناہوں سے توبہ کر لی۔ درسِ فیضانِ سنت بھی دینے لگے۔ ان کی زندگی میں آنے والی تبدیلی یہ لوگوں کے لیے حیرت کا باعث تھی۔ کچھ لوگ باتیں بناتے اور چند دن کے شوق کا طعنہ دے کر ان کا دل توڑتے مگر یہ خاموشی سے سن لیتے اور دل میں عہد کرتے کہ چاہے کچھ بھی ہو جائے میں دینی ماحول نہیں چھوڑوں گا۔ گناہوں سے کنارہ کشی اختیار کر کے نیک اعمال کرنے کی برکت سے ان کے رزق میں برکت ہونے لگی، الحمد للہ انہیں علاقائی مشاورت کے گمراں کی حیثیت سے دینی کاموں کی دھومیں مچانے کی سعادت بھی ملی۔

سنور جائے گی آخرت انشاء الله تم اپناۓ رکھو سدا مدنی ماحول

بہت سخت پچھتاوے گے یاد رکھو نہ عطاً تم چھوڑنا مدنی ماحول (وسائل بخشش ص ۶۴۵)

”بِسْمِ اللَّهِ“ کے ساتھ حروفی نسبت سے گناہوں کے 7 علاج

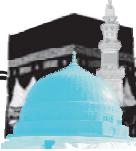
الحمد لله دعوتِ اسلامی کے دینی ماحول میں آنے کی برکت سے توبہ کر کے بے شمار بے نمازی نمازی اور گناہوں کے عادی شریعت و سنت کے پابند بنے۔ ہر ایک کو یہ بابرکت دینی ماحول ضرور اپنانا چاہئے۔ اللہ رب العزت کی رحمت سے کئی ذکر و اذکار بھی ایسے ہیں جو گناہوں سے بچنے کا سبب بن سکتے ہیں۔ یہاں سات اور اپیش کئے جاتے ہیں:



- ﴿۱﴾ یَا أَعْفُوُ:** کثرت کے ساتھ پڑھتے رہنے سے دل میں گناہوں سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔
- ﴿۲﴾ یَا مُحْصِنٍ:** سوتے وقت سینے پر ہاتھ رکھ کر 7 بار پڑھ لیا کریں **إِنْ شَاءَ اللّٰهُ الْكَرِيمُ** عبادت میں دل لگے گا۔
- ﴿۳﴾ یَا بَاعِثُ:** عبادت میں دل لگنے کے لئے سینے پر ہاتھ رکھ کر سوتے وقت 100 بار پڑھئے، **إِنْ شَاءَ اللّٰهُ الْكَرِيمُ** گناہوں سے نفرت ہو جائے گی۔
- ﴿۴﴾ یَا فَهَارِ:** چلتے پھرتے وزد کرتے رہنے سے دنیا کی محبت دور ہوتی ہے اور **اللّٰهُ پاک** اور رسول **صلَّى اللّٰهُ عَلٰيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ** کی محبت پیدا ہوتی ہے۔
- ﴿۵﴾ أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ:** شیطان سے محفوظ رہنے کے لئے روزانہ 10 بار پڑھئے۔
- ﴿۶﴾ یَا مُحْسِنٍ، یَا مُمْمِيتُ:** بلا حساب جنت میں داخلے کے لئے ہر نماز کے بعد سینے پر ہاتھ رکھ کر 7 بار پڑھ کر سینے پر دم کریں۔ **إِنْ شَاءَ اللّٰهُ الْكَرِيمُ** بُری عادتیں بھی چھوٹیں گی اور عبادت میں بھی دل لگے گا۔
- ﴿۷﴾ یَا بَاطِنُ:** ہر نماز کے بعد 100 بار پڑھئے **إِنْ شَاءَ اللّٰهُ الْكَرِيمُ وَشَوَّسُونَ** اور گندے خیالات سے چھکارا حاصل ہو گا۔
- نوت:** عمل کے آؤں و آخر ایک بار دُرود شریف ضرور پڑھیں۔ وزد شروع کرنے سے قبل کسی سُستی عالم یا قاری صاحب کو سنا کر دُرست مخرج کے ساتھ پڑھیں۔

صَلُوٰا عَلَى الْحَبِيبِ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰيْهِ مُحَمَّدٌ

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! فُضُولُ باتوں کی عادت زکال دینا جس نکی کا کرنا مشکل ہو اس **وَقْعٌ مُشْكُلٌ تَرِينَ عَمَّلَ** کے لیے فُضُولُ باتوں کی عادت زکال دینا جتنا مشکل ہے اُتنا ہی اُس کو ثواب بھی زیادہ ملتا ہے۔ جیسا کہ سخت سردی میں وضو کرنے کے بارے میں فرمان مصطفیٰ **صلَّى اللّٰهُ عَلٰيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ** ہے: ”جس



فِرْمَانٌ مُصْطَلَّهٗ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: جس کے پاس میراڑ کہو اور اس نے مجھ پر درود پاک نہ پڑھتی تھیت وہ بدرخت ہو گیا۔

نے سخت سردی میں وضو کیا اس کے لیے دُگنا (یعنی ڈبل) آجڑ ہے۔“ (جامع صغیر ص ۵۱۲ حدیث ۸۳۹۸) اسی طرح تکلیف کے ساتھ قرآن پڑھنے والے کے بارے میں رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”جو شخص رُک کر قرآن پڑھتا ہے اور وہ اُس پر شاق ہے یعنی اُس کی زبان آسانی سے نہیں چلتی، تکلیف کے ساتھ ادا کرتا ہے، اُس کے لیے دوا جر ہیں۔“ (مسلم ص ۳۱۲ حدیث ۱۸۶۲)

نیز اپنی خواہش پر دوسرے کو ترجیح (یعنی فویت و برتری) دینے والے کے بارے میں پیارے پیارے آقا، مُکْرَمَ مُصْطَلَّهٗ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”جو شخص کسی چیز کی خواہش رکھتا ہو، پھر اُس خواہش کو روک کر اپنے اوپر کسی (دوسرے) کو ترجیح دے، تو اللہ پاک اُسے بخشن دیتا ہے۔“ (اتحاف السلاطۃ ج ۹ ص ۷۷۹) لہذا عاشقان رسول! اگرچہ جی تو یہی چاہتا ہے کہ ہم بولتے ہی چلے جائیں، لیکن ہم کم گوئی کی عادت ڈالنے کی کوشش کریں گے تو ضرور ثواب پائیں گے۔ (إِنْ شَا اللَّهُ أَكْرَمُ)

حضرت ابراہیم بن ادہم رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ فرماتے ہیں: ”جو نیک عمل دُنیا میں جتنا دُشوار ہوگا، قیامت کے دن

میراں عمل (یعنی اعمال تو لئے کے ترازو) میں اُتنا ہی وزن دار ہوگا۔“ (تذکرۃ الازلیا جزء ۱ ص ۹۵ ملخصاً)

فضول گوئی سے رُک جائے حضرت رَکِب مصری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضور پُر نور صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: خوشخبری ہے اس کے لئے جو عیب نہ ہونے کے باوجود تو اضع اخْتیار کرے، اور مسکینی کے بغیر خود کو ذلیل سمجھے، اور اپنا جمع کیا ہو اماں نیک کاموں میں خرچ کرے، اور بے سرو سامان اور مسکین لوگوں پر رحم کرے اور عِلم و حکمت والے لوگوں سے میل جوں رکھے، اور خوش بختی ہے اس کے لئے جس کی کمائی پا کیزہ ہو، باطن اتھا ہو، ظاہر بُزرگی والا ہوا اور جو لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھے، اور سعادت مندی ہے اس کے لئے جو اپنے علم پر عمل کرے، اپنی ضرورت سے زائد مال کو راہ خدا میں خرچ کرے اور فضول گوئی سے رُک جائے۔

جنت میں افسوس ہوگا پیارے پیارے اسلامی بھائیو! ہمیں اپنے وقت کی قدر پیچانی ضروری ہے، فالتو وقت گز رنا کتنے بڑے نقصان کی بات ہے وہ اس حدیث مبارک سے سمجھئے چنانچہ تاجدارِ مدینہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ



فَوْمَانٌ مُصْطَلَّهٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰیہِ وَاللّٰہُ وَسَلَّمَ: جس نے مجھ پر صحیح دشام دس دس بارڈروپاک پڑھائے قیامت کے دن بیرخ خغاوت ملے گی۔
(مجید ازودا)

والله وسلم کافرمان عالی شان ہے: ”اہل جنت کو اس گھٹری کے سوا کسی شے پر افسوس نہ ہو گا جس میں وہ اللہ پاک کا ذکر نہ کر سکے تھے۔“

(معجم کبیر ج ۲۰ ص ۹۳ حدیث ۱۸۲)

شَرِح حَدِيث: حضرت علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ حدیث پاک کے اس حصے: ”اہل جنت“ کی وضاحت میں

لکھتے ہیں: جنتیوں کا یہ افسوس قیامت کے دن جنت میں داخلے سے پہلے ہو گا کیونکہ جنت میں نہ امت و افسوس نہ ہو گا۔

(حرز ثمین شرح حصن حسین ص ۲۰۹)

ياد او گُن ياد او گُن ياد او

عمر را ضائع ممکن در گفتگو

یعنی اپنی عمر فضول باتوں میں ضائع مت کرو، یاد او یعنی اس (اللہ) کی یاد کرتے رہو۔

قل مَاقْطَعْ حضرت سلیم رازی رحمۃ اللہ علیہ (وفات: ۴۴۷ ھجری) کا قلم جب لکھتے لکھتے گھس جاتا تو قلم کی نوک بنانے کیلئے چھیلتے ہوئے (اگرچہ اچھی نیت سے دین تحریر کیلئے یہ بھی ثواب کا کام ہے مگر) ایک پنچھ دوکاں، یعنی ایک کام سے دو فائدے کے مصدق) ذکر اللہ شروع کر دیتے تاکہ یہ وقت صرف قلم کی نوک تراشنے میں خرچ نہ ہو! (ابن عساکر ج ۷۲ ص ۲۶۰)

جَنَّتٌ مَذْرَخَتْ لَگَوَاتٍ! یقیناً وقت بہت ہی قیمتی ہے اس کا اس بات سے اندازہ لگائیے کہ اگر آپ چاہیں تو اس دنیا میں رہتے ہوئے صرف ایک سینٹ میں جنت کے اندر ایک دَرَخَت لگو سکتے ہیں اور جنت میں دَرَخَت لگوانے کا طریقہ بھی بہت ہی آسان ہے چنانچہ ایک حدیث پاک کے مطابق ان چاروں کلمات میں سے جو بھی کلمہ کہیں جنت میں ایک دَرَخَت لگا دیا جائے گا۔ وہ چار کلمات یہ ہیں:

﴿۱﴾ سَبْحَنَ اللّٰہُ ﴿۲﴾ الْحَمْدُ لِلّٰہِ ﴿۳﴾ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰہُ ﴿۴﴾ اللّٰہُ أَكْبَرُ - (ابن ماجہ ۴ ص ۲۵۲ حدیث ۳۸۰۷)

دُرُّ وَشَرِيفٌ پیارے پیارے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے! جنت میں دَرَخَت لگوانا کس قدر آسان ہے! اگر بیان کردہ چاروں کلمات (یعنی الفاظ) میں سے ایک کلمہ (یعنی الفاظ) کہیں تو ایک



اور اگر چاروں کہہ لیں گے تو جنت میں چار درخت لگ جائیں گے۔ اب آپ ہی غور فرمائیے کہ وقت کتنا تیقیتی ہے کہ زبان کو معمولی سی حرکت دینے سے جنت میں درخت لگ جاتے ہیں تو اے کاش! فال تو باتوں کی جگہ سُبْحَنَ اللَّهُ سُبْحَنَ اللَّهُ سُبْحَنَ اللَّهِ کہہ کر ہم جنت میں بہت سے درخت لگوایا کریں یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ چاہے کھڑے ہوں، چل رہے ہوں، بیٹھے ہوں یا کوئی کام کا ج کر رہے ہوں یا لیٹیے ہوں تو پاؤں سمیٹ کر ہم دُرُود شریف پڑھتے رہیں کہ یہ بھی بہت ہی ثواب کا کام ہے۔ رسول پاک صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَاللَّهُ وَسَلَّمَ فرماتے ہیں: ”جس نے مجھ پر ایک بار دُرُود شریف پڑھا اللَّهُ پاک اُس پر دس حمتیں نازل فرماتا ہے، دس گناہ مٹاتا ہے، دس درجات بلند فرماتا ہے۔“ (نسائی ص ۲۲۲ حدیث ۱۲۹۴)

بیٹھتے اٹھتے، جاتے سوتے

ہو الٰہی! مرا شعار دُرُود (ذوق نعمت ص ۷۴)

صَلُوٰعَلَى الْحَبِيبِ صَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ

ایے عاشقانِ رسول! کتنا اچھا ہو کہ بولنے سے پہلے اس طرح تو لنے کی عادت پڑ جائے کہ یہ بات جو میں کرنا چاہتا ہوں اس میں کوئی دینی یا دُنیوی فائدہ بھی ہے یا نہیں؟ اگر یہ بات فُضُول لگے تو بولنے کے بجائے کاش! ”اللَّهُ اللَّهُ“ کہنا یا دُرُود شریف پڑھنا نصیب ہو جائے تاکہ ڈھیروں ثواب ہاتھ آئے۔ یا پھر سُبْحَنَ اللَّهُ يَا الْحَمْدُ لِلَّهِ يَا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَا اللَّهُ أَكْبَر کہہ کر جنت میں درخت لگوانے کی سعادت مل جایا کرے۔

یاد رہے! اب تو تجب یا بطورِ دادِ حسین اللَّهُ أَكْبَر یا سُبْحَنَ اللَّهُ! وغیرہ کہنے پر بھی ثواب ملتا ہے تاہم ذکرِ اللَّه کی نیت بھی شامل کر لی جائے تو زیادہ ثواب ملے گا۔ بعض اوقات مُبلغین و نعمت خواں حاضرین سے کہتے ہیں: ”بولو!

سُبْحَنَ اللَّهِ كَفَرْنَ مَكْهَلَوَانَزِ کَنْتَ



سُبْحَنَ اللَّهِ، یہ کہلوانا بھی کارثواب اور جو کہے وہ بھی ثواب کا حقدار، تاہم اگر کہلوانے والے ثواب کی نیت کے ساتھ یوں کہیں تو زیادہ بہتر ہے کہ ”ذِكْرُ اللَّهِ“ کی نیت سے کہئے: **سُبْحَنَ اللَّهِ** اس پر جو بھی ذِكْرُ اللَّهِ کی نیت سے **سُبْحَنَ اللَّهِ** کہے گا اس کا ثواب بڑھ جائے گا۔

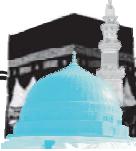
حضرت علامہ عینی رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ (وفات: ۸۵۵ھجری) فرماتے ہیں: کسی چیز پر تَعْجُبَ کے وقت **اللَّهُ أَكْبَرُ** اور **سُبْحَنَ اللَّهِ** کہنا مستحب ہے۔ (عدۃ الفاریج ص ۳۳۵) حضرت مفتی احمد یار خان رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ ”مرآت“ میں فرماتے ہیں: جو کوئی **سُبْحَنَ اللَّهِ يَا أَكْبَرَ يَا الْحَمْدُ لِلَّهِ يَا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** کسی طرح بھی کہے صدقہ نفلی کا ثواب پائے گا خواہ ذِكْرُ اللَّهِ کی نیت سے کہے یا کسی حاجت کے لیے بطور وظیفہ یہ الفاظ پڑھے یا عجیب بات سن کر **سُبْحَنَ اللَّهِ** وغیرہ کہے یا خوشخبری پا کر **الْحَمْدُ لِلَّهِ** پڑھے۔ بہر حال ثواب ملے گا کیونکہ اللَّهُ کا نام لینا بہر حال (یعنی ہر حال میں) عبادت ہے۔ (مرآت ج ۹۸ ص ۳)

الغرض ہر طرح کے ذُکر و آذ کار اور اذاد و ظلائف، تلاوت قرآن کرنے اور دُرُود و سلام پڑھنے اور عباداتِ مُحَفَّه (یعنی خالص عبادت کے کاموں) پر الگ سے ثواب کی نیت نہ ہو تب بھی ثواب ملتا ہے اور اگر ثواب کی نیت کر لیں تو ثواب بڑھ جائے گا۔

ذُکر و دُرُود ہر گھری وردِ زبان رہے میری فُضُول گوئی کی عادت نکال دو

صَلَوَاتُ عَلَى الْحَبِيبِ صَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ

سَالٌ كَمْ سَالٌ كَمْ اگر کچھ پڑھنے کے بجائے خاموش رہنے کو جی چاہے تو اس میں بھی ثواب کمانے کی صورتیں ہیں اور وہ یہ کہ اُن لئے سید ہے خیالات میں پڑنے کے بجائے آدمی یا دخداوندی یا یادِ مدینہ و شاہِ مدینہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ میں گم ہو جائے۔ یا عِلَّمِ دین میں غور و تفکر شروع کر دے یا موت کے جھٹکوں، قبر کی تہائیوں، اس کی وحشتیوں اور محشر کی ہولناکیوں کی سوچ میں ڈوب جائے تو اس طرح بھی وقت ضائع نہیں ہو گا بلکہ ایک ایک سانس *إِنْ شَاءَ اللَّهُ عَبَادَتْ مِنْ مِنْ شَاءَ* آقا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ



والله وسلام نے ارشاد فرمایا: (امور آخرت کے متعلق) گھڑی بھر کے لیے غور و فکر کرنا 60 سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

(جامع صغیر ص ۳۶۵ حدیث ۵۸۹۷)

اُن کی یادوں میں کھو جائے مصطفیٰ مصطفیٰ بچے

آنہم ملحوظات کی قدر

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! زندگی کے دن چند گھنٹوں سے دیکھنے والے گھنٹے منٹوں سے عبارت ہیں، زندگی کا ہر سانس انہوں ہیرا ہے،

کاش! ایک انسان کی قدر نصیب ہو جائے کہ کہیں کوئی سانس بے فائدہ نہ گزر جائے اور بروز قیامت زندگی کا خزانہ نیکیوں سے خالی پا کر اشکِ ندامت (یعنی شرمندگی کے آنسو) نہ بہانے پڑ جائیں! صد کروڑ کاش! ایک ایک سینکڑ کا حساب کرنے کی عادت پڑ جائے کہ کس طرح گزر رہی ہے، زہ مقدار! زندگی کی ہر ہر ساعت (یعنی گھڑی) فائدے ہی کے کاموں میں صرف (یعنی خرچ) ہو۔ بروز قیامت وقت کو فضول باقوٰ، خوش گپیوں میں گزرا ہوا پا کر کہیں کفِ افسوس ملتے نہ رہ جائیں!

زندگی کا بہت بڑا سدیب متین

صحابی رسول حضرت سیدنا عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”میں اپنی زندگی کے گزرے ہوئے اُس دن کے مقابلے میں کسی چیز پر نا دم (یعنی شرمندہ) نہیں ہوتا جو دن میرا نیک اعمال بڑھنے سے خالی ہو۔“

وقت تلوار کی طرح ہے

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وقت تلوار کی طرح ہے تم اس کو (نیک اعمال کے ذریعے) کا ٹوورنہ (فضولیات میں مشغول کر کے) یہم کو کاٹ دے گا۔ (لواح الانوار القدسیہ ص ۸۳)

سیکرات میں تلاوت

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ وقت تلاع قرآن پاک پڑھ رہے تھے، ان سے پوچھا گیا: اس وقت میں بھی تلاوت؟ ارشاد فرمایا: میرانامہ اعمال



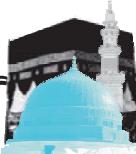
فَوْمَانٌ مُصْطَلِّهٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰيْهِ وَاللّٰهُ وَسَلَّمَ: مجھ پر رُزو دپاک کی کثرت کرو بے شک تہارا مجھ پر رُزو دپاک پڑھنا تہارے لئے پکری گی کا باعث ہے۔ (ابی عیال)

لپیٹا جا رہا ہے تو جلدی جلدی اس میں نیکیاں بڑھا رہا ہوں۔ (صید الخاطر ص ۲۲۷) **اللّٰهُ رَبُّ الْعِزَّةِ كَيْفَ يَعْلَمُ إِنَّمَا يُنذَّلُ عَلَيْهِ مِنْ حِكْمَةٍ** ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔ **أَمِينٌ بِجَاهِ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰيْهِ وَاللّٰهُ وَسَلَّمَ**

جَبْ فِي ضَالِّ أَسْدَىٰ **اللّٰهُ أَكْبَرُ!** دُنْيَا سے جاتے وقت بھی قرآن کریم کی تلاوت کا جذبہ! اللّٰه کریم ہمیں بھی تلاوت قرآن کریم کا شوق عطا فرمائے۔ امین۔ تلاوت کا جذبہ پانے اور گناہوں کی عادتوں سے پچھا چھڑانا نے کیلئے دعوتِ اسلامی کے دینی ماحول سے ہدم وابستہ رہئے اور مکتبۃ المدینہ کی اسلامی کتابوں کا مطالعہ کیجیئے آپ کی ترغیب کیلئے عرض ہے

کہ ساہیوال (پنجاب) کے ایک اسلامی بھائی دعوتِ اسلامی کے دینی ماحول میں آنے سے پہلے دنیا کی رنگینیوں اور گناہوں کی وادیوں میں بھٹک رہے تھے، نمازیں قضا کرنا، جھوٹ، غیبت، چُغلی اور دیگر کئی کمیرہ (یعنی بڑے بڑے) گناہوں کا سلسلہ جاری تھا، ان کی زندگی میں اصلاح کا سامان کچھ یوں ہوا کہ ایک دن دعوتِ اسلامی کے دینی ماحول سے وابستہ ان کے خالہزاد بھائی ان کے گھر آئے، ان کا سادہ مگر دینی لباس دیکھ کر سب گھروالے ان سے متاثر ہوئے، انہوں نے گھر والوں کو دعوتِ اسلامی کی مدنی بہاریں سنائیں جس سے دعوتِ اسلامی کی محبت گھروالوں کے دل میں بس گئی، مزید یہ کہ

انہوں نے ایک کتاب بھی شُخّنے میں دی جس کا نام ”فیضانِ سُنّت“ تھا، جب ان اسلامی بھائی اور ان کے گھر کے دیگر افراد نے اس کتاب کا مطالعہ کیا تو ان کے گھر میں ثابت تبدیلیاں آنے لگیں اور ایک وقت آیا کہ یہ گھر ان دعوتِ اسلامی کے دینی ماحول سے وابستہ ہو گیا، کچھ دنوں بعد جب ان اسلامی بھائی نے دعوتِ اسلامی کے سُنّتیں سیکھنے سکھانے کے مَدَنی قافلے میں سفر کیا تو **الْحَمْدُ لِلّٰهِ الْكَرِيمِ** اس کی برکت سے انہوں نے اپنے چہرے پر سُنّت کے مُطابق ایک مُمُّہلی داڑھی اور سر پر عمامہ شریف کا تاج سجالیا، مزید کرم یہ ہوا کہ نہ صرف خود ان اسلامی بھائی نے جامعۃ المدینہ میں ڈریں نظامی میں داخلہ لیا بلکہ ان کے ساتھ ان کی دو بہنوں نے بھی جامعۃ المدینہ (گرلز) میں ڈریں نظامی کے لئے داخلہ لے لیا۔



فِيَّمَا مُصْطَلَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: جس کے پاس میراڑ کہ ہوا وہ مجھ پر ڈر و شریف نہ پڑھے تو وہ لوگوں میں سے کئوں ترین شخص ہے۔

اے عاشقانِ سنتِ مصطفیٰ! تھفہ دینا اور قبول کرنا سنت ہے، فرمانِ مصطفیٰ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ہے: **تَهَادُوا**

تَحَابُّوا یعنی ”ایک دوسرے کو تھفہ (گفت-GIFT) دو جبکہ بڑھتے ہیں“۔ (مؤطراج ۲ ص ۴۰۷ حدیث ۱۷۳۱) اس حدیث پاک سے معلوم

ہوا گفت (GIFT) دینے سے محبت بڑھتی ہے اور اگر وہ تھفہ کسی دینی کتاب کا ہو تو محبت کے ساتھ ساتھ علم دین میں اضافہ

بھی ہو سکتا ہے۔ لہذا ہو سکے تو دعوتِ اسلامی کے مکتبہ المدینہ سے اسلامی کتابیں خرید فرمائ کر اپنے عزیزوں اور

دوستوں کو تھہیہ پیش کیجئے، اپنے مرخویت کے ایصالِ ثواب کے لئے، شادی غمی کی محفلوں اور دیگر تقریبات میں تقسیم کیجئے،

نہ صرف تقسیم کیجئے بلکہ خود بھی ان کتابوں کے مطلع کو اپنا معمول بنائیجئے، **إِنَّ شَاءَ اللَّهُ الْكَرِيمُ عَلَمْ دِينَ كَذَّاهِرُ دُلْهِيرُ دُلْهِيرُ**

خزانہ حاصل ہوگا۔

عمل کا ہو جذبہ عطا یا الی گناہوں سے مجھ کو بچا یا الی

سعادت ملے درس ”فیضانِ سنت“ کی روزانہ دو مرتبہ یا الی (وسائل بخشش ص ۱۰۲، ۱۰۳)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ صَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ

یاربِ مصطفیٰ! ہمیں فضول باتوں سے بچنے کی توفیق عطا فرما۔

أَمِينٌ بِجَاهِ خَاتَمِ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ صَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ



”سیدی اعلیٰ حضرت کی پھیسوں شریف“ کے 25 حروف کی انسبست سے فضول باتوں سے بچنے کے 25 واقعات

(۱) ایسی بات کرو کہ بعد میں معذرت کرنی پڑے

میزبانِ رسول حضرت سپُرنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی: مجھے کوئی مختصر نصیحت فرمائیے۔ تسرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم اپنی نماز کے لئے کھڑے ہو تو رخصت ہونے والے کی نماز پڑھو، کوئی ایسی بات نہ کرو جس کے بارے میں بعد میں معذرات کرنی پڑے اور لوگوں کے ہاتھوں میں موجود چیزوں سے مکمل طور پر مایوس ہو جاؤ۔“ (مسند امام احمد بن حنبل ج ۹ ص ۱۳۰ حدیث ۲۳۵۵۷)

حدیث پاک کے اس حصے: ”کوئی ایسی بات نہ کرو، جس کے بارے میں بعد میں معذرات کرنی پڑے“ کی وضاحت میں حضرت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: بہت ہی جامع نصیحت ہے یعنی اکثر خاموش رہا اگر بات کرنی پڑے تو اچھی بات کرو کسی کا دل دکھانے والی بات نہ کرو کہ پھر اس سے معافی مانگی پڑے، خاموش رہنا صدہ (یعنی سینکڑوں) گناہوں سے بچالیتا ہے یا یہ مطلب ہے کہ گناہ کی بات نہ بولو جس سے توبہ کرنی پڑے۔ اس حصہ حدیث: ”لوگوں کے ہاتھوں میں موجود چیزوں سے مکمل طور پر مایوس ہو جاؤ“ کے متعلق مفتی صاحب فرماتے ہیں: یعنی کسی کے مال کی امید اور لائق نہ رکھو، تمہارا دل غنی (یعنی مطمئن) رہے گا، تمہیں کسی کی خوشامدہ کرنا پڑے گی۔ (مرآت نجف ص ۵۴)

صلوٰ علی الحبیب صلی اللہ علی محمد



فَوْمَانٌ مُصْطَلِّفٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: جو لوگ اپنی مجلس سے اللہ پاک کے ذکر اور نبی پر رُوز و شریف پر ہے بغیر اٹھ گئے تو وہ بدیودار مردار سے اٹھ۔ (شعب الایمان)

﴿2﴾ ابو جان! آپ بولتے کیوں نہیں؟

صحابی ابن حمابی حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام
والسلام جب زین پر یحیج گئے تو آپ کی خوب اولاد ہوئی۔ ایک دن آپ کے بیٹے، پوتے اور پڑپوتے سب آپ کے پاس
جمع ہو کر باتیں کرنے لگے جبکہ آپ علیہ السلام خاموش رہے اور کوئی گفتگونہ فرمائی۔ اولاد عرض گزار ہوئی: ابو جان! کیا
بات ہے ہم گفتگو کر رہے ہیں اور آپ خاموش ہیں؟ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اے میرے بیٹوں!
جب اللہ پاک نے مجھے اپنے قرب (یعنی جنت) سے زین پر اترات تو مجھ سے یہ عہد لیا تھا کہ ”اے آدم! گفتگو کم کرنا یہاں
تک کہ میرے قریب (یعنی جنت) میں لوٹ آؤ۔“
(ایک چپ سوکھہ (اردو ص ۵، حسن الاستمتاع فی الصمت ص ۱۱))

اے عاشقانِ رسول! معلوم ہوا کہ اللہ پاک کو بندے کا خاموش رہنا پسند ہے لہذا بوجو لے چلے جانے
والوں کیلئے اس واقعے میں کافی عبرت ہے۔ اللہ پاک ہمیں ہمارے والد محترم ابوالبشر حضرت سیدنا آدم علیہ السلام
امین بجاہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی ”خاموشی“ سے حصہ عنایت فرمائے۔

صلوٰعَلٰی الحَبِیبِ صَلَّی اللَّهُ عَلٰی مُحَمَّدٍ

﴿3﴾ خوفِ خدا پانے کا طریقہ

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:
اے پرہیز گارو! آؤ میں تمہیں خوفِ خدا کی تعلیم دوں، تم میں جو بھی یہ لپسند کرتا ہے کہ وہ زندہ رہے اور نیک اعمال دیکھے تو
اسے چائے کہ اپنی آنکھ اور زبان کی حفاظت کرے، نہ تو براہی کی طرف نظر کرے اور نہ زبان سے کوئی غلط بات نکالے،



(جیج الجوان)

فَوْمَانٌ مُصْطَلِّهُ صَلَّى اللّٰہُ عَلٰیہِ وَآلِہِ وَسَلَّمَ: جس نے مجھ پر روز جمعہ دوسرا بڑا پاک پڑھاؤں کے دوسارے کے گناہ معاہد ہوں گے۔

کیونکہ اللہ پاک کی نگاہِ کرم صدیقین (یعنی پچھوں) پر ہے اور وہ ان کی بات جلد سنتا ہے۔

(اللہ والوں کی باتیں ج ۲ ص ۵۴۷، حلیۃ الاولیاء ج ۲ ص ۴۰۸ حدیث ۲۷۵۰)

پیارے اسلامی بھائیو! اس واقعے سے یہ ذریس ملتا ہے کہ خوف خدا ملنے اور نیک بندہ بننے کیلئے آنکھ اور زبان کو گناہوں بلکہ فضولیات سے بھی بچانا ہوگا! نیز جھوٹ وغیرہ سے خود کو بچا کر ہمیشہ کیلئے سچائی کو اپنانا ہوگا۔ اللہ پاک کے پیارے اور سچے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے: بے شک صدق (سچ) نیکی کی طرف لے جاتا ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور بے شک آدمی سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ پاک کے ہاں صدقیق (یعنی بہت بڑا سچا) لکھ دیا جاتا ہے اور بے شک کذب (یعنی جھوٹ) گناہ کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ جہنم کی طرف لے جاتا ہے اور بے شک آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ پاک کے ہاں کذاب (یعنی بہت بڑا جھوٹا) لکھ دیا جاتا ہے۔

(بخاری ج ۴ ص ۱۲۰ حدیث ۶۰۹۴)

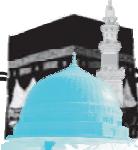
صَلَوٰةً عَلَى الْحَبِيبِ صَلَّى اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ

﴿4﴾ کوہ صفا پر کھڑتے ہو کر زبان کو نصیر کی

صحابی رسول حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ کوہ صفا پر کھڑے ہو کر تلبیہ (یعنی لَبَّیْکَ اللّٰہُمَّ لَبَّیْکَ) پڑھ رہے تھے اور فرم رہے تھے: اے زبان! اچھی بات کہا کر فائدہ ہوگا، اور میری بات سے خاموشی اختیار کر سلامت رہے گی، (میری ان دونوں باتوں پر عمل کر) اس سے پہلے کہ تجھے ندامت (یعنی شرمندگی) اٹھانی پڑے۔ (احیاء العلوم ج ۳ ص ۱۳۰)

﴿5﴾ بجھ پر افسوس ہے

صحابی ابن حجاجی حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ”اے زبان! تجھ پر افسوس ہے!



اچھی بات کہہ کہ اسی میں بھلائی ہے اور بُری بات سے بچ کہ اسی میں سلامتی ہے۔“ دیکھنے سننے والے نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا: ”مجھے خبر ملی ہے کہ قیامت کے دن آدمی اپنی زبان کی وجہ سے سب سے زیادہ خسارہ (یعنی لُقْصان) اٹھائے گا۔“

(اللہ والوں کی باتیں ج ۱ ص ۵۷۴)

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! یہ حقیقت ہے کہ زبان سے اچھی باتیں کرنے سے رضاۓ الٰہی حاصل ہوتی ہے اور جس سے اللہ کریم راضی ہو جائے اُس کو جنت ملے گی اور بُری بات کہنے سے اللہ پاک ناراض ہوتا ہے اور جس سے اللہ پاک ناراض ہو جائے اُس کے لئے جہنم کا عذاب ہے۔

جَهَنَّمُ سے ہم کو بچا یا الٰہی
تو جَنَّتٍ میں ہم کو با یا الٰہی

صَلُوٰاٰلِ الْحَبِيبِ صَلَّى اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ

﴿6﴾ مُحَمَّدُ خَامُوشٌ رَّهْنَا بُولنے سے زیادہ پیارا ہے

حضرت ابراہیم بن اشیار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ ہم لوگ اکٹھے ہوئے تو ہم میں سے ہر ایک نے کچھ نہ کچھ لفتگو کی مگر حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ خاموش رہے، آپ نے کوئی بات نہ کی۔ جب لوگ چلے گئے تو میں نے ان سے اپنی تشویش کا اظہار کیا تو آپ نے فرمایا: لفتگو بے وقوف کی بے وقوفی اور عقل مند کی عقل مندی کو ظاہر کرتی ہے۔ میں نے کہا: (آپ تو عقل مند ہیں) پھر آپ نے لفتگو کیوں نہ کی؟ فرمایا: مجھے خاموش رہ کر غم رُزَّدہ ہونا بول کر شرمندہ ہونے سے زیادہ پیارا ہے۔

سُبْحَنَ اللّٰہِ! ہمارے بزرگانِ دین کی سوچ بھی کتنی پیاری ہوتی تھی! واقعی بولنے سے انسان کی سمجھداری کا



فَوْقَانٌ مُصْطَلَّهٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: مجھ پر کثرت سے ڈرڈوپاک پڑھوبے تک تمہارا مجھ پر ڈرڈوپاک پڑھنا تمہارے گناہوں کیلئے مغفرت ہے۔ (ابن عساکر)

تعارف ہو جاتا ہے، اور بعض آوقات لوگوں پر ظاہر ہو جاتا ہے کہ اس یعنی بول پڑنے والے کو اتنی سمجھتی نہیں کہ کہاں، کب اور کیا بولنا چاہئے۔ ”چُپ رہ کر غم زدہ ہونا“ سے مراد یہ ہو سکتا ہے کہ چُپ رہنے پر بعد میں اس طرح کامن ہو سکتا ہے کہ گفتگو کے دوران فلاں موقع پر میں یہ جملہ بول دیتا تو خوب ہوتا اور فلاں فلاں بات کر ڈالتا تو مزا ہی آ جاتا وغیرہ۔ بہر حال بول کر پچھتا نے سے نہ بول کر پچھتا اور کھا کر پچھتا نے سے نہ کھا کر پچھتا اچھا ہے۔

صَلَوٰةً عَلَى الْحَبِيبِ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰيْهِ مُحَمَّدٌ

﴿٧﴾ پانی اور ہوا پر چلنے والے 3 بزرگ

تابعی بُزُرگ حضرت وہب بن منبه رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلٰيْهِ فرماتے ہیں: بنی اسرائیل میں دو بُزُرگ عبادت کے ایسے مرتبے پر فائز تھے کہ پانی پر چلتے تھے۔ ایک مرتبہ وہ سُنَّتَنَر پر چل رہے تھے کہ انہوں نے ایک بُزُرگ کو دیکھا کہ وہ ہوا میں چل رہے ہیں، پانی پر چلنے والوں نے ہوا پر چلنے والے بُزُرگ سے پوچھا: اے اللّٰہ پاک کے بندے! آپ اس مقام تک کیسے پہنچے؟ انہوں نے فرمایا: ”تھوڑی دنیا“، پر راضی رہتے ہوئے میں نے اپنے نفس کو خواہشات اور زبان کو فضول باقتوں سے روکا اور ان کا موس میں مشغول ہوا جن کا ربت کریم نے مجھے حکم دیا ہے اور میں نے خاموشی کو اپنائے رکھا، اگر میں اللّٰہ پاک پر کسی بات کی قسم کھالوں تو (مجھے رحمت پر امید ہے کہ) وہ میری قسم پوری فرمادے گا اور اگر اس سے (کچھ) مانگوں گا تو وہ مجھے عطا کر دے گا۔ (ایک چپ سوکھہ ص ۲۲، حسن السمت فی الصمت ص ۳۴)

اللّٰهُ أَكْبَرُ! ہوا پر چلنے والے بزرگ نے خاموش رہ کر بھی عبادت پر لفڑیا کہ جو وقت فالتو باقتوں میں خرچ ہو سکتا تھا اُس کو چاکر اس میں اللّٰہ رب العزّت کی عبادت کی سعادت



فَوْلَانٌ مُصْطَلِّهٌ صَلَى اللَّهُ عَلَيْهِ وَالَّهُ وَسَلَّمَ: جس نے کتاب میں مجھ پر مدد و پاک لکھا توجہ تک میراں اس میں ربے گا فرشتے اس کیلئے استغفار (یعنی بخشش کی دعا) کرتے رہیں گے۔ (طریق)

حاصل کی۔ کاش! ہم بھی غور کر لیا کریں کہ جوبات کرنے لگے ہیں اس سے دین یادِ دنیا کا کوئی فائدہ بھی ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں نہ رضاۓ الہی پانے کی نیت سے سُبْحَنَ اللَّهُ، سُبْحَنَ اللَّهُ پڑھنا شروع کر دیں کہ ہر بار سُبْحَنَ اللَّهُ کہنے پر اللَّهُ پاک کی رحمت سے جَنَّت میں ایک درَخَت لگا دیا جائے گا۔ اور کثرت سے سُبْحَنَ اللَّهُ کہنے کے تو دنیا میں بھی فوائد ہیں چنانچہ کروڑوں شافعیوں کے پیشو احضرت امام شافعی رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ فرماتے ہیں: ”میں نے وباوں سے بچنے کے لیے تَسْبِيح سے زیادہ فائدے مند کوئی چیز نہیں دیکھی۔“ (حلیۃ الاولیاء ج ۹ ص ۱۴۵ قول نمبر ۱۳۴۴۰)

نوٹ: تَسْبِيح سے مراد اللَّهُ پاک کی پاکی بیان کرنا ہے مثلاً سُبْحَنَ اللَّهُ کہنا۔

صَلُوٰعَلَى الْحَبِيبِ صَلَى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ

﴿8﴾ مِنْهُ مِلِّ جِیسے کوئی چیز ڈال دی گئی ہو

حضرت ابراہیم بن بَشَّار رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ فرماتے ہیں: میں حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ کی صحبت با برکت میں 6 سال سے زیادہ عرصہ رہا۔ آپ اکثر خاموش رہتے اور ہم سے کبھی بھی کوئی بات نہ پوچھتے بلکہ ہم ہی ان سے کلام (یعنی بات چیت) کرتے۔ ہمیں ایسا محسوس ہوتا جیسے آپ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ کے منہ مبارک میں کوئی چیز ڈال کر بولنے سے روک دیا گیا ہو۔ (عین الحکایات (اردو) ج ۱ ص ۲۰۴، عین الحکایات ص ۱۲۹)

سُبْحَنَ اللَّهُ! ہمارے بُزرگانِ دین کی پیاری پیاری سوچ صد کروڑ مرحبا!
بے شک وہ حضرات خوبیوں کے جامع تھے مگر ہم عیبوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ زبان کی حفاظت کیلئے لوگوں سے غیر ضروری میل جوں سے بچنا بھی بے حد مفید ہوتا ہے۔ صحابی رسول حضرت سیدنا سعد بن ابی و قاص رَضِیَ اللَّهُ عَنْہُ ارشاد فرمایا کرتے: اللَّهُ کی قسم! میں یہ پسند



فَوْمَانُ مُصْطَلِّفٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰيْهِ وَالٰهُ وَسَلَّمَ: جو مجھ پر ایک دن میں 50 بار ڈروپاک پڑھے قیامت کے دن میں اس سے مصافحہ کروں (یعنی باختملاؤں) گا۔ (ابن بکری)

کرتا ہوں کہ میرے اور لوگوں کے درمیان لو ہے کا ایک دروازہ ہو، نہ مجھ سے کوئی بات کرے اور نہ میں کسی سے بات کروں یہاں تک کہ میں اللہ پاک سے جاملوں۔

(كتاب العزلة لابن أبي الدنيا مع موسوعه ج ٦ ص ٥١١ قول نمبر ٥٧)

صلوٰعَلٰى الْحَبِيبِ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰيْهِ مُحَمَّدٌ

﴿٩﴾ زَبَانٌ بَرَ حَكْمٌ

کسی بُزرگ سے پوچھا گیا کہ حضرت سیدنا اَحْمَفَ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلٰيْهِ آپ لوگوں کے سردار کیسے بنے حالانکہ نہ تو وہ عمر میں آپ سب سے بڑے ہیں اور نہ مال و دولت میں؟ تو انہوں نے ارشاد فرمایا: انہیں یہ سرداری اپنی زبان پر حکومت کرنے کی وجہ سے نصیب ہوئی ہے۔

(المستطرف ج ۱ ص ۱۴۷)

اللّٰهُ پاک کا میاںی |
دینے والا ہے

اے عاشقانِ رسول! واقعی جو زبان پر کنٹروں کر لے وہ اپنی "الفاظ نما

رعایا" کا بادشاہ ہے مگر یہ بادشاہت پانے کیلئے نفس و شیطان کے لشکروں کو

شکست دینی ہوگی اور یہ اگرچہ ایک مشکل کام ہے، مگر چیزیں اور کیلئے لگن ہو

تو اللہ رب العزت کی رحمت اور مصطفے جانِ رحمت صَلَّى اللّٰهُ عَلٰيْهِ وَالٰهُ وَسَلَّمَ کی عنایت سے کامیابی ناممکن نہیں، کوشش

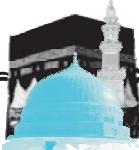
جاری رکھنی چاہئے۔ ایک بہت ہی پیار اعرابی محاوارہ ہے: **السَّعْيُ مِنِّيْ وَالْإِتْقَانُ مِنَ اللّٰهِ**۔ یعنی "میری طرف سے صرف

کوشش ہے اور کام پورا ہونا یعنی کامیابی مانا اللہ پاک کی طرف سے ہے۔"

صلوٰعَلٰى الْحَبِيبِ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰيْهِ مُحَمَّدٌ

﴿١٠﴾ چار عَلَمٰاً چار ارشادات

حضرت سیدنا عبد اللہ بن مبارک رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلٰيْهِ فرماتے ہیں: ایک بادشاہ کے ہاں چار عَلَمٰاً کرام مجمع ہوئے تو



فَوْمَانٌ مُصْطَلْفٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: بروز قیامت لوگوں میں سے میرے تربیت روہ ہوگا جس نے دنیا میں مجھ پر زیادہ درود پاک پڑھے ہوں گے۔ (تزمی)

بادشاہ نے اُن سے عرض کی: آپ حضرات ایک مختصر مگر جامع بات ارشاد فرمائیئے: اُن میں سے ایک عالم صاحب نے فرمایا: عالم کے علم کی فضیلت خاموشی ہے۔ دوسرے نے فرمایا: آدمی کے لئے سب سے بڑھ کر نفع مند بات یہ ہے کہ وہ اپنی حیثیت اور عقل کی انتہا (یعنی گھرائی) کو جان لے اور اس کے مطابق گفتگو کرے۔ تیسرا نے فرمایا: سب سے بڑھ کر مختار شخص وہ ہے جو نہ موجودہ نعمت پر مطمین ہو، نہ اُس پر بھروسہ کرے اور نہ اس کے لئے کوئی تکلیف اٹھائے۔ چوتھے نے فرمایا: تقدیر پر راضی رہنے اور قناعت اختیار کرنے سے بڑھ کر کوئی شے بدَن کے لئے آرام دہ نہیں۔ (ایک چپ سوکھہ (اردو) ص ۱۶)

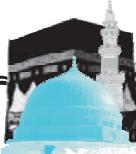
ماشأة الله! چاروں ارشادات مختصر مگر جامع اور اپنے اندر عبرت کے انمول مذہبی پھول لئے ہوئے ہیں۔ عربی مقولہ ہے: **خَيْرُ الْكَلَامِ مَا قَلَ وَ ذَلَّ**۔ یعنی اچھی بات وہ جو مختصر اور دلیل کے ساتھ کی جائے۔

صلوٰاتٰ عَلَى الْحَبِيبِ صَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ

(11) چار بادشاہ چار باتیں

حضرت ابو بکر بن عیاش رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ فرماتے ہیں: چار ملکوں فارس، روم، ہند اور چین کے بادشاہ ایک جگہ جمع ہوئے اور چاروں بادشاہوں نے چارائی باتیں کیں گویا ایک ہی کمان سے چار تیر پھینکنے گئے ہوں، ایک نے کہا: میں کہی ہوئی بات کے مقابلے میں نہ کہی ہوئی بات سے رُکنے پر زیادہ قادر ہوں۔ دوسرے نے کہا: جوبات میں نے منہ سے نکال دی وہ مجھ پر حاوی اور جوبات منہ سے نہ نکالی اس پر میں حاوی ہوں۔ تیسرا نے کہا: مجھے نہ کہی ہوئی بات پر کبھی شرمندگی نہیں ہوئی البتہ کی ہوئی بات پر ضرور شرمندہ ہوا ہوں۔ چوتھے نے کہا: مجھے بولنے والے پر توجہ ہے کہ اگر وہی بات اس کی طرف لوٹ جائے تو اسے نقصان دے اور اگر نہ لوٹے تو فائدہ بھی نہ دے۔ (ایک چپ سوکھہ (اردو) ص ۱۸، حسن السمت فی الصمت ص ۳۰)

صلوٰاتٰ عَلَى الْحَبِيبِ صَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ



﴿12﴾ چالیس برس تک نہیں ہنسے

تابعی بزرگ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ علیہ چالیس (40) برس تک نہیں ہنسے۔ جب آپ کو بیٹھے ہوئے دیکھا جاتا تو یوں معلوم ہوتا گویا ایک قیدی ہے جسے گردن اڑانے کے لئے لا یا گیا ہو، اور جب گفتگو فرماتے تو انداز ایسا ہوتا گویا آخرت کو آنکھوں سے دیکھ دیکھ کر بتار ہے ہیں، اور جب خاموش رہتے تو ایسا محسوس ہوتا گویا ان کی آنکھوں میں آگ بھڑک رہی ہے۔ جب ان سے اس قدر غمگین و خوف زدہ رہنے کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا: مجھے اس بات کا خوف ہے کہ اگر اللہ پاک نے میرے بعض ناپسندیدہ اعمال کو دیکھ کر مجھ پر غصب فرمایا اور یہ فرمادیا کہ جاؤ! میں تمہیں نہیں بخشا۔ تو میرا کیا بنے گا!۔

(احیاء العلوم (اردو) ج ۴ ص ۵۰۰ تا ۵۰۶، احیاء العلوم ج ۴ ص ۲۲۱)

خوفِ خدا کی فضیلت

اللَّهُ أَكْبَرُ! مولائے کائنات، حضرت مولیٰ علیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ کے خلیفہ اور بلاند پایہ تابعی بزرگ ولوی اللہ حضرت حسن

بصری رضی اللہ عنہ علیہ کا خوفِ خدا میں سہمے رہنے کے اس واقعے میں ہم گناہ گاروں کیلئے عبرت کے بے شمار مذہنی پھول موجود ہیں۔ اللہ پاک سے ڈرنے کے کافی فضائل ہیں۔ اللہ پاک پارہ 29 مسیحیۃ الملک آیت 12 میں ارشاد فرماتا ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يَحْشُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ
لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَيْفِيرٌ

مسلمانوں کے چوتھے خلیفہ، حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو اپنی عمر میں

حدیث مبارکہ خوفِ خدا

رزق اور عمر میں ضائقہ کا سبب



فَوْلَانٌ مُصْطَلِّفٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: شب بـجـعـاـوـرـوـزـجـعـهـ بـجـعـهـ پـرـوـدـوـکـیـ کـشـتـکـرـلـیـ کـرـجـوـایـاـکـرـےـ گـاـقـیـمـتـ کـےـ دـنـ مـیـںـ اـسـ کـاشـیـجـ گـوـاـہـ بـنـوـںـ گـاـ۔ (شعب الایمان)

زیادتی اور ریزق میں گشادگی اور بری موت سے حفاظت چاہتا ہے وہ اللہ پاک سے ڈرے اور صلہ رحی کرے۔

(مسند احمد بن حنبل ج ۱ ص ۳۰۲ حدیث ۱۲۱۲)

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! خوفِ خدا سے مراد یہ ہے کہ اللہ پاک کی خفیہ تدبیر (یعنی چھپا فیصلہ)، اس کی بے نیازی، اُس کی ناراضی، اس کی پکڑ، اس کی طرف سے دیئے جانے والے عذابوں، اس کے غصب اور اس کے نتیجے میں ایمان کی بر بادی وغیرہ سے خوف زده رہنے کا نام خوفِ خدا ہے۔ اے کاش! ہمیں حقیقی معنوں میں خوفِ خدا نصیب ہو جائے۔

زمانے کا ذر میرے دل سے مٹا کر تو کر خوف اپنا عطا یا الہی
ترے خوف سے تیرے ڈرے ہمیشہ میں تھر تھر رہوں کا نپتا یا الہی
صلوٰا علی الحبیب صَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ

﴿13﴾ چپ رہنے اور بولنے وال!

حضرت ابو حاتم رضۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: دو شخصوں نے علم حاصل کیا۔ ایک نے خاموشی اختیار کی اور دوسرا نے بولنا، تو بولنے والے نے چپ رہنے والے کی طرف لکھا: تو نے اپنے علم سے کیا کمایا؟ جب کہ روزی کمانے کے لیے زبان سے بہتر کوئی آہ (یعنی ہتھیار) نہیں۔ چپ رہنے والے نے بولنے والے کی طرف لکھا: ”تو نے اپنے علم سے کون سا کمال حاصل کیا؟ جب کہ میں سمجھتا ہوں کہ زبان قید میں رکھنے کی زیادہ حق دار ہے۔“ (حسن السمت ص ۴۴ سے خلاصہ)

بے شک شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے اچھا اچھا بولنے میں کوئی حرج نہیں، بُری باتوں سے بچنا لازم ہے اور



فَوْلَانٌ مُصْطَلِّهٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: جو مجھ پر ایک بار درود پڑھتا ہے اللہ پاک اس کیلئے ایک قبراطاً برکھتا ہے اور قبراطاً احمد پڑھتا ہے۔ (عبد الرزاق)

فضول و بے فائدہ نفتگو سے بھی پچنا چاہئے۔ روزی کمانے میں بھی جھوٹ بولنا گناہ ہے اور فضول نفتگو بھی کوئی اچھی چیز نہیں۔

﴿14﴾ نقصان پھپان کے لئے خاموش رہنے کی ناکید

ایک تاجر کو ہزار دینار کا نقصان ہوا۔ اس نے اپنے بیٹے سے کہا کہ دیکھنا یہ نقصان والی بات کسی سے بھی نہ کرنا، لڑکا بولا: ابو جان! یہ آپ کا حکم ہے اس لئے میں کسی کو نہیں بتاؤں گا، لیکن میری یہ خواہش ہے کہ آپ اس (خاموش رہنے) کا فائدہ بتا دیجئے کہ اس نقصان کو پھپانے میں کیا مصلحت ہے؟ باپ بولا: خاموشی اس لیے ضروری ہے کہ ہمیں دو مصیبیں (ایک ساتھ) نہ اٹھانا پڑیں یعنی ایک تو سرماۓ (یعنی رقم) کا نقصان اور دوسرا (مخالف) پڑھیوں کا ہمارے نقصان پر خوش ہو کر مذاق اُڑانا۔ (گلستان سعدی ص ۱۱۵)

اے عاشقانِ رسول! اس واقعے سے ہمیں سیکھنے کو ملا کہ کبھی اپنا نقصان ہو جائے تو بلا ضرورت دوسروں پر اظہار کے بجائے خاموشی اختیار کرنے ہی میں عافیت ہے، کیوں کہ ہو سکتا ہے ہمارے بتانے کی وجہ سے کسی ایسے شخص کو پتا چل جائے جو نادانی کے سبب ہمارے نقصان میں خوش ہونے کی آفت میں پڑے۔ یاد رہے! کسی مسلمان کی بیماری یا مصیبیت پر یا اس کا نقصان ہو جانے پر خوشی ظاہر کرنا یہ شہادت کھلاتا ہے اور شہادت کی شریعت میں ممانعت ہے۔ حضرت سیدنا وائلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اپنے بھائی کی شہادت نہ کر یعنی اُس کی مصیبیت پر اظہارِ مسیرت نہ کر کہ اللہ پاک اُس پر رحم کرے گا اور تجھے اس میں بتلا کر دے گا۔" (ترمذی ج ۴ ص ۲۲۷ حدیث ۲۵۱)

صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَى الْحَبِيبِ صَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ



﴿15﴾ خاموشی عقل مندوں کا شیوه ہے!

ایک عقلمند نوجوان جو کئی خوبیوں کا مالک تھا، جب کبھی وہ داشتماندوں (یعنی اہل علم) کی مخالفوں میں بیٹھتا تو بات کرنے سے اپنی زبان کو روک کر رکھتا۔ ایک مرتبہ اُس کے باپ نے اُس سے کہا: اے بیٹے! جو کچھ تجھے آتا ہے تو بھی کہہ دیا کر۔ تو جوان بولا: مجھے اس بات کا ڈر رہتا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ لوگ مجھ سے ایسی بات پوچھ لیں جس کا مجھے علم نہ ہوا اور یوں مجھے شرمندہ ہونا پڑے۔ (گفتان سعدی ص ۱۶۶)

غلط مسئلہ بتانا

اے عاشقانِ رسول! اس واقعے سے سیکھنے کو ملا کہ جب اہل علم حضرات کی صحبت حاصل ہو تو زبان بند رکھنی چاہئے کہ اس طرح إِنْ شَاءَ اللَّهُ الْكَسِيمُ ان کی باتیں اچھی طرح سن اور سمجھ سکیں گے، بولتے رہنے کی صورت میں ایک تو ہو سکتا ہے کہ سیکھنے سمجھنے سے محرومی ہو اور دوسرا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ سامنے سے کوئی سوال ہو جائے اور جواب نہ بن پڑے۔ یہ بات ذہن نشین کر لیجئے کہ جب کسی بات کا درست جواب معلوم نہ ہو تو جان بوجھ کر غلط سلطان جواب نہیں دینا چاہئے۔ خصوصاً شرعی مسائل کا جواب اُس وقت تک نہ دیا جائے جب تک 100 فیصدی یقین معلومات نہ ہو۔ اپنی آٹکل سے شرعی مسئلہ بتانا اپنی آخرت کو داؤ پر لگانا ہے۔ قرآن کریم پارہ 11 سورہ یوں آیت 68 میں ارشادِ الٰہی ہے:

آسان ترجمۂ قرآن کنز العرفان: کیا تم اللہ پر وہ بات

کہتے ہو جس کا تمہیں علم نہیں۔

جواب دینے سے اُرنے والوں کی تین مشایل

جو لوگ بغیر علم کے دینی سوالات کے اپنی آٹکل سے جوابات دے رہے ہوتے ہیں وہ اس آیتِ مبارکہ سے درس (LESSON) ہیں۔ وہ علمائے کرام جو



فَوْلَانُ مُصْطَلْفٍ صَلَى اللّٰهُ عَلٰيْهِ وَاللّٰهُ وَسَلَّمَ: مجھ پر درود پڑھ کر اپنی جا س کو آرستہ کرو کہ تمہارا درود پڑھنا برداز قیامت تمہارے لیے نور ہو گا۔ (فردوس الاخبار)

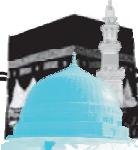
دینی احکامات جاننے اور دوسروں کے سوالات کے جوابات دینے کی صلاحیت رکھنے کے باوجود جوابات دینے میں اللہ پاک سے ڈرتے تھے ان کی تین مثالیں: ۱) صاحبِ رسول حضرت سیدنا عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو لوگوں کے ہر سوال کا جواب دیتا ہے وہ مجنوں (یعنی پاگل) ہے۔ اور لا ادری (یعنی میں نہیں جانتا) عالم کی ڈھال ہے کیونکہ اگر اس نے غلط مسئلہ بتا دیا تو ہلاکت میں بنتا ہوگا ۲) حضرت سیدنا ابو حفص نیشاپوری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”علم وہی ہے کہ جب اس سے سوال کیا جائے تو وہ خوف زدہ ہو کہ بروز قیامت اس سے پوچھا جائے گا کہ تم نے کہاں سے جواب دیا؟“ ۳) حضرت ابراہیم شمسی رضی اللہ عنہ سے جب کوئی مسئلہ معلوم کیا جاتا تو رونے لگتے اور فرماتے: ”تمہیں میرے علاوہ کوئی اور نہیں ملا کہ تمہیں میری ضرورت پڑ گئی۔“ (احیاء العلوم (اردو) ج ۱ ص ۲۴۱، احیاء العلوم ج ۱ ص ۱۰۰)

صلوٰعَلَى الْحَبِيبِ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ

﴿16﴾ عِقْلَمَنْدِی دوسرے کی باتیں کاٹ ملڑی ہے

حضرت شیخ سعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے ایک دانشور (یعنی اہل علم) کے بارے میں یہ سنا کہ وہ کہا کرتے تھے کہ کوئی شخص بھی اپنی جہالت کا اقرار نہیں کرتا سوائے اُس شخص کے جب کوئی دوسرا بات کر رہا ہوتا ہے تو اُس کی بات ختم ہونے سے پہلے ہی بیچ میں اپنی بات شروع کر دیتا ہے۔ سمجھدار آدمی اُس وقت تک اپنی بات شروع نہیں کرتا جب تک دوسرے کی بات ختم نہ ہو جائے۔ (گلستان سعدی، ج ۸ ص ۱۱۸)

﴿اے عاشقانِ رسول! اس واقعے میں یہ بتایا گیا ہے کہ جو خواہ مخواہ دوسرے کی بات کاٹ کر اپنی بات شروع کر دیتا ہے وہ خود کو ناسمجھ تسلیم کر رہا ہے۔ ورنہ جو سمجھدار ہے وہ دوسرے کی بات پوری ہو جانے تک بیچ میں نہیں بولتا۔ یہ بھی یاد رہے مَا لَأَنَا سَمْجُھُ هَوْتَاهُ بِهِ﴾



کہ دوسروں کی بات کاٹ کر اپنی بات شروع کر دینا اسلامی آداب گفتگو کے خلاف ہے۔ مکتبۃ الْمَدِینَۃ کے 36 صفحات کے رسائل: "اِحْتِرَامُ الْمُسْلِمِ" صفحہ 30 پر ہے: (اللّٰہُ پاک کے پیارے نبی ﷺ) کسی کی بات کو نہ کاٹنے البتہ اگر کوئی حد سے تجاوز کرنے (یعنی بڑھنے) لگتا تو اس کو منع فرماتے یا وہاں سے اٹھ جاتے۔ (شمائل ترمذی ص ۱۹۹ سے خلاصہ ۲۰۰۰)

صَلَوٰةٰ عَلَى الْحَبِيبِ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰيْهِ مُحَمَّدٌ

﴿17﴾ رازداری کے لئے خاموشی ضروری ہے

حضرت سلطان محمود غزنوی رض کے خاص غلاموں میں سے چند غلاموں نے بادشاہ کے ایک خادم خاص سے پوچھا کہ آج بادشاہ نے فلاں مُعاَلے میں تجوہ سے کیا کہا؟ بادشاہ جو کچھ تجوہ سے کہتے ہیں وہ ہم جیسوں سے کہنا دُرست نہیں سمجھتے۔ اس پر اس خادم خاص نے کہا: "بادشاہ سلامت مجھ سے اس لیے کہتے ہیں کہ ان کو مجھ پر بھروسہ ہے کہ میں وہ بات کسی اور کوئی نہیں بتاؤں گا۔" (گلستان سعدی ص ۱۸ تغیریں)

والطَّرِیقُ کِبِیْغَاتٌ دوسرے کو بھیجنے

اے عاشقانِ رسول! بات بھی امانت ہوتی ہے، بعض اوقات کوئی شخص کسی کوبات بتاتے ہوئے ادھر ادھر دیکھ لیتا ہے کہ کوئی سُن تو نہیں رہا یا جس سے بات کر رہا ہے اُسے دوسرے کو بتانے سے منع کر دیتا ہے ان صورتوں میں وہ دوسرے کوئی نہیں ہوتی۔ بسا اوقات وہ کسی سے ایسی بات کرتا ہے کہ وہ دوسرے کو بتانے جیسی نہیں ہوتی تواب بھی دوسرے کوئی بتائی جائے۔ بعض لوگ اپنے دوستوں وغیرہ کے والٹ ایپ کے ذریعے ملے ہوئے پیغامات بلا تکلف دوسروں کو فارورڈ کر رہے ہوتے ہیں اُن کو بھی محتاط رہنا چاہئے۔



کسی کی بات دوسرا کونہ بتانے کے متعلق دو فرمانیں مصطفےٰ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سنئے: (۱) ”جب کوئی آدمی بات کر کے ادھر ادھر دیکھے تو وہ بات آمات ہے۔“ (ترمذی ج ۳ ص ۲۸۶ حدیث ۱۹۶۶)

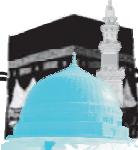
پکسی کی بات دو روں کو شہزادے کے متعلق دو فرمانیں مصطفےٰ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

شرح حدیث: ”مزات“ میں ہے: یعنی اگر کوئی شخص تم سے اکیلے میں کوئی بات کہے اور بات کے دوران یا بات کے درمیان میں ادھر ادھر دیکھے کہ کوئی سن نہ لے تو وہ اگرچہ مونہ سے نہ کہے کہ یہ کسی سے نہ کہنا مگر اس کی یہ حرکت بتاتی ہے کہ وہ راز کی بات ہے لہذا اسے آمات سمجھو، اس کا راز ظاہر نہ کرو، کسی سے یہ بات نہ کو۔ سُبْحَنَ اللَّهِ كیسی پاکیزہ تعلیم ہے! (مرآت ج ۲ ص ۲۲۹) (۲) مُنافِق کی تین نشانیاں ہیں: جب بات کرے جھوٹ کہے، جب وعدہ کرے خلاف کرے اور جب اس کے پاس آمات رکھی جائے خیانت کرے۔ (بخاری ج ۱ ص ۲۴ حدیث ۲۳) یعنی جب کوئی اسے کسی بات کا راز دار بنتا ہے تو دوسرے لوگوں کو بتا دیتا ہے یا آمات لوتانے سے انکار کر دیتا ہے یا آمات کی حفاظت نہیں کرتا اسے اپنے استعمال میں لا تا (مکاشفة القلوب (اردو) ص ۹۵، مکاشفة القلوب ص ۴۴) ہے وغیرہ۔

صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَى الْحَبِيبِ صَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ

﴿۱۸﴾ سلامتی چاہے تو چُپ رہنا ضروری ہے

حضرت سیدنا یوس بن عبد رحمن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں ایک ایسے شخص کو جانتا ہوں جو 20 سال سے یہ تمذا کر رہا ہے کہ اس کی زندگی کا کوئی ایک دن (تابعی بزرگ) حضرت سیدنا عبد اللہ بن عون رضی اللہ عنہ علیہ کے دنوں کی طرح سلامتی سے گزرے لیکن وہ ایسا کرنیں پا تا وہ چاہتا ہے کہ خاموش نہ رہے بلکہ با تین بھی کرے اور زبان کی آفت سے اس طرح محفوظ رہے جس طرح حضرت عبد اللہ بن عون رضی اللہ عنہ علیہ محفوظ رہتے ہیں۔ (الله والوں کی باتیں ج ۳ ص ۵۷، حلیۃ الاولیاء ج ۳ ص ۴۳، معمولی فتن کے ساتھ)



بَهْتَ بَرَادْھُوكَا!

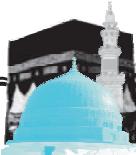
اس واقعے سے معلوم ہوا کہ نیک بننے کیلئے صرف نیکیاں کرنے کی تمنا کرتے رہنا کافی نہیں، نیکیاں کرنی بھی ہوں گی۔ ”إِحْيَا الْعُلُومُ“ میں ہے: حضرت سیدنا یحییٰ بن معاذ رازی رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ فرماتے ہیں: میرے نزدیک بڑے دھوکوں میں سے یہ بھی ہے کہ آدمی مغفرت کی امید رکھتے ہوئے بغیر کسی تَمَادِتٍ (یعنی شرمندگی) کے گناہوں میں مشغول رہے اور عبادت کے بغیر اللہ پاک کے قرب (یعنی قریب ہونے) کی امید رکھے اور جہنم کا تج بُکر جہت کی کھیتی کا منتظر رہے اور گناہ پر گناہ کئے جانے کے باوجود نیک بندوں کے گھر (یعنی جہت) کا امیدوار رہے اور نیک اعمال کے بغیر ثواب کا انتظار کرے اور زیادتی کے باوجود اللہ پاک سے (مغفرت کی تمنا کرے۔ پھر آپ نے یہ اشعار پڑھے: تَرْجُو النَّجَاةَ وَلَمْ تَسْلُكْ مَسَالِكَهَا إِنَّ السَّفِينَةَ لَا تَجْرِي عَلَى الْيَبْسِ ترجمہ: تم نجات کی امید تو رکھتے ہو مگر اس کے راستوں پر نہیں چلتے، یقیناً کشتی خشکی پر نہیں چلا کرتی۔ (احیاء العلوم ج ۴ ص ۱۷۴ تا ۱۸۴)

صَلَوٰةُ عَلَى الْحَبِيبِ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّدٍ

19 حکمت کیسے آتی ہے؟

حضرت سفیان بن عُینیۃ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت ابو خالد رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ کو فرماتے سن کہ حکمت تین چیزوں سے آتی ہے: (۱) خاموش رہنے (۲) غور سے سُنٹنے اور (۳) سن کر یاد رکھنے سے۔ اور تین خصلتوں کی وجہ سے حکمت کا پھل ملتا ہے: (۱) ہمیشہ کے گھر (یعنی جہت) کی طرف رُجُوع کرنے (یعنی جہت میں لے جانے والے اعمال کرنے) (۲) دھوکے کے گھر (یعنی دنیا کی محبت) سے دور ہونے اور (۳) موت سے پہلے موت کی تیاری کرنے سے۔ (اللّٰہُو اکی باتیں ج ۷ ص ۳۳۶، حلیۃ الاولیاء ج ۷ ص ۳۰۰)

صَلَوٰةُ عَلَى الْحَبِيبِ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّدٍ



﴿20﴾ جواب کیوں نہیں دیتے؟

کروڑوں شافعیوں کے عظیم پیشووا حضرت امام شافعی رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ سے ایک بار کچھ پوچھا گیا تو خاموش رہے۔

کسی نے عرض کی: حضور! اللہ کریم آپ پر رحم فرمائے! آپ جواب کیوں نہیں دیتے؟ فرمایا: ”پہلے میں یہ جان لوں کہ میرے جواب دینے میں فضیلت ہے یا خاموش رہنے میں۔“ (احیاء العلوم (اردو) ج ۱ ص ۱۰۲، احیاء العلوم ج ص ۴۴)

سُبْحَنَ اللَّهِ! يَهْ هُبْ لَهْ مُلْسَسَةَ پَهْلَأَ تَوْلَنَا

غور کر لیا کریں کہ جوبات کرنے جا رہے ہیں اس میں ثواب بھی ملے گا یا نہیں؟ حضرت امام محمد بن محمد غزالی رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ لکھتے ہیں: صحابہ و

تابعین رَضْوَانُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ أَجَعِينَ پانچ چیزوں میں مشغول رہتے تھے: (۱) تلاوت قرآن کریم (۲) مساجد آباد کرنا (۳) ذکر اللہ (۴) نیکی کی دعوت دینا اور (۵) برائی سے منع کرنا۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے یہ فرمان مصطفیٰ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُن رکھا تھا کہ ”انسان کا ہر کلام (یعنی بونا) اس کے لئے و بال ہے نفید نہیں، سو اے نیکی کی دعوت دینے یا برائی سے منع کرنے یا ذکر اللہ کے۔“

اللہ پاک قرآن مجید پارہ 5 سورۃ الرسآع آیت 114 میں ارشاد فرماتا ہے:

آسان ترجمہ قرآن کنسز العرفان: ان کے اکثر خفیہ مشوروں میں کوئی بھلانی نہیں ہوتی مگر ان لوگوں (کے مشوروں) میں جو صدقے کا یا نیکی کا یا لوگوں میں باہم صلح کرنے کا مشورہ کریں۔

لَا خَيْرٌ فِي كُثُرٍ مِّنْ رَجُولٍ هُمْ إِلَّا
مَنْ أَمْرَ بِ الصَّدَقَةِ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ
إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ



21) عَقْلٌ مِنْ دُرْكٍ كُونَگَا، نَاجِحٌ بَا تُونِي سَنْهَرْتَ هِيَ

حضرت کعب الاحباد رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ فرماتے ہیں: حضرت اقْمَان حَكِيم رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ نے اپنے بیٹے سے فرمایا: بیٹا!

”عَقْلٌ مِنْ دُرْكٍ“، بن جانانگر ”جاہل بَا تُونِي“ نہ بننا، تمہاری رال سینے پر ٹپک رہی ہو (یعنی بولنے کو بہت ہی جی چاہ رہا ہو) اور تم اپنی زبان کو فضول باتوں سے بچائے ہوئے ہو تو یہ تمہارے لئے اس بات سے عمدہ و بہتر ہے کہ لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر تم فضول و بے فائدہ باتیں کرو۔ ہر عمل کی دلیل ہوتی ہے، عقل کی دلیل غور و فکر ہے اور غور و فکر کی دلیل خاموشی۔ ہر چیز کی سواری ہوتی ہے، عقل کی سواری تواضع (یعنی عاجزی) ہے، تمہاری جہالت کیلئے یہی کافی ہے کہ تم عقل کی سواری کو اختیار نہ کرو اور تمہاری عقل مندی کیلئے یہی کافی ہے کہ لوگ تمہارے شر (یعنی بُرائی) سے محفوظ رہیں۔

(الله والابن کی باتیں ج ۲ ص ۳، حلیۃ الاولیاء ج ۶ ص ۶)

سُبْحَنَ اللَّهُ! إِنْ وَاقْعَنِي مِنْ نَهَايَتِ أَنْوَاعِ الْمَدْنَى بِهِولٍ بِيَانٍ ہوئے ہیں اور آخری

مَدْنَى بِهِولٍ“ تمہاری عقل مندی کیلئے یہی کافی ہے کہ لوگ تمہارے شر سے محفوظ رہیں، بھی

مَدْنَى بِهِولٍ خوب ہے۔ اس سلسلے میں کچھ مَدْنَى بِهِولٍ پیش کئے جاتے ہیں: اللہ پاک کے

پیارے پیارے نبی، کلی مَدْنَى بِهِولٍ کیونکہ یہ صدقہ ہے جو تم اپنی جان کیلئے دو گے۔

بُرائی سے بچائے رکھو کیونکہ یہ صدقہ ہے جو تم اپنی جان کیلئے دو گے۔

(بخاری ج ۲ ص ۱۵۰ حدیث ۲۵۱۸ مختصر)

شَرِح حَدِيث: مَرآت میں ہے: یعنی کوشش کرو کہ تم سے کسی کو فُقْصان نہ پُنچھ۔

(مرآت ج ۵ ص ۱۸۱)

شیخ عبد الحق محدث دہلوی رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ اس حدیث پاک کی وضاحت میں فرماتے ہیں: بُرائی کا ترک کرنا ایسی

چیز ہے جس کے ذریعے تم اپنے اوپر صدقہ کرتے ہو یعنی ”کسی کے ساتھ بُرائی نہ کرنا“، بھی نیک کام ہے، جب کہ بُرائی پر

فَرْمَانٌ مُصْطَفَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَالْهُوَ سَلَّمَ: جس نے مجھ پر صحیح دشام دس دس بارڈروپاک پڑھائے قیامت کے دن بیرخ خغاوت لے لے گی۔



قدرت بھی ہو۔ لوگوں پر صدقہ کرنا دراصل اپنی ذات ہی پر صدقہ کرنا ہے اس لئے فرمایا کہ تم اپنی ذات پر صدقہ کرتے ہو۔
(اشعہ المعنات ج ۳ ص ۲۰۳)

فرمانِ مصطفیٰ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَالْهُوَ سَلَّمَ: تمہارا بھلا شخص وہ ہے جس سے خیر (یعنی بھلائی) کی امید کی جائے اور اس کے شر (یعنی برائی) سے آمن ہو، اور تمہارا بُر اشخص وہ ہے جس سے خیر (یعنی بھلائی) کی امید نہ کی جائے اور اس کے شر (یعنی برائی) سے آمن نہ ہو۔

(ترمذی ج ۴ ص ۱۱۶ حدیث ۲۲۷۰ مختصر)

شرح حدیث: حضرت مفتی احمد یارخان رحمۃ اللہ علیہ حدیث پاک کے اس حصے: ”جس سے خیر (یعنی بھلائی) کی امید کی جائے اور اس کے شر (یعنی برائی) سے آمن ہو“ کی وضاحت میں فرماتے ہیں: یعنی قدرتی طور پر لوگوں کے دلوں میں اس کی طرف سے اطمینان ہو کہ یہ شخص کسی کو تکلیف نہیں دیتا، ہو سکتا ہے تو خیر (یعنی بھلائی) ہی کرتا ہے۔ اس حصہ حدیث: ”جس سے خیر کی امید نہ کی جائے اور اس کے شر سے آمن نہ ہو“ کے متعلق مفتی صاحب فرماتے ہیں: یعنی قدرتی طور پر لوگ اس سے ڈرتے ہوں کہ یہ شخص خطرناک ہے اس سے بچو، اس سے خیر (یعنی بھلائی) نہ پہنچ گی شر (یعنی برائی) ہی پہنچ گی۔ (مرات ج ۶ ص ۵۷۹)

حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: سرکارِ دو عالم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَالْهُوَ سَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”جو شخص حلال کھائے، سُنّت پر عمل کرے اور لوگ اس کے فتنوں سے محفوظ رہیں وہ جنت میں داخل ہو گا۔“ ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَالْهُوَ سَلَّمَ! آج کل بہت سے ایسے لوگ ہیں۔ ارشاد فرمایا: ”میرے بعد والے زمانوں میں بھی ہوں گے۔“

صلوٰاتُ اللَّهِ عَلَى الْحَبِيبِ صَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ



﴿22﴾ ہر بے کاربات پر ایک دریم خیرت

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے نفس سے عہد کیا کہ میرے منہ سے جو بھی لایعنی (یعنی بے کار) بات نکلے گی میں اس کے بد لے دو رکعت (نفل) ادا کروں گا، لیکن یہ کام مجھ پر آسان رہا، پھر میں نے خود پر ہر بے کاربات کے بد لے ایک (نفل) روزہ رکھنا لازم ٹھہرالیا، یہ بھی مجھے آسان معلوم ہوا اور بے کارباتوں سے رکا نہیں یہاں تک کہ میں نے ہر بے کاربات کے بد لے اپنے اور ایک دریم خیرات کرنا لازم کر لیا تو یہ کام نفس پر مشکل بن گیا اور آخر کار میں بے کارباتیں کرنے سے روک ہی گیا۔

(وقت القلوب (اردو) ج ۱ ص ۴۲، وقت القلوب ج ۱ ص ۲۰۲)

اس واقعے میں! فضول باتوں کی عادت نکالنے کا بہترین نسخہ بیان ہوا۔ انسان اگر کسی بات کو اپنے اور سنبھیڈے لے اور سچے دل سے کوشش کرے تو اللہ پاک کے کرم سے کامیابی مل ہی جاتی ہے۔ کہا جاتا ہے: **ما ثبت نبط**۔ یعنی ”جو مبارہا وہ اگ ہی جاتا ہے۔“ مطلب یہ کہ بھرپور کوشش کرتے رہنے سے کامیابی مل جاتی ہے۔ احیاء العلوم میں ہے: بعض بزرگوں کا کہنا ہے: میں نے 20 سال تک قرآن کریم (پڑھنے میں) ریاضت (یعنی محنت و مشقت) کی اور 20 سال تک اس سے نفع اٹھایا۔ (دیکھیے: احیاء العلوم (اردو) ج ۱ ص ۹۰۲)

اے عاشقان رسول! کسی اچھے یادی کام میں کامیابی ملنے میں تاخیر (یعنی LATE) ہونے پر مایوس ہونے کے بجائے صبر و ہمت کے ساتھ کوشش جاری رکھنی چاہئے۔

کوشش کے متعلق پارہ 21 سورہ العنكبوت آیت 69 میں ارشاد الہی ہے:

وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِيمَا نَهَا هُنَّ يَتَّمِّمُونَ

سُبْلَنَا

آسان ترجمہ قرآن کنز العروfan: اور جنہوں نے ہماری

راہ میں کوشش کی ضرورت، انہیں اپنے راستے دکھادیں گے۔



”صراطُ الْجِنَانِ“ میں ہے: اس آیت کے معنی بہت وسیع ہیں، اس لئے مفسرین نے مختلف انداز میں اسے تعبیر کیا ہے۔ یہاں چار آقوال بیان کئے جاتے ہیں: (۱) حضرت عبدُ اللہ بن عبَّاس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

اس (مبارک آیت) کے معنی یہ ہیں کہ جنہوں نے ہماری اطاعت (یعنی فرماں برداری) کرنے میں کوشش کی، ہم ضرور انہیں اپنے ثواب کے راستے دکھادیں گے (۲) حضرت جنید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس کے معنی یہ ہیں کہ جو لوگ توبہ کرنے میں کوشش کریں گے، ہم ضرور انہیں اخلاص کے راستے دکھادیں گے (۳) حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس کے معنی یہ ہیں کہ جو لوگ علم حاصل کرنے میں کوشش کریں گے، ہم ضرور انہیں عمل کی راہیں دکھادیں گے (۴) حضرت سہل بن عبدُ اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس کے معنی یہ ہیں کہ جو سنت کو قائم کرنے میں کوشش کریں گے، ہم انہیں جنت کے راستے دکھادیں گے۔

یہ آیت کریمہ شریعت و طریقت کی جامع ہے (یعنی جو توبہ میں کوشش کریں گے انہیں اخلاص کی، جو طلب علم میں کوشش کرنے والے) ہوں گے انہیں عمل کی، جو اتباع سنت میں (یعنی راہ سنت پر چلنے کی) کوشش کریں گے انہیں جنت کی راہ دکھادیں گے۔ حق تعالیٰ تک پہنچنے کے اتنے راستے ہیں جتنے تمام مخلوق کے سانس ہیں۔

(صراط الجنان ج ۷ ص ۴۰۹ تا ۴۱۰)

کروڑوں حنفیوں کے عظیم پیشووا حضرت امام عظیم ابوحنیفة

رضی اللہ عنہ علیہ نے اپنے شاگرد رشید حضرت امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ علیہ سے فرمایا: ”تم تو بہت کم ذہین (LESS INTELLIGENT)“

تھے مگر تمہاری کوشش اور استقامت (یعنی مضبوطی سے بھر بھنے) نے تمہیں آگے بڑھایا۔“ (راہ میں ص ۵۲)



مَنْ جَدَ وَجَدَ لِيْعْنِي "جس نے کوشش کی اُس نے پالیا۔"

بادشاہ اور چیوٹی (واقعہ) کہتے ہیں کہ ایک بادشاہ نے کسی علاقے کو فتح کرنے کیلئے چھپ سے زیادہ بار حملے کے مگر وہ علاقہ فتح کرنے میں ناکام رہا۔

جب اس کا آخری حملہ بھی ناکام ہو گیا تو وہ تحکم ہار کر ما یوسی کی حالت میں کمرے میں آرام کرنے کی غرض سے لیٹ گیا۔ لگاتار ناکام ہو جانے والے حملوں کا سوچتے ہوئے اچانک اس کی نظر کمرے کی دیوار پر چڑھتی ایک چیوٹی پر پڑی۔ جو بار بار گرنے کے باوجود دیوار پر چڑھنے کا ارادہ ترک نہیں کر رہی تھی۔ کئی بار تو وہ دیوار (Wall) کے آخری سرے کے بہت ہی قریب پہنچ جاتی مگر پھر نیچے گرجاتی اور دوبارہ سے دیوار پر چڑھنے کی کوشش میں لگ جاتی۔ آخر درجن بھر (یعنی 12) سے زائد کوششوں کے بعد وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئی۔ کہا جاتا ہے کہ اس بادشاہ نے جب چیوٹی کی ایسی لگاتار کوشش دیکھی تو اس نے سمجھ لیا کہ کوشش کامیابی کی کنجی ہے اس کے بعد اس بادشاہ نے نئے جوش و جذبے سے پھر حملہ کیا اور اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کی۔

ہمت کرے انسان تو کیا ہونیں سکتا

وہ کون سا عقدہ ہے جو وہ ہونیں سکتا

اللفاظ و معانی: عقدہ: گائھن، گردہ۔ وا: کھلا ہوا۔ گشادہ۔

شعر کا مطلب: وہ کون ہی گانٹھ ہے جو محل نہیں سکتی، آدمی ہمت کرے تو وہ کون سا کام ہے جو نہیں ہو سکتا!

بلیٰ نے کمال کر دیا! تابعی بُرُگ حضرت شعیٰ رَضِیَ اللّٰہُ عَلٰیْہِ فرماتے ہیں: (سلطنت بنو امیہ کا گورنر) زیاد کے غلام و دربان (گارڈ) "عُجَلَان" نے مجھے بتایا کہ زیاد جب گھر سے نکلتا تو میں اس کے آگے مسجد تک جاتا اور مسجد میں داخل ہونے کے بعد بھی اس کی نشست گاہ (یعنی بیٹھک) تک آگے آگے ہی چلتا، ایک دن وہ نشست گاہ (یعنی بیٹھک) میں داخل ہوا تو ایک بلی (CAT) کو دیکھا جو گھر کے ایک کونے



فَوْمَانٌ مُصْطَلِّفٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مجھ پر رُدوپاک کی کشت کرو بے شک تہارا مجھ پر رُدوپاک پڑھنا تہارے لئے پکری گی کا باعث ہے۔ (ابی عیال)

میں بلیحی تھی، میں اسے بھگانے کے لئے گیا تو زیاد نے کہا: اسے چھوڑ دو، دیکھیں کیا کرتی ہے۔ پھر اس نے ظہر کی نماز پڑھی اور لوٹ آیا پھر ہم عصر پڑھ کر نیشت گاہ لوٹ تو بی کو وہیں موجود پایا، غرُوبِ شمس (یعنی سورج ڈوبنے) سے تھوڑا پہلے ایک چوہا نکلا تو بی نے جھپٹا مار کر اسے دبوچ لیا۔ زیاد نے کہا: جسے کوئی حاجت ہو تو وہ اس بی کی طرح مستقل مزاجی سے (یعنی خوب جم کر) اس میں لگا رہے (یعنی کوشش جاری رکھے) اسے کامیابی مل جائے گی (إِنْ شَاءَ اللَّهُ أَنْ كَرِيمٌ)۔

(اللَّهُ وَالْأَوَّلُ كَيْ بَاتِ مِنْ حِجَّةٍ ص ۴۳۹)

صلواتُ عَلَى الْحَبِيبِ صَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ

﴿23﴾ تُمْ اپنی خاموشی پر فخر کرنا

حضرت لقمان حکیم رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ نے اپنے صاحبزادے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: اے میرے بیٹے! جب لوگ اپنے خوبصورت کلام (یعنی بنی گفتگو) پر فخر کر رہے ہوں تو تم ان کے ساتھ مت مل جانا بلکہ تم اُس وقت اپنی خاموشی پر فخر (یعنی ناز) کرنا۔

(المستطرف ج ۱ ص ۱۴۷)

خاموشی میں مکال ہے اے عاشقانِ رسول! حضرت لقمان حکیم رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ کے حکمت پھرے مَدَنیٰ پھول کے بھی کیا کہنے! واقعی یہ حقیقت ہے کہ چکنی، لچھے دار، خوبصورت الفاظ سے سمجھی ہوئی بتیں کرنا ہرگز مکال نہیں، مکال تو یہ ہے کہ فضول بولنے کی شدید خواہش کے باوجود آدمی صرف رضاۓ الہی کے لئے خاموشی اختیار کرے۔ اللہ کریم ہمیں بھی خاموشی والا کمال نصیب فرمائے، امین۔ ثواب سے خالی، خوبصورت گفتگو کسی کام کی نہیں۔ حضرت مالک بن دینار رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ فرماتے ہیں: تم کبھی ایسے شخص سے ملتے ہو جس کی گفتگو میں (عربی قواعد کے اعتبار سے) ایک حرف کی بھی غلطی نہیں ہوتی مگر اس کے اعمال غلطیوں سے



فَوْمَانُ مُصْطَلِّهٗ صَلَّى اللّٰہُ عَلٰیہِ وَاللّٰہُ وَسَلَّمَ: جس کے پاس میراڑ کہوا رہ مجھ پر ڈرو در شریف نہ پڑھے تو وہ لوگوں میں سے کئوں ترین شخص ہے۔

(مسند احمد)

بھرے پڑے ہوتے ہیں۔ (مسند ابراهیم بن ادھم ص ۲۳ قول نمبر ۴) حضرت ابراہیم بن آذہم رَحْمَةُ اللّٰہِ عَلٰیہِ فرماتے ہیں: ہم نے اپنی گفتگو کو عمدہ بنایا اور اس میں کوئی فلکٹی نہ کی، لیکن اپنے اعمال میں فلکٹی کی اسے دُرست نہ کیا۔ (المجالسة وجواہر العلم ج ۱ ص ۳۲۲ قول نمبر ۱۸۵)

﴿24﴾ پُرندہ بول کر چھپنے کیا!

حضرت مُحَمَّد رَحْمَةُ اللّٰہِ عَلٰیہِ فرماتے ہیں: بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جو اکثر خاموش رہا کرتا تھا۔ بادشاہ نے اس کی وجہ پوچھنے کے لئے کسی کو اس کے پاس بھیجا مگر اس نے کوئی بات نہ کی، پھر بادشاہ نے لوگوں کے ساتھ اسے شکار کے لئے بھیجا شاید کوئی شکار نظر آئے تو وہ بولے۔ لوگوں نے ایک پرندے کو زور سے چلاتے دیکھا تو جلدی سے اس کی طرف باز چھوڑا جس نے جا کر اسے پکڑ لیا۔ یہ دیکھ کر اس شخص نے کہا: ہر شے کے لئے خاموشی اچھی (کہ اس میں سلامتی) ہے یہاں تک کہ پرندوں کے لئے بھی۔

﴿25﴾ بُهْتَ أَفْسُوسٌ هُوَ، كہنا

حضور مفتی اعظم ہند، (شہزادہ اعلیٰ حضرت مولانا) مصطفیٰ رضا خان رَحْمَةُ اللّٰہِ عَلٰیہِ کا جو بھی جملہ زبان سے نکلتا وہ، چا تلا (یعنی ٹھیک۔ دُرست) ہوتا، جب بھی کسی کے بارے میں سُننتے کہ اس کا انتقال ہو گیا ہے تو فوراً دعا مغفرت کے لیے ہاتھ اٹھ جاتا۔ اس طرح کے بہت سے خطوط بھی حضرت کی خدمت میں آتے۔ ایک مرتبہ کسی کے تعزیتی خط کا جواب لکھنا تھا، مفتی مجیب الاسلام صاحب سے فرمایا کہ جواب لکھ دیں، میں دشیخٹ کر دیتا ہوں۔ چنانچہ مفتی صاحب نے جواب لکھا کہ ”آپ کا خط ملا صاحب زادے کے انتقال کی خبر پڑھ کر بہت افسوس ہوا۔“ حضرت نے جواب سُننے کے بعد فوراً ٹوکا، بہت افسوس تو نہیں ہوا، ہاں افسوس ہوا۔

(جیان مفتی اعظم ص ۳۱۹)



اے عاشقانِ رسول! یہ تھی ولیٰ اللہ اور سچے عاشقِ رسول کی لکھنے بولنے میں احتیاط! ہمیں بھی محتاط الفاظ

بولنے کی عادت بنانی چاہئے، مثلاً کسی کے والد صاحب کے انقلال پر اس طرح کے الفاظ کہنا کہ مجھے آپ کے ابو جان کے انقلال کی خبر سے سخت و ڈھپکا لگا، بہت صدمہ ہوا، میں بہت اُداس ہو گیا، مجھے سخت افسوس ہے، یہ تمام جملے بھی قابل غور ہیں اگر دل کی کیفیت ایسی نہ ہونے کے باوجود کسی نے ارادہ اس طرح کے جملے کہے تو اس نے جھوٹ بولا اور گناہ گار اور عذاب نار کا حقدار ہوا۔

”بے حد بخار میں کہنا کیسے؟“

حُضُور مفتی اعظم ہند رحمة اللہ علیہ کو اپنے والد محترم اعلیٰ حضرت رحمة اللہ علیہ کے فیضان

سے لکھنے بولنے میں احتیاط کی تربیت حاصل ہوئی تھی، حُضُور اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا

خان رحمة اللہ علیہ بھی نہایت محتاط الفاظ استعمال فرماتے چنانچہ ”ملفوظات اعلیٰ حضرت“

صفحہ 325 پر ہے: بعد عصر کسی صاحب نے ایک مریض کا ذکر کرتے ہوئے (اعلیٰ حضرت رحمة اللہ علیہ سے) عرض کیا کہ

”بے حد بخار ہے۔“ اس پر ارشاد فرمایا: بے حد بخار کے تو یہ معنی ہیں کہ: اس کی انتہا ہی نہیں! کبھی اُترے گا ہی نہیں! کوستے تو آپ خود ہیں۔ (پھر فرمایا): سُورَةُ الْمُجَادَلَةِ جو 28 ویں پارے کی پہلی سورت ہے بعد عصر تین مرتبہ پڑھ کر پانی پر

دم کر کے پلایے۔

یارب المصطفی! ہمیں اپنے قیمتی اوقات کا قدردان بنا، فضول کاموں اور بے کار باتوں سے بچا اور زندگی بھر نیکیاں کرتے رہنے اور گناہوں سے بچے رہنے کی توفیق عطا فرم۔ امین بِجَاهِ خَاتَمِ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَالَّهُ وَسَلَّمَ

صلواتُ اللَّهِ عَلَى مُحَمَّدٍ

رَبِّ الْرَّحْمَنِ بِسْ تَرَے وَاسْطِ سُو
کِرَّا خَلَاصَ مِنْ اِسْ اعْطَا يَا الْحَسَنِ!



آخذ و مراجع

☆☆☆☆☆	كلام الـهـي	قرآن پاک	1
مطبوعہ / سال اشاعت	مصنف / مؤلف	کتاب	
مکتبۃ المدینہ کراچی ۱۴۴۳ھ	مفتی ابوصالح محمد قاسم قادری مذکوہ العالی	ترجمہ کنز العرفان	2

كتب تفسیر

دارالكتاب العلمية بيروت ١٤٢٠ھ	علامہ ابوالجعفر محمد بن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ	تفسیر طبری	3
دارالكتاب العلمية بيروت ١٤١٤ھ	امام ابوالمحمد حسین بن مسعود رحمۃ اللہ علیہ	تفسیر بغوي	4
دارالفنون بيروت ١٤٠٣ھ	امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ	تفسیر درمنثور	5
١٤١٧ھ مصر	علامہ علاء الدین علی بن محمد بغدادی رحمۃ اللہ علیہ	تفسیر خازن	6
دارالحیاء للتراث العربي بيروت	شیخ اسماعیل حقی برؤی رحمۃ اللہ علیہ	تفسیر روح البیان	7
دارالفنون بيروت	علامہ ابوالسعود محمد بن مصطفی عوادی رحمۃ اللہ علیہ	تفسیر ابوالسعود	8
دارالمعارف بيروت ١٤٢١ھ	علامہ ابوالبرکات عبد اللہ بن احمد بن محمود نقشی رحمۃ اللہ علیہ	تفسیر مدارک	9
دارالفنون بيروت ١٤٢١ھ	علامہ احمد بن محمد صادقی رحمۃ اللہ علیہ	تفسیر صادقی	10
مکتبۃ المدینہ کراچی ١٤٢٩ھ	علامہ سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ	تفسیر خزانہ العرفان	11
مکتبۃ المدینہ کراچی ١٤٣٧ھ تا ١٤٣٥ھ	مفتی ابوصالح محمد قاسم قادری مذکوہ العالی	صراط الجنان فی تفسیر القرآن	12

كتب حدیث

دارالكتاب العلمية بيروت ١٤١٩ھ	امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ	صحیح بخاری	13
دارالكتاب العربي بيروت ١٤٢٧ھ	امام مسلم بن حجاج قشیری رحمۃ اللہ علیہ	صحیح مسلم	14
دارالفنون بيروت ١٤١٤ھ	امام محمد بن عاصی ترمذی رحمۃ اللہ علیہ	سنن ترمذی	15
دارالكتاب العلمية بيروت ١٤٢٦ھ	امام احمد بن شیعہ نسائی رحمۃ اللہ علیہ	سنن نسائی	16
دارالحیاء للتراث العربي بيروت ١٤٢١ھ	امام سلیمان بن اشعث بحشتنی رحمۃ اللہ علیہ	سنن ابو داود	17
دارالمعارف بيروت	امام محمد بن زید قوئی رحمۃ اللہ علیہ	سنن ابن ماجہ	18
١٤٢٠ھ //	امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ	موطأ امام مالک	19
دارالفنون بيروت ١٤١٤ھ	امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ	مسند امام احمد بن حنبل	20
دارالكتاب العلمية بيروت ١٤٢١ھ	امام ابوالکاظم حسین بیہقی رحمۃ اللہ علیہ	شعب الایمان	21
دارالكتاب العلمية بيروت ١٤٠٦ھ	امام شیرویہ بن شہردار میمی رحمۃ اللہ علیہ	الفردوس بہاؤ الخطاں	22

دار أحياء التراث العربي بيروت ١٤٢٢ھ	امام سليمان بن احمد طبراني رحمة الله عليه	مجمع كبار	23
دار الكتب العلمية بيروت ١٤٠٣ھ	//	مجمع صغير	24
دار الكتب العلمية بيروت ١٤٢٤ھ	امام ابو محمد الحسين بن مسعود الغوثي رحمة الله عليه	شرح السنة	25
// ١٤٢١ھ	امام ابو بكر عبد الرزاق بن همام صنعاوي رحمة الله عليه	مصنف عبدالرزاق	26
دار الغدالجدي مصر ١٤٢٦ھ	امام احمد بن حنبل رحمة الله عليه	الزہد	27
دار الكتب العلمية بيروت ١٤١٧ھ	علام امير علاء الدين علي بن جليان فارسي رحمة الله عليه	الاحسان بترتيب صحيح ابن حبان	28
// ١٤٢٥ھ	امام جلال الدين سيوطى رحمة الله عليه	جامع صغير	29
دار الكتب العلمية بيروت ١٤٢٤ھ	علام محمد بن عبد الله خطيب تبريزى رحمة الله عليه	مشكوة	30
// ١٤١٨ھ	علامه ابو قاسم احمد بن عبد الله اصبهانى رحمة الله عليه	حلية الاولاء	31
مكتبة المدينه كراچي ١٤٣٦١٤٣١ھ	مترجمين شعبية تراجم المدينه العلميه (بيوغرافي اسلامي)	الله والوالى كى باقى (ترجمة حلية الاولاء)	32
المكتبة العصرية بيروت ١٤٢٦ھ	امام عبد الله بن محمد، ابو بكر بن ابى دنيار رحمة الله عليه	كتاب التوبه	33
//	//	حسن الظن بالله	34
//	//	الصمت	35
دار ابن حزم بيروت ١٤٢٧ھ	امام احمد بن محمد المعروف ابن الحثى رحمة الله عليه	عمل ايام والليلة	36
مكتبة القرأن	حافظ محمد بن اسحاق المعروف باين مندة رحمة الله عليه	منداب ائمہ بن ادہم	37

كتب شروحات حديث

دار أحياء التراث العربي ١٤٢١ھ	امام يوسف بن عبد الله محمد بن عبد البر رحمة الله عليه	الاستذكار	38
دار الكتب العلمية بيروت ١٤١٩ھ	امام يوسف بن عبد الله محمد بن عبد البر رحمة الله عليه	التمهيد	39
دار الكتب العلمية بيروت ١٤٢٥ھ	امام حافظ احمد بن علي بن حجر عسقلاني رحمة الله عليه	فتح الباري	40
دار الكتب العلمية بيروت ١٤٢٢ھ	علام محمد عبد الرءوف مفاوى رحمة الله عليه	فيض القدير	41
مكتبة امام شافعی رياض ١٤٣٠ھ	//	التيسر	42
كتبه كوشيه ١٤٣١ھ	شیخ عبد الحق محمد بن بلوى رحمة الله عليه	اشعة المغارات	43
دار الفکر بيروت ١٤١٤ھ	علام على قاري رحمة الله عليه	مرقاۃ المفاتیح	44
مكتبة الایمان مدینه منوره	علام على بن احمد بن محمد عزیزی رحمة الله عليه	السراج المہنی	45
ضياء القرآن پبلی کیشنر لاہور	مفتقی احمد یار خان نجیبی رحمة الله عليه	مراۃ المنجیح	46
فرید بک اشال لاہور ١٤٢١ھ	مفتقی محمد شریف الحنفی مجددی رحمة الله عليه	نزہۃ القاری شرح صحیح بخاری	47

كتب فقه

٢٣١٤٢٣١٤٢٣ رضا خان رحمة الله عليه	أعلى حضرت امام احمد رضا خان رحمة الله عليه	فتاویٰ رضویہ	48
٤٣٧ مکتبۃ المدینہ کراچی	مفہوم ماجد علی عظیم رحمة الله عليه	بہار شریعت	49
٤٣٠ مکتبۃ المدینہ کراچی	(علامہ مولانا) محمد الیاس عطار قادری رضوی (دامت برکاتہم العالیہ)	غیبت کی تباہ کاریاں	50

كتب تاريخ و سیرت

دار الحیاء اثر الحدیث العربی بیروت ١٤٢١ھ	امام محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمة الله عليه	شہک ترمذی	51
دار الکتب العلمیہ بیروت ١٤١٧ھ	حافظ ابوکریم احمد بن علی معرفہ بخطیب بغدادی رحمة الله عليه	تاریخ بغداد	52
دار الفکر بیروت ١٤١٦ھ	علام ابوالقاسم علی بن حسن رحمة الله عليه	امن عسکر	53
دار الکتب العلمیہ بیروت ١٤١٥ھ	حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی رحمة الله عليه	الاصابۃ فی تمییز الصحابة	54
مکتبۃ المدینہ مصر ١٣٩٩ھ	امام عبد الرحمن ابن جوزی رحمة الله عليه	مناقب امام احمد بن حنبل	55
مکتبہ	ابو محمد عبد الله بن عبد الحکم رحمة الله عليه	سیرت ابن عبد الحکم	56
انتشارات سعیدیہ تهران	شیخ فرید الدین محمد عطار رحمة الله عليه	متذکرة الاولیاء	56
مکتبۃ المدینہ کراچی ٤٣٦ھ	مفہوم ہند مصطفیٰ رضا خان رحمة الله عليه	المملوک	57
رضا کیڈی میٹی	علام محمد حسین علی، علماء عبداللہ بن نعماں صاحبی، مولانا مقبول احمد سالک صاحبی	جهان مفتی عظیم	58

كتب تصوف و اخلاق و غيره

دار الکتب العلمیہ، بیروت ١٤٠٨ھ	ابو الحسن علی بن محمد بن جعیب الماوردي رحمة الله عليه	ادب الدنيا والدين	59
لابور	علام علی بن عثمان بجوری رحمة الله عليه	کشف المحجوب	60
دار الکتب العلمیہ بیروت ١٤٢٦ھ	شیخ ابوطالب محمد بن علی کنو رحمة الله عليه	قوت القلوب	61
مکتبۃ المدینہ کراچی ٤٣٤ھ	مترجمین شعبۃ ترجم المدینۃ العلمیہ (بیوہ اسلامی)	قوت القلوب (اردو)	62
دار المعرفہ بیروت ١٤٢٥ھ	علام عبد الوہاب بن احمد شعرانی رحمة الله عليه	تنبیہ المؤمنین	63
دار صادر بیروت ٢٠٠٠ء	امام ابو حامد محمد بن محمد بن محمد غزالی رحمة الله عليه	احیاء العلوم	64
مکتبۃ المدینہ کراچی ٤٣٣ھ	مترجمین شعبۃ ترجم المدینۃ العلمیہ (بیوہ اسلامی)	احیاء العلوم (اردو)	65
دار الکتب العلمیہ بیروت	امام ابو حامد محمد بن محمد بن محمد غزالی رحمة الله عليه	منہاج العبادین	66
مکتبۃ المدینہ کراچی ٤٣٨ھ	مترجمین شعبۃ ترجم المدینۃ العلمیہ (بیوہ اسلامی)	منہاج العبادین (اردو)	67
دار الکتب العلمیہ بیروت	علام سید محمد بن حسینی زیدی رحمة الله عليه	اتحاد السادة المتقین	68
دار الحیاء اثر الحدیث العربی بیروت	امام عبد الوہاب بن احمد حنفی شعرانی رحمة الله عليه	لواق الانوار القدیسیہ	69

دارالكتب العلمية بيروت ١٤٢١ھ	حافظ ابو يكربلا احمد بن مروان دينوري مالكي رحمة الله عليه	المجالسة وجواهر العلم	٧٠
پشاور	علامه عبدالغنى نابلسى حنفى رحمة الله عليه	حدائق ندى	٧١
مكتبة المدينة ١٤٣١ھ	مترجمين شعبية ترجم المدينت العلمية (دعوت اسلامي)	اصلاح اعمال (ترجمة دينية)	٧٢
پشاور ١٤٢٠ھ	فقير ابوالليث نصر بن محمد مرقدى رحمة الله عليه	تنبيه الغافلين	٧٣
مؤسسة الريان ١٤٢٢ھ	امام حافظ محمد بن عبد الرحمن حماوى رحمة الله عليه	القول البديع	٧٤
انتشارات ايران ١٣٩٠ھ	مولانا جلال الدين رومي رحمة الله عليه	مثنوي مولوي معنو	٧٥
دارالكتب العلمية بيروت	منسوب به امام ابو حامد محمد بن محمد بن محمد غزالى رحمة الله عليه	مكافحة القلوب	٧٦
دارالكتب العلمية بيروت ١٤٠٧ھ	امام جلال الدين سبوطى رحمة الله عليه	حسن المسن في الصمت	٧٧
مكتبة المدينة ١٤٣١ھ	مترجمين شعبية ترجم المدينت العلمية (دعوت اسلامي)	ايك چپ سوکھ (ترجمة حسن المسن)	٧٨
مكتبة المدينة ١٤٣٥ھ	مولفين شعبية ترجم المدينت العلمية (دعوت اسلامي)	باطني پياريوں کی معلومات	٧٩
دارالكتب العلمية بيروت ١٤٢٦ھ	علامة عبد الوهاب بن احمد بن علي احمد شعراني رحمة الله عليه	المعنى الكبير	٨٠
المكتبة الحصرية ١٤٢٦ھ	امام محمد بن محمد بن محمد ابن جزري رحمة الله عليه	حسن حصين	٨١
رياض ١٤٣٤ھ	علام على قارى رحمة الله عليه	الحرزايين	٨٢
مكتبة نزار مصطفى الباز	امام عبد الرحمن ابن جوزي رحمة الله عليه	صيد الخاطر	٨٣
شيربرادرز ١٤٠٥ھ	علام مولانا نقشى على خان رحمة الله عليه	سرور القلوب	٨٤
پشاور	حافظ احمد بن علي بن حجر عسقلاني رحمة الله عليه	المنهاج	٨٥
دارالكتب بيروت ١٤١٩ھ	علامة شهاب الدين محمد بن احمد محللى شافعى رحمة الله عليه	المسنطرف	٨٦
مكتبة المدينة ١٤٣٨ھ	مترجمين شعبية ترجم المدينت العلمية (دعوت اسلامي)	دين ودنيا کی انوکھی باتیں (ترجمہ معرف)	٨٧
دارالكتب العلمية بيروت ١٤٢٦ھ	امام عبد الرحمن ابن جوزي رحمة الله عليه	عيون الحكایات	٨٨
مكتبة المدينة ١٤٢٨ھ	مترجمين شعبية ترجم المدينت العلمية (دعوت اسلامي)	عيون الحكایات (اردو)	٨٩
انتشارات عالمگیر کتاب خانہ ایران	شيخ سعدی شیرازی رحمة الله عليه	گلستان سعدی	٩٠
مكتبة المدينة ١٤٣١ھ	مولانا علی اصغر عطاری مدینی مدظلہ العالی	راہ علم	٩١

كتب لغت

دارال المعارف لبنان	علام سید شریف علی بن محمد جانی رحمة الله عليه	كتاب التعريفات	٩٢
منظوم کلام			
مكتبة المدينة ١٤٣٩ھ	علام مولانا حسن رضا خان بريلوي رحمة الله عليه	ذوق نعت	٩٣
مكتبة المدينة ١٤٣٧ھ	(علام مولانا) محمد الياس عطار قادری رضوی (دامت برکاتہم العالیہ)	وسائل بخشش	٩٤

جامعاتِ المدینہ کی کیا بات ہے

(۰۲-۱۱-۲۰۲۱ھ/۲۴-۱۱-۲۰۲۱)

ہم پہ مولیٰ کا فضل و کرم ہو گیا، جامعاتِ المدینہ کی کیا بات ہے
 مرحبا! ہو گئی رحمتِ مصطفیٰ، جامعاتِ المدینہ کی کیا بات ہے
 ہر طرف علم کا نور بڑھنے لگا، جامعاتِ المدینہ کی کیا بات ہے
 کم ہے جتنا کریں شکر رب کا ادا، جامعاتِ المدینہ کی کیا بات ہے
 جو یہاں آکے تعلیم حاصل کرے، تیرا لطف و کرم اُس پر دائم رہے
 اُس کا سینہ خزینہ بنے علم کا جامعاتِ المدینہ کی کیا بات ہے
 جامعاتِ المدینہ میں پڑھتے ہیں جو، یا خدا! حافظہ ان کا مضبوط ہو
 وہ نہ اکتا کیس اُن کا رہے دل لگا، جامعاتِ المدینہ کی کیا بات ہے
 جامعاتِ المدینہ میں پڑھنے کو جو، آئے خوب اُس کا ایمان مضبوط ہو
 عشقِ احمد کی سوغات وہ پائے گا، جامعاتِ المدینہ کی کیا بات ہے
 جامعاتِ المدینہ کا ہر ٹنسٹیک، نیکیوں میں ہمیشہ رہے مُنہبک
 یا الہی! گناہوں سے اُس کو بچا، جامعاتِ المدینہ کی کیا بات ہے
 عالم دین بنو، دل لگا کر پڑھو، رب کی رحمت سے تم اچھے مفتی بنو
 خوب خدمت کرو دین کی تم سدا، جامعاتِ المدینہ کی کیا بات ہے
 تم یہاں آکے پاؤ گے عشقِ نبی، آل واصحاب کی چاہ بڑھ جائے گی
 آو پاؤ گے تم اُلفتِ اولیا، جامعاتِ المدینہ کی کیا بات ہے
 طالبِ علم جو بھی مُبلغ بنے، خواب میں مصطفیٰ کی زیارت کرے
 یا خدا! اُس سے راضی تو رہنا سدا، جامعاتِ المدینہ کی کیا بات ہے
 ہر مڈرِس کو اور طالبِ علم کو، مولا نکے مدینے کا دیدار ہو
 از پے غوث و خواجہ و احمد رضا، جامعاتِ المدینہ کی کیا بات ہے
 جامعاتِ المدینہ کی جو خدمتیں، کرتے ہیں، اُن پر اللہ کی رحمتیں
 خوب برسمیں یہ عطا کی ہے دعا، جامعاتِ المدینہ کی کیا بات ہے

۱: الحمد لله جامعاتِ المدینہ کے آغاز کو 25 سال ہونے پر اس کی "سلوکِ نوگلی" کے پرستہ موقع پر یک کلام لکھا گیا۔

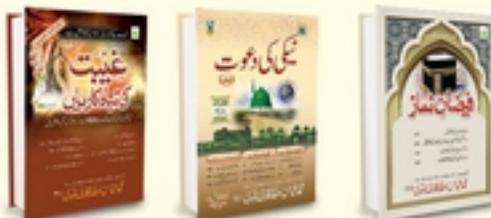
۲: مظلوم غافلی کی اور اسلامی بھائی کا موزوں کر دہ ہے۔ سگب مدینہ غفران عنہ

الْمُهَمَّةُ إِيمَانٌ بِرَبِّ الْعَالَمِينَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى عَائِلَةِ النَّبِيِّنَ.

شیطان کا سب سے بڑا انتھیار

فرمانِ امام محمد غزالی رضۃ اللہ علیہ: انسان کو ہر کانے میں زبان شیطان کا سب سے بڑا انتھیار ہے۔ (احمد، العلوم ج ۲ ص ۱۲۲) حضرت لقمان حکیم رضۃ اللہ علیہ کے آقا نے کہا: بکری ڈنچ کر کے اس کے سب سے بہترین دو حصے لے آئیے، آپ زبان و دل بٹکال کر لے گئے۔ کچھ دنوں کے بعد آقا نے ان سے دوبارہ کہا: بکری ڈنچ کر کے اس کے سب سے بہترین حصے لے آئیے، آپ نے پھر زبان و دل لا کر حاضر کر دیئے، آقا کے پوچھنے پر حضرت لقمان رضۃ اللہ علیہ نے کہا: اگر زبان و دل صحیح ہوں تو سب سے بہتر ہیں اور اگر یہ گزر جائیں تو ان سے بڑا کر بری چیز کوئی نہیں۔

(تفسیر تفسیری ج ۱۰ ص ۲۰۹)



2-373-722-969-978



010133372



فیضان مدینہ، محلہ سودا گران، پرانی سبزی منڈی، کراچی

UAN +92 21 111 25 26 92 0313-1139278

www.maktabatulmadinah.com / www.dawateislami.net
 feedback@maktabatulmadinah.com / ilmia@dawateislami.net